ملاحظات خاطفه
بر
پایان نامه صاخبة

ترتیب و تنظیم
گروه مصنفین و مؤلفین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ

ملاحظات خاطفه

بر

پایان نامه صاخبة

گروه مؤلفین و منظمین

مَنْ كانَ يُرِيدُ الْحَياةَ الدُّنْيا وَ زِينَتَها نُوَفِّ إِلَيْهِمْ
أَعْمالَهُمْ فِيها وَ هُمْ فِيها لا يُبْخَسُونَ☆
أُولئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَ حَبِطَ ما
صَنَعُوا فِيها وَ باطِلٌ ما كانُوا يَعْمَلُونَ ☆

(هود. ١٥،١٦)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب .... ملاحظات خاطفہ بر پایان نامہ صاحبہ

مرتبین و منظمین .... علی شرف الدین، ابرار حسین،

محمد علی، تاثیر شاہ، خادم حسین،

ابو مریم، ناصر شاہ، مولانا شکور

علی، مادر آمنہ کوثر فاطمہ

ناشر .... دار الثقافۃ الاسلامیہ پاکستان

www.sibghtulislam.com

انتساب:

ا۔ جو ذوات عقل وخرد کو حیات قصیر وحقیر کے لیے وقف کرنے کی بجائے کلمۂ اسلام اور عزت مسلمین کے لیے وقف کرتی ہیں۔

۲۔ ہر عاقل وخردمند مسلمان جو قال اللہ وقال الرسولؐ کے سواء کسی اور کی قال کو حجت نہیں مانتے ۔

۳۔ تمام فرقوں کو اسلام عزیز پر دشمنوں کا پیوند سمجھتے ہیں کے نام۔

تمہید:

حمد وستائش اس ذات کے لیے مخصوص ہے کہ جس کی الوہیت وربوبیت میں کسی کی تحمید وتعریف، تمجید وتکبیر اور عصیان وطغیان سے کوئی دگر گونی نہیں آتی ہے اس نے اپنے بندوں کو بھی ہدایت دی ہے﴿ لِكَيْلا تَأْسَوْا عَلى ما فاتَكُمْ وَ لا تَفْرَحُوا بِما آتاكُمْ﴾ (حدید۔۲۳) جس کو اللہ کھلا چھوڑتا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا ہے اور جسے اللہ نے روکا ہے اسے کوئی چھوڑ نہیں سکتا ہے،﴿ما يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلا مُمْسِكَ لَها وَ ما يُمْسِكْ فَلا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَ هُوَ الْعَزيزُ الْحَكيمُ﴾ (فاطر:۲) چنانچہ افاضل وعمائدین کے نہ چاہتے ہوئے ان کے خار چشم زندہ رہے اس کیلئے اس ذات کا سپاس گزار رہوں۔

نیز ان سطورات کو اللہ رب العالمین کی طرف سے ایک لطف وعنایت سمجھتا ہوں۔

اس پایان نامہ کی وجہ سے مجھے قرآن و نبی کریم محمدؐ کی ضد میں سرگرم افراد اور ان کے حامیوں سے اعلان برأت کرنے کی توفیق عنایت ہوئی، اللہ کبھی یہ توفیقات دوستوں کے توسط سے اور کبھی مخالفین اور کبھی اہل انصاف کے توسط سے عنایت فرماتا ہے اللہ نے یہ توفیق مجھے ہمیشہ مخالفین کی طرف سے بخشی لیکن اس وقت ناآشنا و نادیدہ شخص کی طرف سے عنایت کی ہے لہٰذا اس بارے میں شکوک وشبہات اور عناد و مخالفت جیسی بدگمانی رکھنا عقلی وشرعی طور پر درست نہیں ہوگا بلکہ یہ سمجھنا درست ہوگا کہ اس نے اپنے علم اور مذہب کا قرضہ اتارا ہے مجھے اطمینان ہوا کہ میں قرآن اور نبی کریم محمدؐ کی رسالت کا داعی ہوں اور اسی راہ پر گامزن

ہوں۔میں نگارندہ محترم سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر من حیث لاشعوری، سقط قلم سے یا میری عربی اور اردو درست نہ ہونے کی وجہ سے آپ کی شان میں نا مناسب کلمات صادر ہوئے تو مجھے معاف فرمائیں۔شیاطین جن وانس کی شیطنت میں آکر دوران ملاحظات نویسی ، میں نگارندہ پایان نامہ یا ان کو تشویق دلانے والے یا معاونت کرنے والوں کے بارے میں اہانت و جسارت کرنے سے گریز کروں گا۔

میں بعض دیگر علماء و دانشوران کی سوچ نہیں رکھتا ہوں کہ اگر مجھے طعن وطنز کا نشانہ بنایا جائے تو میں بھی انھی کی طرح مظلومیت سے دفاع کروں۔میں بھی ان شخصیات پر جتنہ لائق احترام کے حق میں نازیبا کلمات استعمال کروں ''کلا''۔لیکن اگر میں شیوع الحادی کے منکرات کے بارے میں سکوت اختیار کروں تو یہ خود ایک جرم ہوگا۔میں کسی کی کوتاہیوں اور رزیا دتیوں کا اس طرح ذکر نہیں کروں گا جس طرح بعض حضرات اپنے دل میں موجود تمام میل کچیل، کدورت تحقیرات، تذلیلات وافترأت ومنویات کو زبان وقلم دونوں سے اظہار کرکے خود کو سکون دیتے ہیں، غم وغصہ نکالنے کا موقعہ ملنے سے انہیں خوشی محسوس ہوتی ہے۔ جب انہیں حقائق پر مبنی صفحات نظر آتے ہیں تو وہ بے قرار و پریشان ہو جاتے ہیں پھر اپنی بے قصوری ومعصومیت کا اظہار کرتے ہیں۔بعض کہتے ہیں اپنی تحریر میں ایسی شخصیات کا نام لیتے وقت علیہ السلام یا رضی اللہ بغیر ان کا نام لکھنا اہانت و جسارت ہوگی۔ یہ لوگ اسماعیلیوں اور عصر حاضر کے راجہ زادگان کے پیرو کاران ہیں جن کو اپنے ناپسند کرنے والوں کو کچلنے پر استثناء حاصل ہے۔ان کی شان میں ''**لایسئل عما یفعلون**'' سے استنا د کرتے ہیں۔

جناب ڈاکٹر حسن خان نے پہلے خط میں لکھا تھا کہ امام زمان کا ظہور نزدیک ہو

چکا ہے ۔اسلام آباد، کراچی اور لاہور میں ہوٹلز بک ہو چکے ہیں، دنیا آپ کے استقبال کی تیاریاں کر رہی ہے لیکن یہ وضاحت نہیں کی تھی کہ امام تشریف لا رہے ہیں آپ نے کس امام زمان کا ذکر کیا ہے معاشرے میں دو قسم کے امام زمان کی بات ہوتی ہے یہاں دونوں کے معتقدین ہوتے ہیں، ایک یورپ میں محافل سمیرات میں محو ہے جس کے راجگان معتقد ہیں ۔ایک امام مزعوم ہے، اس کے چندین داعیوں کو ایران میں منتظرین نے مارا ہے اور بعض جیل کاٹ رہے ہیں ۔

احتمال قوی ہے کہ آپ کی مراد یورپ میں مقیم امام ہے جس کے لئے علاقہ شگر کے غرابی بے تاب ہیں عقل وخرد والے غور کریں اور بتائیں کہ دین پڑھے بغیر جب کوئی دانشور دین میں مداخلت کرے لوگوں کو دھوکہ دے اور انہیں اندھیرے میں رکھے تو ان کے ساتھ کیا رویہ وسلوک اپنانا چاہیے یہ ایک فکر الحادی وانحرافی ہے نیز آپ نے عزاداری امام حسین میں ارتکاب محرمات کو جائزہ گردانا ہے اور آپ کے فتویٰ کے مطابق اعلیٰ وارفع مقاصد کے لئے محرمات فقہی کے ارتکاب میں کوئی حرج نہیں ہے ۔چونکہ آپ کے نزدیک عزاداری ایک اعلیٰ وارفع مقصد کے تحت ہو رہی ہے، گرچہ وہ اعظم خان یا آغا خان کی بالا دستی کے لئے ہو رہی ہے لہٰذا عزاداری کو فقہ اسلامی میں پابند نہیں کر سکتے ہیں حالانکہ اسے تارک الصلوٰۃ، شراب خور، زانی اور دروغ گو افراد انجام دے رہے ہیں دوسرے خط میں ڈاکٹر حسن خان نے ہر قسم کی تحقیر وتذلیل اور تہمت وافتراء باندھنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی ، جواب دیکھا تو میرے بھتیجوں کو پریشان کرنے کے لیے ایجنسی کے آدمیوں کو ان کے پیچھے لگایا جبکہ ہم نے تمام تر احتیاط سے احترام کے ساتھ جواب لکھا تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنے ایک

صفحہ اردو معلی اور ادب راجگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر قسم کی تذلیل وتحقیر وتوہین میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

بعض دوستان جنہوں نے ایک طویل عرصہ میرے گھر کو اپنی سرگرمیوں کے لئے کاروان سرا' مطالعہ خانہ' ملاقات خانہ' مشورہ خانہ' مخبر خانہ' کلاس خانہ غنا خانہ سنڈے سکول بنایا تھا ہم گمان کر رہے تھے یہ اسلام عزیز کے اصول ومبانی کو سمجھنا چاہتے ہیں، لیکن بعد میں معلوم ہوا بگاڑنا چاہتے تھے اور مجھ سے اپنے مطلب کی بات اگلوانا چاہتے تھے۔ انہیں ہم پاکستان میں کامیاب درس دینے والے نظر آتے تھے، لیکن آج انہیں میں فاسد العقیدہ نظر آتا ہوں وہ خود کو اور کہانیوں اور تحریفات وخرافات سے مرکب عقائد سکھانے والوں کو صحیح العقیدہ گردانتے ہیں۔ لیکن جب میں طوفان بدتمیزی، حصار اجتماعی اور مطبوعات دار الثقافۃ کی غنائم گیری کی زد میں پھنس گیا تو انہوں نے میرا حال تک نہ پوچھا، میری تالیفات میں ان سے شکوہ وشکایت پر انہیں غصہ آیا ہے اور کہتے ہیں ہمارا نام کیوں لیا ہے۔ جناب علامہ شیخ محمد حسین نجفی نے مجھے تحقیری انداز سے اپنے فاسد مذہب سے خارج کیا لیکن بعد میں انہیں جواب دینے پر ان کے مقلدین ہمارے خلاف ہو گئے۔ جناب آغا ئے جواد نقوی صاحب سے جب کوئی میرے بارے میں پوچھتا ہے تو موہوم ترین اور توہین آمیز کلمات سے یاد کرتے ہیں، سترہ اٹھارہ کروڑ سے شان وشوکت والی عمارت بنانے والے کو میرا حج پر جانا خار چشم بنا ہوا ہے۔

حاضر صفحات ہمارے عقائد ونظریات کی رد میں پیش کردہ پایان نامہ جسے مدرسہ امام خمینی کے فاضل ارشد فدا حسین حیدری نے اپنے اختتام دراست میں پیش کیا ہے اس پر

ملاحظات خاطفہ ہیں یہ پیش کرنے سے پہلے خود انکا مختصر سا ممکنہ تعارف پیش کرتے ہیں ۔
جناب فدا حسین صاحب کی شخصیت والا کے بارے میں اتنا سنا ہے کہ آپ بلتستان کے علاقہ شگر موضع چھورکا قدیم و حالیہ غرابیہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔آپ جناب مرحوم حاجی اسماعیل مداح کے فرزند و نور دیدہ ہیں مرحوم نیک انسان اور خوش لحن مداح تھے، چھورکا میں منعقد محافل اعیاد میں آپ قصیدے پڑھتے تھے لیکن اتفاق سے ان کے ساتھ میری پہلی ملاقات مشن پی بالا میں منعقدہ جشن میلاد امیر المومنین میں ہوئی، بدقسمتی سے اس محفل میں ہی آپ کا ہم سے رنجیدہ ہونے کا سبب پیش آیا جو آپ کے دل سے نہ ڈھل سکا۔میری پہلی دفعہ کسی جشن میں شرکت مشن پی بالا میں منعقد جلسہ میلاد امیر المومنین میں ہوئی جہاں علماء وخطباء تشریف فرما تھے بوا شاہ عباس کے پوتے جناب آغا شاہ عباس بھی تشریف رکھتے تھے آپ عمر رسیدہ ہونے کے باوجود میرا بہت احترام کرتے تھے۔اخوند اسماعیل سے درخواست کی گئی کہ بحر طویل میلاد امیر المومنین پڑھیں مرحوم نے بہت پر کشش لحن میں پڑھا جو انتہائی متاثر کن تھا۔لیکن غلطی ان کی تھی نہ میری، بلکہ غلطی اس غالی شاعر کی تھی جس نے فضائل و مناقب امیر المومنین کے نام سے قرآن کریم، نبی کریم محمدؐ اور حضرت علی کا مذاق اڑایا تھا، ہر مصرع عقل و شرع دونوں سے متصادم تھا کیونکہ جو قرآن حضرت علی کی ولادت کے دس سال گزرنے کے بعد چالیس سال کی عمر میں نبی کریم محمدؐ پر نازل ہوا ہو وہ علی پر شکم مادر میں نازل ہونے کی بات کی جائے تو اس قسم کا عقیدہ صرف نصیریوں کا ہی ہوتا ہے، بعد میں معلوم ہوا چھورکا والے غرابی عقیدہ رکھنے والے ہیں جو اہل بیت اطہار کے فضائل کے نام سے شرکیات و کفریات چلا رہے ہیں انہیں حضرت محمدؐ اور جبرائیل دونوں سے چڑ ہے۔جشن میں

پیش کردہ بحر طویل میں آیا تھا حضرت علی جب کعبہ میں پیدا ہوئے تو فوراً سجدے میں گرے اور سورہ قد افلح المومنون پڑھی، میں نے بروقت اس بحر طویل کو روک دیا جس پر مرحوم رنجیدہ ہوئے ۔یہ خبر آغائے حیدری پر کس حد تک اثر انداز ہوئی مجھے معلوم نہیں، اگر آپ بھی فرقہ غرابیہ سے تعلق رکھتے ہیں جس طرح چھورکا کے دیگر علماء رکھتے ہیں اور جن کی محافل ومجالس میں منابر سے جھوٹ اور تحریفات وخرافات ہی پیش ہوتی ہیں تو ضرور ناراض ہونگے ۔

اسی طرح میں نے ایک اور بحر طویل کو روکا دونوں غلو پر مبنی تھیں لیکن دوسری میں غلو میں بہت بغض تھا ۔، ہمارے اپنے گاؤں میں میری چچا زاد بہن کے شوہر بھی خوش لحن تھے وہ ۹ ربیع الاوّل کو عید مرگ خلیفہ دوم مناتے تھے، میں نے سوچا تھا کہ اس بارے میں گفتگو کروں گا لیکن انہوں نے بحر طویل پڑھی جس کا ہر مصرع فحش تھا میں نے روکا اور کہا بس کریں' مزید نہ پڑھیں' اس کے بعد ان کی ۹ ربیع الاوّل کی عید بھی ختم ہوگئی ۔آپ کے تعارف کے بعد آپ کی فاضلانہ زندگی کے بارے میں جو کچھ پایان نامہ سے میسر ہوا ہے، اس کے مطابق آپ مندرجہ ذیل امتیازات وخصوصیات کے حامل ہیں ۔

۱۔آپ مدرسہ امام خمینی کے فاضل طالب علم ہیں ۔اس مدرسہ میں داخلہ ملنے والوں کی اپنی شان ہے، یہ مدرسہ کتنے رقبہ پر محیط اور کتنی منزلیں ہیں؟ معلوم نہیں، ہم نے تو نہیں دیکھا ہے ۔شاید یہاں کے عروۃ الوثقی یا جامعہ الکوثر کے برابر ہو یا ان سے بھی بڑی شاندار عمارت مانند عمارت عادوثمود ہوگی ،جس کے بارے میں قرآن میں آیا ہے ﴿لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ﴾ گویا یہ مدرسہ سورۃ فجر آیت ۷،۸ کا مصداق ہے ،جدید دور کی تمام سہولتیں جو مغربی درسگاہوں میں ہوتی ہیں وہ یہاں بھی میسر ہیں جیسے سوئمنگ پول، پولو

گراؤنڈ،اور فلم مختار ثقفی اور انٹر نیٹ سے استفادہ کے امکانات بھی فراواں ہیں۔

۲۔اس عظیم الشان عمارت کے مصارف کے مصادر کے بارے میں مفتیان دیار اور قاضیان اسلام سے پوچھیں کہ اس عمارت کو بنانے کے لئے پیسے کہاں سے حاصل کیے ہیں؟ جس طرح عصر حاضر میں پاکستان میں بہت سے مدارس دینی کے بارے میں تحقیقات شروع کی گئی ہیں،عدالتِ عالیہ پاکستان میں آف شور کمپنیاں بنانے والے اور ان کے وکلاء موقر کو سوالوں کی بارش میں بھیگنا پڑا اور عدالت نے انہیں ان کے اس عمل کے باعث اہلیت حکمرانی سے خارج کیا اور سوالوں کی بارش برسائی ہے کہ اتنی دولت کیسے اور کہاں سے حاصل کی ہے؟

۳۔قرآن نے تو ایسی عمارتوں کی اجازت نہیں دی ہے شاید اللہ اور رسولؐ کے احکام و تعلیمات کو چھوڑنے اور ناقص شریعت بنانے والے مجتہدین نے دی ہوگی۔آیات محکماتِ قرآن کے تحت دولت اگر حلال ذرائع سے حاصل کی ہے تب بھی آیات اسراف وتبذیر کے تحت ایسی تعمیرات اسراف میں آئیں گی۔اس سوال کا جواب تو دیں کہ قرآن کریم کے منع کرنے کے باوجود ایسی عمارتیں کیوں تعمیر کی گئی ہیں؟

عمارتِ جدید میں نصاب قدیم لمحہ سوالیہ ہے اس کی مثال آج انٹر نیٹ پر عقائد خرافاتی کی ترویج جیسی ہے،جواب دیتے ہیں شہر اجتہاد و فقاہت والوں کو حوزہ کے فیل فتویٰ نہیں دے سکتے ہیں'ان کی کیا حیثیت ہے،درست فرماتے ہیں فیل ہونے والے کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں'روایات بھی نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ہمارے ہاں تحقیق دوسروں کی تحقیق سے مختلف ہے ہمارے ہاں تحقیق وہی ہوتی ہے جو سب نے کہا ہے،نیز ہمارے ہاں تحقیق قدیم علماء کی

تحقیقات کا تکرار ہوتی ہے کیونکہ مذہب میں ازسر نو تحقیق پر پابندی ہے،لہذا ان کے پاس اکثر سوالوں کا ایک ہی جواب ہوتا ہے کہ مذہب میں تحقیق کی گنجائش نہیں۔ ہر جدید سے مقابلہ اور تحدی صرف اسلام کا دعویٰ ہے لیکن اسلام نے جدید کے نام سے حرام کو حلال کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔

لیکن سوال طلبگی اپنی جگہ باقی رہتی ہے کہ اتنی بڑی شاندار اور وسیع وعریض اور ہر حوالے سے مجیز عمارت پر کتنی لاگت آئی ہوگی اور اس بے مثال جودوسخا کا مظاہرہ کس نے کیا ہے،اہل فکرو دانش ریاضی وفقہی اپنے موضوع کے حوالے سے احتمالات پیش کرتے ہیں، بعض احتمال دیتے ہیں مال امام صرف کیا ہوگا لیکن سوال یہ ہے کہ اتنی بڑی رقم کے خرچ کی اجازت کس نے دی ہے،وکیلوں کو تو اتنے اختیارات نہیں ہوتے ہیں۔

بعض احتمال دیتے ہیں کسی مومن نے اپنے خالص مال سے بنائی ہوگی،سوال ہوتا ہے آیا ایک انسان اپنے مال میں ''**کیف ما شاء انی ما تشا**'' تصرف کرنے کا حق رکھتا ہے بعض بہت گہرائی میں غواصی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ رقم اسلام مخالف بجٹ سے تاجران دین نے ''**سہم امام مزعوم**'' کے نام سے دی ہے،یا خصوصی طور پر محدود افراد جیسے محسن نجفی، جوادنقوی،سراج موسوی کو،استثناء حاصل ہوگا۔بعض اس احتمال کی تائید کرتے ہیں بہر حال اس طرح کی عمارت قرآن کی آیات اسراف وتبذیر سے متصادم ہے۔

قرآن کریم کے تحت اموال میں اسراف وتبذیر انفرادی واجتماعی دونوں لحاظ سے برابر کا گناہ ہے ایسا نہیں کہ امور دینی میں اسراف نہیں ہے شاید مجتہدین کو جعل احکام میں اللہ کا شریک قرار دینے والوں کے نزدیک اس کی گنجائش ہو نبی کریمؐ اور خلفائے راشدین کے

دور میں بھی ایسی عالیشان عمارتیں نہیں بنائی گئیں، جن کی کرسی اقتدار متزلزل تھی انہوں نے اقتدار کو سند دینے کے لئے ایسی عمارتیں بنائی ہیں۔ایسی عمارتوں کی بھرمار کا سلسلہ ولید بن عبدالملک متوفی ۹۶ھ سے شروع ہوا جس نے اس وقت کے قیمتی دینار و درھم کے انبار سے مسجد نبوی اور مسجد اموی کی توسیع و آرائش کی، ساتھ ہی جہاں جہاں پیغمبرؐ نے استراحت فرمائی ہے وہاں مسجد کی بنیاد ڈالی ،اسی طرح مہدی عباسی متوفی ۱۶۹ھ نے بھی ایسی مساجد بنائی ہیں ان کے بعد فاطمیین کے معزالدین،صفویوں اور قاچاریوں کے ناصرالدین شاہ پہلوی اور حجاز کے شاہان نے اپنے خلاء دینی کو چھپانے کی خاطر بنائی ہیں۔

غرض جو حکومتیں مجتہدین اور ان کے وکلاء کی ترجیحات اور عوام پسندی پر مبنی ہوتی ہیں یا وہ جس مد میں پیسہ ملتا ہے یا جہاں خرچ کی زیادہ گنجائش ہوتی ہے ایسی جگہوں پر خرچ کرنے کو وہ پہلی ترجیح میں رکھتے ہیں وہ عوام کو اپنی طرف جلب کرنے کی خاطر ایسے بے بنیاد و بے اسناد اقدامات کرتے ہیں،اس کے لئے ان کے پاس قرآن وسنت نبیؐ سے استناد ممکن نہیں بلکہ قرآن اور سنت نبیؐ سے ہٹ کر فتاویٰ صادر کرنے والوں کے فتاویٰ چلتے ہیں عصر حاضر کے تجربات بتاتے ہیں ایسی درسگاہوں سے فارغ علماء وفضلاء عوام و مستضعفین کے رہنما نہیں بنیں گے ایسے علماء ''**قل لا اسئلکم علیه اجراً**'' کی جگہ یہ کہیں گے بتاؤ کیا خدمت کرو گے ،مہنگائی بڑھ گئی ہے، بچوں کو انگلش میڈیم سکول میں داخل کرانا ہے، زمانہ پہلے جیسا نہیں، آج علماء کے لئے بھی پروٹوکول ضروری ہے۔

ہمیں دیگران جیسی زندگی گزارنی ہے اگر آج علماء کی بود و باش وعیاشی نہیں ہوگی تو عوام ان کی بات نہیں سنیں گے، بقول آغائے جعفری و آغائے ساجد ہمارے پاس بھی عوام کو

دینے کیلئے کچھ ہونا چاہیے ۔اس لئے صراحت کو آغائے رضوی نے کہا ہم پیغمبر اکرمؐ کی سیرت پر نہیں چل سکتے ہیں۔اب تو کمال بے شرمی کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم نے دین کو انہی مجتہدین سے لیا ہے بلتستان کی ایک پڑھی لکھی مذہبی شخصیت جناب بابو جعفر نے کہا ہمارے اعمال کا جواب مجتہدین دیں گے ہم نے ان پر چھوڑا ہے۔

مصادر مدرسہ امام خمینی:۔

مدرسہ امام خمینی چاہے ایران میں ہو یا پاکستان میں یا جامع کوثر ہو یا عروہ الوثقی ہو ان جامعات کے متولی و متصرف اگر حکومت ہو یا ملک کا کوئی عمرانی ادارہ ہو ہمیں ان کے بارے میں اظہا نظر کرنا بے جا ہو گا گر چہ ایک ملک کے شہری ہونے کے حوالے سے ہر فرد مسلمان کو ان کی تصرفات کے بارے میں اظہار نظر کرنے کا حق حاصل ہے امت اسلامی استعماری پاؤں کے تلے دبی ہوئی ہے انہیں روکنا ان سے آزادی حاصل کرنا بلند عمارتوں اور میناروں پر پرچم داری سے نہیں ہوسکتا ہے کھیل کود سے واپس آنے والوں کو کروڑوں کے انعامات دینے سے ملک کا پرچم بلند نہیں ہوتا نہ دہشت گردی سے نجات مل سکتی ہے بہر حال یہ ہم جیسے افراد کے فرائض میں نہیں آتا ہے چونکہ ہمارے فرائض کا کوئی ذرائع ابلاغ نہیں ہے لیکن دینی افراد کی طرف سے مدارس و جامعات کی تعمیرات یقیناً سوالات سے بالاتر نہیں ہیں کیونکہ دین کا معنی ہے کہ انسان یوم الجزاء، یوم الحساب پر ایمان رکھتا ہو۔

یہاں مشکوک مال صرف کرنا حرام ہے جس طرح خالص مال حد سے زیادہ صرف کرنا آیات محکمات ”لاتسرفو“ میں آتا ہے،جس طرح سورہ اعراف آیت ۷ میں اسراف سے منع کیا گیا ہے سورہ فرقان آیت ۶۷ میں کنجوسی سے منع کیا گیا ہے سورہ فرقان آیت ۶۷

میں آیا ہے نہ اسراف کریں نہ بخل کریں اسراف ضرورت سے زائد غیر محل سرف کرنے کو کہتے ہیں اقتار (بخل) منع کو کہتے ہیں اس کے درمیان ضرورت کی حد تک خرچ کرنے کا حکم ہے یعنی اسراف و کنجوسی کا اصول دیکھنا ہوگا کون اسراف کرتا ہے کون کنجوسی کرتا ہے عام طور پر اسراف وہ کرتا ہے جس کے پاس موجود مال خود اس کی کمائی نہیں ہوتی ہے انسان کے پاس مال کے تین مصادر ہیں۔

ا۔ان تین مصادر کے تناظر میں خرچ ہوتا ہے ایک انسان دن رات زحمت و مشقت سے مال جمع کرتا ہے وہ انسان اپنی ضروریات پر خرچ کرتا ہے باقی کو عند الضرورت جمع کرتا ہے وہ فالتو خرچ میں زیادہ تر کنجوس ہی کرتا ہے۔

۲۔جمع مال کسی اور کی طرف سے ہے وہ لوگ ان کو امین سمجھ کر دیتے ہیں تا کہ متعلقہ مصارف میں خرچ کریں گے لیکن ان کے اخراجات کی کوئی حدو حدود نہیں ہیں، ان کے پاس بخل کا کوئی تصور نہیں ہے اگر وہ بخل کریں گے تو اپنے ہی معطی سے بخل کریں گے یعنی مال دینے والے سے۔اس کی مثال خاندان برامکہ ہے برامکہ کی جود و سخا ضرب المثل تھی لیکن کس کے مال میں؟ وہ مال ظاہری طور پر خلیفہ مسلمین ہارون رشید کا تھا برامکہ اس کی طرف سے امین تھے، ایک دن خلیفہ کو کچھ رقم کی ضرورت تھی تو اس نے اتنی رقم دینے سے معذوری کا اظہار کیا، یہی سبب ان کیلئے باعث زوال بنا۔لیکن مال حقیقت میں امت مسلمہ کا تھا امت کی طرف سے امین امت کے مال کو اپنے مال کی طرح خرچ کرتے تھے تاریخ اسلام میں اس قسم کے مال خرچ کرنے والوں کی فہرست لمبی ہے یہاں دو شخصیات کی مثال پیش کرتا ہوں۔

ا۔ایک عبد الملک بن مروان تھے وہ کنجوسی میں معروف تھے وہ بہت بخیل تھے کیونکہ

ان کو خلافت بہت مشقت وزحمت و پریشانی کے بعد ملی تھی، زحمت و مشقت سے ملے مال میں بے حساب خرچ کو وہ غیر منطقی سمجھتے تھے لیکن جب اس کا بیٹا ولید بن عبدالملک اپنے باپ کے بعد اس جمع شدہ خزانہ کا مالک بنا تو اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ مال کہاں خرچ کرے گرچہ اس نے عوامی اصلاحات میں عوام الناس پر بہت پیسہ خرچ کیا وہ اپنی جگہ قابل تعریف ہے لیکن اس نے بیجا بھی خرچ کیا جو لوگوں کی ضرورت نہیں تھی لوگوں کی تعریف کی خاطر تھا۔ پیغمبر اکرمؐ نے جہاں آرام فرمایا بلکہ ان کے اصحاب نے جہاں آرام فرمایا وہاں مسجد بنائی، دمشق میں مسجد اموی بنائی اس پیسو نے کے ایک کروڑ بارہ لاکھ دینار کا خرچہ کیا، ایک کروڑ بارہ لاکھ کو تین سے ضرب دے دیں اس سے حاصل کو درھم فرض کریں اور اس درھم امارات کو ایرانی روپے سے حساب کریں تو اربوں تومان بنتے ہیں، اس قسم کی فضول خرچی یہ ادارے کرتے ہیں ان کے پاس جمع مال عام طور پر لوگوں کا ہوتا ہے مسلمان دین دردی میں دیتا ہے ایمان بآخرت سمجھ کے دیتا ہے۔

۳۔تیسری درآمد کفر و الحاد کی طرف سے ہوتی ہے جس طرح مسلمانوں میں مؤلفۃ القلوب کو یعنی اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے زکوۃ کا ایک حصہ ہے جو ان کے لئے صرف ہوتا تھا۔اس فارمولہ پر آج مغرب والوں نے عمل کرنا شروع کیا ہے اور ایک عرصے سے مسلمانوں کو مؤلفۃ القلوب بنایا ہوا ہے اس کے لئے رقم جمع کی ہے تا کہ مسلمانوں کو کفر کی طرف مائل کرنے کے لئے خرچ کریں یہ تجربہ کامیاب نہیں ہوا لہذا انھوں نے طریقہ بدل دیا

۔

اس پیسہ کو تقسیم کرنے کے لئے مسلمانوں کو ٹھیکیدار بنایا بعض بے دین لوگوں کو کالج و

یونیورسٹی میں اسکالر شپ دینے کا ٹھیکہ دیا وہ اپنا کمیشن لے کر تقسیم کریں دوسرا دینی حلقوں کے تاجروں کو دیا کہ وہ اپنا کمیشن لے کر تقسیم کریں۔دینی مدرسہ و مسجد بناؤ چنانچہ اٹھارھویں صدی کے بعد اور خاص کر انقلاب اسلامی کے آنے کے قریب دنیائے کفر نے یہ مہم شروع کی جہاں جہاں مساجد و مدارس تاجروں کے پیسے سے بنے ہیں اس پیسے کی بدبوان کی انتظامیہ، ان کے نمازیوں اور ان میں پڑھنے والے طلباء کے منہ سے سے نکلنے والے الفاظ سے آئے گی کہ ہمیں ترقی کرنا چاہئے تنگ نظر نہیں ہونا چاہئے، ہر علم کو سیکھنا چاہئے ہمارے مدرسہ میں علم جدید ہونا چاہیے، رواداری کا مظاہرہ کرنا چاہئے قرآن و نبی کریم محمدؐ کی جگہ اسلام اقبال و جناح چاہئے یا ملک میں بحالی جمہوریت کی کوشش کرنی چاہیئے، چنانچہ ترقی و تمدن کے نعرے سے فضاء گونج رہی ہے۔ان ہی مدارس کے اندر ضرب یضرب کی رٹائی ہوئی ہے ان کا منشور ہے کہ کافرین کی جگہ مسلمانوں کو مارو قرآن و محمدؐ کی جگہ معتزلہ و اشاعرہ کی تعلیم دو، قرآن اور سیرت محمدؐ کی جگہ نحو کلام اصول فقہ میں فکر سازی کیلئے مجلّہ طلوع اسلام پڑھاؤ، متکلمین شیعہ فلاسفۂ اسلام کی بات کرتے ہیں گویا قرآن و محمدؐ عقلیات سے عاری ہیں؟ شجرہ خبیثہ سے کلمہ خبیثہ ہی نکلے گا۔

مذہب کا مصدر قال الامام، قال صحابی اور قال تابعی بنایا گیا ہے جبکہ قال الامام کی روایات اکثر و بیشتر امام پر افتراء و تہمت ہوتی ہیں۔امام سے استفسار کرنے والوں کو امام نے فرمایا ہے ''واللہ ما قلنا''۔اب تو خود مذہب والے قال الامام کہنے سے گریز کرتے ہیں' کیونکہ لوگ سند و متن کے بارے میں استفسار کرتے ہیں اب تو بعض کو رجال لکھنے والوں پر بھی غصہ آنے لگا ہے اور وہ راویوں کے بارے میں پوچھنے سے شرمندہ ہوتے ہیں۔اب اس

کی جگہ اجماع اور عقل سے متمسک ہونے لگے ہیں۔اجماع کے ہوتے ہوئے عقل عقلاء کی بھی حیثیت ختم ہوگئی ہے۔اجماع کو عقل سے بھی خطرہ لاحق ہونا دیکھ کر عقل پر بھی پابندی لگادی گئی ہےاور تقلید کے ہوتے ہوئے تو انہیں تحقیق کی ضرورت بھی نہیں رہتی ہے۔

جناب نقاد نظاس مجھے یہ معلوم نہیں کہ آپ کی اس نئی درسگاہ کے بارے میں تحلیل گراں کی کیا رائے ہے یا انہوں نے کیا رائے دی ہے؟ ہوسکتا ہے اہل تحقیق اسے لائق وقابل وذہین نوجوانوں کواسلام کے بارے میں سوچنے سے باز رکھنے کا اغواء خانہ تعبیر کرتے ہوں کیونکہ یہاں اسلام سے متعلق کوئی نظام نہ ہونے کی وجہ سے یہاں سے تبلیغات کے لئے آنے والے مبلغین اسلام کے عقائدو شریعت کی بجائے سیکولروں کی حمایت میں سرگرم نظر آتے ہیں، دینی کتابیں پڑھنے پر پابندی ہونے کی وجہ سے طلوع اسلام پرویزی پڑھتے ہیں۔

پندرھویں صدی کے آغاز سے اسلامی ملکوں میں اسلام مخالف عمارات میں توسیع، آسائش وزیبائش سے بھرپور مساجد، حسینیات ومدارس کی تعمیرات میں روزافزوں اضافہ ہوا اب علماٹھیکیداروں کی طرح عمارات بنا کرالحادیوں کو دیتے ہیں اوراب مدارس اورحوازات سے فارغ علماءارشادو تبلیغ سے ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں اور وہ اسلام عزیز کے احیاءو نفاذ کا نام لینے سے گریزاں رہتے ہیں اب کلمہ ''اسلام'' کی جگہ کلمہ ''ملت'' دہراتے ہیں' خدمت اسلام کی جگہ خدمت خلق اورخدمت انسانیت کوزیادہ ترجیح دینے لگے ہیں چنانچہ وہ ضرورت سے بھی تجاوز کرکے تجملات، تحسینات وتزئینات کا مطالبہ کرتے ہیں یہاں سے ذہنوں میں متعددسوالات پیدا ہوئے ہیں۔

۱۔ان درسگاہوں کو درسگاہ امام مہدی کہنا غلط نہیں ہوگا چونکہ مضاف الیہ غیر معلوم ہے بلکہ معلوم العدم ہی ہے اس صورت میں حساب کتاب لینے سے آسودہ خاطر رہتے ہیں بعض کا کہنا ہے ہمیں یقین قاطع ہے کسی کی نگرانی نہیں ہے درسگاہ امام صادق کہنا بھی افتراء ہے کیونکہ یہاں جو نصاب پڑھایا جاتا ہے وہ امام صادق کا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ یہاں بصرہ و کوفہ میں مفرق المسلمین معتزلہ کا نصاب پڑھایا جاتا ہے۔اس لئے یہاں تعصّبات پر زور دیا جاتا ہے،تا کہ فارمولا فرِق صدق آجائے۔یہاں شیرازی و تہرانی میں فرق ہے قمی و اصفہانی میں فرق ہے ایرانی و غیر ایرانی میں فرق ہے اور غیر ایرانی کو خارجی کہا جاتا ہے۔

۲۔خوش نصیب ہیں صاحب پایان نامہ اور ان کے معاصر افاضل جو ضروریات و حاجیات و تزئینیات سے بھری درسگاہوں میں لطف اندوز ہیں لیکن مضائقہ نہیں ہوگا اور نہ یہ بتانا غیر مناسب ہوگا کہ یہ درسگاہ بود و باش اور پر تعیش سہولیات میں دیگر درسگاہوں سے بہت آگے ہے جیسا کہ پایان نامہ کی عبارات سے ظاہر ہوتا ہے لیکن یہاں کا نصاب عمارت سے بہت مختلف ہے یہاں عمارت اکیسویں صدی کے تقاضوں کے تحت بنائی گئی ہے لیکن نصاب قرون اولیٰ کا رکھا گیا ہے اگر دنیا بھر کی درسگاہوں میں نصاب قدیم و جدید کا مقابلہ و موازانہ کیا جائے تو یہاں کا نصاب قدیم ترین کہنہ ترین بے ثمر ترین اور غیر مربوط ترین نصاب میں شمار ہوگا۔درسگاہوں کی عمارتیں بدل گئیں لیکن نصاب نہیں بدلا ہے جبکہ عمارتوں کا بدلنا عالیشان ہونا اسلام کی سربلندی کا سبب نہیں ہوتا ہے۔

نظام درسی حوزہ:

حوزہ میں علوم اسلامی کے نام سے جو نصاب پڑھاتے ہیں وہ کہنہ ترین کتب سے

تیار کیا گیا نصاب ہوتا ہے ۔جبکہ دیگر درسگاہوں میں کم سے کم سو بار نصاب بدل چکا ہوگا ان کی تمام کی تمام کتب عربی میں ہیں لیکن تدریس عربی میں دینے کی بجائے فردوسی اردو اور ترکی میں دیتے ہیں،اس وجہ سے سطحیات میں اچھے نمبر والوں کو بھی عربی بولنا لکھنا نہیں آتا ہے شاید بہت محدود افراد کو فارسی بھی بولنے لکھنے میں عبور حاصل ہو ۔یہاں کے بے چارے طلبا کو پایان نامہ لکھنے کے لئے فارسی مخلوط بہ اردو کو خالص فارسی بنانے کیلئے کچھ دینا پڑتا ہوگا۔

یہاں علم نہیں پڑھاتے یہاں کتاب پڑھاتے ہیں ،تاریخ علوم میں ایک دور ایسا گزرا ہے جہاں تمام تر مہارت علمی میں نبوغت وبرتری کو عبارتوں کی ایجاز گوئی میں گردانتے تھے ،اس میں مہارت دکھانے والوں میں سے ایک ملا سعد تفتازانی تھا آپ نے تہذیب منطق پر چند صفحات لکھے ہیں جس پر ملا عبداللہ نے حاشیہ لکھا اسے حوزے کے نصاب میں شامل کیا گیا ہے،تفتازانی نے اپنی کتاب میں لکھا تھا'' **المفهوم ان امتنعت افراده او امكنت**'' استادگرامی قدر طلبہ''ان امتنعت'' کا مفہوم سمجھنے کے لئے ایک دن لیتے ہیں۔

زیادہ تر توجہ مصنف کی عبارات کو سمجھنے کے لیے وقف ہوتی ہے' کتاب ختم ہو جاتی ہے لیکن علم اس بے چارے کے ذہن میں منتقل نہیں ہوتا ہے بقول قطاع طریق غزالی سے کہا اس علم کا کیا فائدہ جو صفحات میں مدفون ہوتا ہے اور جو کتابیں پڑھاتے ہیں وہ بھی قرون وسطیٰ کی لکھی ہوتی ہیں جس طرح توریت لاطینی میں ہے اسی وجہ سے حوزہ میں رائج اصطلاحات یورپ میں لاطینی اور ہندوستان میں سنسکرت والی اصطلاحات جیسی لگتی ہیں یہاں سے فارغ طلباء کا کیا کہنا ہے کہ یہ اصطلاحات جن کے لب مبارک پر ہوتی ہیں۔

مدارس وحوزات خط معاکس انبیاء ہیں اس کا احساس عرصہ سے ہو رہا تھا لیکن حالیہ

چند سالوں میں مراجع عظام اوران کے نمائندوں کی ترجیحات و ملاحظات و مشاہدات نے تصدیق کی ہے کہ ان کی ترجیحات ان کی اپنی اور حوزہ والوں کی احتیاجات وسہولیات ہوتی ہیں۔اسی لئے حوزوں میں علم نہیں پھیلا ہے سہولتیں پھیلی ہیں۔

۱۔انبیاء انسانوں کو دین اسلام سکھانے،دین پر چلانے اور اصلاح کیلئے آئے تھے لیکن مراجع کی ترجیحات یہ ہیں کہ طلبہ کے لئے محترمانہ وعزت مندانہ زندگی ہونی چاہیے۔ انہیں جو رقم مل رہی ہے اسے وہ اینٹ،بجری،سریا،سیمنٹ اور رنگ وروغن میں خرچ کررہے ہیں' ملک وملت کفر والحاد کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے۔یہاں سے الحادیوں کے حوصلے بلند ہورہے ہیں مدارس اور حوزات پر دباؤ بڑھ رہا ہے ان کا کہنا ہے کہ یہاں سے جرنل کرنل ڈاکٹر اور صحافی نکلنے چاہئیں اپنی مقبولیت بڑھانے کی خاطر کہتے ہیں کہ ہم نے تو یہاں دینی و دنیاوی دونوں طرح کی تعلیم کو رکھا ہے۔

اہل دین ودیانت والوں کے حوصلے ہر دن پست ہوتے جاتے ہیں۔یہاں قرآن ومحمد کی جگہ صوفیوں کے اسلام کی بات کرتے ہیں نام نہاد فطرانہ اور کھالیں کفریات والحادیات حتیٰ ملک دشمن دہشت گردوں کی معاونت میں صرف ہورہے ہیں کافرین کا بول بلند ہورہا ہے مقابلے میں مراجع اوران کے وکلاء کی ترجیحات میں فلک بوس عالیشان عمارتیں ہیں گویا مسلمانوں کا دنیائے کفر سے معاملہ طے ہوا ہے کہ جلد ہی کفر کی سربلندی ہوگی اور مسلمین کے حوصلے پست ہوں گا،اس کا آغاز حوزات سے ہوا،یہاں حوزے میں دین کے نام پر قرآن توڑ علم نحو اور اصول فقہ پڑھاتے ہیں حوزے میں جاری نظام نے طبقات پیدا کئے اور جدید عالیشان مدارس میں پڑھنے والوں اور پرانے مدارس میں پڑھنے والوں کے درمیان احساس

برتری وکمتری کی جنگ میں پستی وکمتری والوں کی حوصلہ شکنی ہوئی جبکہ برتری والوں کی توجہ سر بلندیٔ اسلام کی بجائے اپنی برتری اور ساتھ ہی الحادی برتری پر مرکوز رہی۔

۲۔ خط انبیاء والوں کی توجہ لوگوں کو مومنین ومسلمین بنانے پر مرکوز رہی اور خط مراجع والوں کی توجہ مقلدین بنانے اور ان کی صلاحیتوں پر مرکوز رہی۔

آپ کا تعارف یہ ہے کہ آپ نے ایسی ہی درسگاہ میں علم کلام میں تخصص کیا ہے۔ علم کلام فلسفہ کے چہرہ ممسوخ پر پردہ ڈالنے اور مسلمانوں کو غفلت میں رکھنے اور ان کے غم و غصہ سے بچنے کے لئے متعارف کرایا گیا ہے جس کے عمائدین و بنیان گزار واصل بن عطاء، عمرو بن عبید، عثمان بن طویل، ثمامہ اشرس علاف، ابراہیم بن یسار، ہشام بن حکم، جابر بن یزید جعفی اور عمرو بن مفضل جیسے مذاہب وافکار فاسدہ کے مبتکرین تھے۔ ان کی دین و دیانت مخدوش ہے وہ مشکوک رہے ہیں، علماء رجال نے انہیں متروک یا مجرمین قرار دیا ہے، انہی کے تسلسل میں تشنگان و جوئندگان حقائق کے لئے سرسید احمد خان، علامہ اقبال علی شریعتی اور عبدالکریم سروش بھی آپ کے قائدین ہیں آپ کے حوزہ والوں کو جب بھی تعدی از اسلام کی ضرورت پڑتی ہے تو ان کی تجلیل وتوقیر بیان کرتے ہیں، آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ آپ حضرات کو ہر میدان کے لئے جداگانہ رہبران نصیب ہوئے چنانچہ آپ تزاحم فتاویٰ کی صورت میں راہ فرار کیلئے حیلہ شرعی رکھتے ہیں۔ جیسے اگر شراب دین محمدؐ میں حرام ہے تو دین نصاریٰ میں جائز ہے اسی طرح آپ کو جدید گاڑی، پروٹوکول اور عیاشی کے لئے علماء متجددین نصیب ہیں۔ آپ لوگ دوسروں کو دنیا و مافیہا سے اندھیرے میں رکھنے کے لئے انصاری و اردبیلی کی بات کرتے ہیں اور مال امام سے لطف اندوزی کیلئے آغا خوئی، سیستانی اور

گلپا ئگانی سے استفادہ کرتے ہیں۔امام خمینی کے دور میں ضد امام خمینی اعلیٰ مناصب پر فائز تھے۔آپ جیسے ہمارے ایک دوست عزیز تھے جناب مرحوم شیخ علی دولتی جنہوں نے دفتر امام، دفتر شریعت، دفتر خامنہ ای اور دفتر آغا منتظری، ان سب سے تعلقات رکھے اور سب سے اپنے لئے فوائد حاصل کیے،اس قسم کے خوش قسمت حضرات حوزہ میں فراواں ہیں امثال علی مدبری، محسن نجفی ،سراج موسوی، جواد نقوی، حافظ ریاض ،قاضی نیاز ،راجہ ناصر جعفری ان کے نزدیک آغا خامنہ ای، وحید خراسانی ، سیستانی ،مرجع تشیع ،سب چشم و چراغ جہان تشیع ہیں لیکن امامیہ آرگنائزیشن، امامیہ اسٹوڈنٹ ،اصغریہ،اور ایرانی کونسل خانہ فرہنگ والوں کے نزدیک علی شرف الدین سعودی ہے۔

الغرض آغائے حیدری نے اپنا پایان نامہ اسلام میں دخیل،مخرب توحید،علم کلام میں تخصص کرنے کے بعد ہمارے عقائد ونظریات کی رد میں لکھا۔

رد کی بجائے ملاحظات لکھنے کی وجوہات:۔

آغا حیدری مدرسہ امام خمینی شعبہ تحقیقات کلامی کے میرے عقائد ونظریات کی رد میں پیش کئے گئے پایان نامہ کی رد لکھنے کی بجائے ملاحظات خاطفہ بر پایان نامہ صاحبۃ انتخاب کرنے کی وجوہات پیش کرنا بھی مناسب سمجھتا ہوں ۔کلمہ ملاحظات کا ترجمہ وتوضیح پیش کرتے ہیں،تاکہ عام قاری کے لئے کوئی دشواری نہ ہو۔ملاحظات جمع ملاحظہ مادہ لحظ سے مصدر مفاعلہ ہے،معجم الوسیط میں کلمہ لحظہ کے معنیٰ ’’الوقت القصير الذى لايدوم اكثر من لحظه‘‘ زود گزر کو کہتے ہیں۔

ملاحظ (راقم) اس وقت اکاذیب واتہامات کی زد میں ہونے کی وجہ سے لحہ بہ لحہ قلبی

ودماغی حملہ کا خطرہ رہتا ہے لہٰذا میں آپ کے دقیقانہ ،باریکانہ و مؤدبانہ اعتراضات و اشکالات کا جواب علمی وتحقیقی دینے کا مایہ علمی رکھتا ہوں نہ وقت وحالات اس کے متقاضی ہیں لہٰذا قاعدہ ''**المیسور لا یسقط با لمعسور**''پرعمل کرتے ہوئے چندلحظات آپ سے مکاتباتی تخاطب کا شرف وافتخار حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں ۔میں نے کلمہ ملاحظات جن وجوہات کے تحت انتخاب کیا ہے وہ یہ ہیں ۔

۱۔ردوہ لکھتے ہیں جوبرابری کی سطح پرہوں یامقام بالاتر پرفائز ہوں ۔ہم آپ لوگوں کے برابرنہیں ہیں،ہم علوم حوزہ میں فیل ہیں آپ نے اچھے نمبروں میں پاس کرکے پایان نامہ لکھا ہے ۔''چه نسبت خاك را بثریا''لہٰذا ملاحظات خاطفہ انتخاب کیا ہے ۔

۲۔آپ اور دیگر قارئین و ناظرین و سامعین کے اذہان پر سوالات کے انبار لگے ہوئے ہیں جنہیں بعض نے تحقیرانہ اصول جدلیات کی زبان میں اظہار کیا ہے بعض نے حوزے میں مقبول ترین ''دلیل نقضی'' سے محکوم کرنے کی کوشش کی ہے جبکہ بعض حضرات نے اپنے نزدیک یہ مؤثر ترین و دندان شکن جواب انتخاب کیا ہے کہ یہ سنیوں کے عقائد ہیں بعض کے نزدیک جواب دینا کارغلط ہے اس کو گلہ دبا کر ختم کریں یہ اس کا بہتر جواب ہے بعض کے نزدیک منکرامامت کے خلاف اکاذیب وافتراء میں قباحت نہیں، افک وافتراء کی بوچھاڑ کریں،شرمندگی سے خود ہی مرجائیں گے آپ کے مذہب کے دوسرے اصول میں تبراء آتا ہے لہٰذا اس کے پیروکاروں کے منہ میں جو آتا ہے ،اسے پھینک دیتے ہیں یا کہتے ہیں کہ جھوٹ اتنا بولیں یہاں تک کہ خود آپ لوگوں کو شک ہو جائے شاید یہ جو جھوٹ بول رہا ہوں یہ سچ ہی ہو ۔چنانچہ یہ سلسلہ ختم ہونے کی امید نہیں ۔آپ کے بعد نحوی،اصولی فقہی اور منطقی

یکے بعد دیگرا پنے تخصص کی مناسبت سے پایان نامہ لکھیں گےاور نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ باعث فشار خون یا دماغی چکر سے مر جائیں گے یا پاگل ہو جائیں گے۔بعض مدارس اور حوزات کے مقیمین اور فارغین نے کب سے ہمارے بارے میں حکم پاگل صادر کیا ہوا ہے، جناب رضی جعفر،عقیل موسیٰ اور سلیم نصیری نجفی ہمارے بارے میں حکم مہجوریت صادر کرنے کے لیے بے تاب ہیں۔کبھی کہتے ہیں سنا ہے اسکا دماغ خراب ہوگیا ہے،دعا کریں مزید خراب ہوجائے تاکہ وہ قرآن کومزید نہ اٹھاسکیں ان حوزات کے پروردہ کے اذہان میں کائنات ان کی خواہش سے ادھر ادھر اور اوپر نیچے ہو جاتی ہے لیکن اللہ ان کی دعائیں قبول نہیں فرماتا ہے کیونکہ یہ دعائیں دخل بر نظام تکونیات کے زمرے میں آتی ہیں۔

ا۔ہم اپنی تالیفات پر نقادوں سے نالاں نہیں بلکہ ہمیں انتقاد کی بوچھاڑ و برسات کا انتظار رہتا تھا کیونکہ مذاہب کی بنیاد عام طور پر آیات متشابہات اور روایات موضوعات پر ہی قائم ہے چونکہ وہ سرے سے بے اساس ہوتے ہیں اس لئے وہ خوف زدہ رہتے ہیں لہٰذا وہ افتراء وگالی پر قناعت کرتے ہیں یا طاقت استعمال کرتے ہیں لیکن اللہ کا شکر ہے میں خالص اسلام پر ہونے کی وجہ سے دلائل و براہین کا بحران نہیں رکھتا ہوں۔میرا دین اسلام ہے جو نبی کریم محمدؐ کو جبرائیل امین کے توسط سے ملا ہے۔اللہ سبحانہ کا وعدہ نصرت ہے غافر ۵۰۔

یہاں کے شیعہ کا سلسلہ آل محمدؐ سے نہیں بلکہ شاہان بویہ وصفوی ولکھنوی اور آگے جا کر ابی الخطاب مجوسی و دیصانی سے ہوتا ہوا آخر میں محمد نصیری نمیری وآغا خانی سے ملتا ہے ان کے مذہب کا سلسلہ نصاریٰ سے ملتا ہے جہاں انہوں نے حضرت عیسیٰ جیسے اولوالعزم نبی کو پہلے مرحلے میں اقنوم بنایا پھر ان کے نام تمام انحرافات یہودیات و شیطانیت کو رواج دیا اسی

طرح اس مذہب والوں نے امام حسینؑ کو پہلے مرحلے میں اقنوم طلسمی بنایا، جس طرح یہودیوں نے نصرانیت کے لباس اور زبان میں حضرت عیسیٰ کو الوہیت پر پہنچایا اسی طرح انہوں نے امام حسینؑ کے ساتھ کیا ہے۔ پھر اپنے تمام عزائم شوم، کفریات ولغویات واباطیل کی صورت میں پیش کرتے آئے ہیں۔ فاسقین و فاجرین نے اس سلسلہ کو قبضہ میں لیا اور پوری طاقت سے اسلام کو کچلنے میں کفر والحاد والوں کی حمایت کی ہے۔

وہ اس سلسلہ میں ہر قسم کی کاوشوں کو ناکام بنانے کی قدرت و مہارت رکھتے ہیں چنانچہ انہوں نے رہبر معظم کی اصلاح عزاداری از شرکیات وخرافات کی سعی وکوشش کو اپنے ہی وکلاء اور نوردیدوں کے ذریعے ناکام بنایا نیز قیام امام حسینؑ کے مقاصد عالیہ کو مقلوب و مغلوط پیش کرتے رہے چنانچہ آپ کے قیام کا کل مقصد شہادت گردان کر لوگوں کو سیکولروں کی راہ میں جان دینے والا سپاہی بنایا، اجتماعات سے حاصل فوائد وعوائد کو بھی مسترد کر کے عقل وقرآن اور وجدان سے متصادم اصول وضع کیئے گئے ہیں۔

۲۔ بلتستان کے آخری کونہ، پاراچنار، راولپنڈی اور کراچی سے گزرتے ہوئے ملک کے گوشہ گوشہ میں جہاں شیعہ رہتے ہیں، یکم محرم سے مکرر جملہ سننے کو ملتا ہے کہ امام حسینؑ شہادت کے لئے نکلے تھے، شہادت شہادت کا شوروغل سننے میں آتا ہے، جس وقت میں اپنی پہلی تالیف تفسیر عاشورا لکھ رہا تھا اس میں بہت سے دلائل سے ثابت کیا تھا کہ امام حسینؑ کے قیام کا مقصد شہادت نہیں تھا بلکہ شہادت کوئی مقصد بن نہیں سکتا ہے۔ جو ہدایت قرآن نے مسلمانوں کو دی ہیں اعلاء کلمہ اسلام اور عزتِ مسلمین ہے۔

لہٰذا میں نے بہتر و مناسب سمجھا کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تمام ''ان

قلت و ما یقال" کاایک دفعہ جواب دوں، جو کچھ میرے بارے میں بولا ہے یا بولیں گے یا میرے وہ عقائد جو کتابوں کے اندر مدفون ہیں شاید اس ملاحظات خاضعانہ کے توسط سے لوگوں تک پہنچ جائیں، شاید اللہ سبحانہ نے آپ کو اٹھا کر آپ سے رد لکھوا کر مجھے ان عرائض کو پیش کرنے کی توفیق عنایت فرمائی ہے۔

جناب فاضل ارشد مجھے تنہا آپ کو جواب نہیں دینا بلکہ میرے بارے میں شکوک و شبہات اور کلماتِ غلاظت تہمت وافتراء پھیلانے والے اور اس حقیر کو استاد گرامی قدر کہنے والے محمد علی اجهدی و دیگران، جیسے سکندر قرمطی اور ہمارے عزیز آغا سجاد جو اپنے اپنے کرم فرماؤں کو خوش کرنے کی خواہش میں مجھے ایک گمراہ و منحرف تصور کرتے ہیں، بعض ایسے حضرات پاکستان چھوڑ کر بلاد کفر و دیار الحاد امریکا، برطانیہ و یورپ میں آزادی از دین و دیانت "قربة الی شیطان" گئے ہیں اور میرے بارے میں شکوک و شبہات پھیلاتے حتیٰ بعض اوقات لعن ونفرین کرتے ہیں، ان کے ملفوظات کا بھی جواب دینا ہے اسی طرح جس شخص کو ہم نے ہائی سکول سے اٹھا کر ایران لے جا کر عالم دین بنایا، وہ اور سید محمد طہ دونوں قصر سفیانی میں اسلام و مسلمین سے لڑنے کے لئے مورچہ بنانے والوں کی خوشنودی یا ان کے کہنے پر میری قرآن و سنت نبی کریمؐ سے مستند کتابوں کو روک کر اپنی کفریات وصوفیات ولغویات کو پیش کرتے ہیں۔ اس شخص نے مجھے دشمن اہل بیت و دشمن ائمہ قرار دے کر میری کتابوں کو کتب ضال قرار دینے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ میرے اور میرے بھائیوں کے حق مادری پر ساٹھ سال سے غاصبانہ قابض خاندان وفرو پا کے جعلی وخود ساختہ اور نا قابل دید ھبہ کو اپنے سفید محاسن دکھا کر روک دیا۔ قصر سفیانی میں مقیم شریعت اسلام منسوخ کرنے

والوں نے ان سے کہا ہے یہاں سے شرف الدین کو کچھ نہیں دینا ہے لہٰذا اپنے سفید محاسن کے نیچے چھپا کر رو کا ہوا ہے، ان کو بھی جواب دینا ہے، غرض میں نے ضامن علی اور سید محمد طٰہٰ کی غلاظت کو یوں کا بھی جواب دینا ہے، میں نے اپنے برادرزادے سید محمد سعید سے قرآن اور حضرت محمدؐ کو اٹھانے کیلئے امیدیں باندھ رکھی تھیں جبکہ انہوں نے حوزہ کے نصیریوں اور چھورکا میں پڑاؤ ڈالنے والوں کے کہنے میں آ کر مدرسہ ضرار اسلام بنایا ہے ان کے بارے میں بھی بتانا ہے ہم دونوں کے صراط جدا ہیں میرا صراط قرآن اور نبی کریم محمدؐ ہے ان کا صراط ''مغضوب علیهم والضالین'' ہے۔

مجھے اہل چھورکا کے منافقین، سوشلزم و مارکسزم اور ابو عامر مسیحی کی سنت کو زندہ کر کے گاؤں گاؤں مسجد ضرار بنانے والوں کو بھی جواب دینا ہے، اگر اللہ قیامت کے دن ہم سے سوال کرے ''هل بلغت الدین هل انکرت مساجد ومدارس ضراریة'' تو عرض کروں گا مساجد ضرار بنا کر اسلام کو آغا خانیوں کے سپرد کرنے والوں کو بھی جواب دینا ہے، آپ معاف کریں مجھے اللہ نے آپ کے توسط سے شقشقیہ دینی نکالنے کی توفیق نصیب کی ہے۔ میں اس نعمت گراں غیر مترقبہ کو ضائع ہونے نہیں دوں گا چاہے آپ ان تمام نکات کو غیر مربوط، جہالت وحماقت اور فقدان توازن ہی قرار کیوں نہ دیں، مجھے جہاں بھی اور جب بھی موقع ملے گا، اسلام و قرآن سے دفاع کروں گا اور ساتھ ہی میں اپنے آپ سے بھی دفاع کروں گا ﴿لا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾ (نساء : ۱۴۸) میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کے اندر غیرت مذہبی کی جگہ غیرت دینی و اسلامی پیدا کرے جو حوزات و مدارس والوں میں نہیں ہوتی ہے۔

۳۔میرے وہ عقائدونظریات جوابھی تک آپ کونہیں پہنچے ہیں جیسا کہ آپ کی دی گئی فہرست کتب سے ظاہر ہوتا ہے، وہ بھی ان ملاحظاتی صفحات میں آپ تک پہنچ جائیں گے

۔

۴۔اس وقت لاحق پریشانیوں کے حوالے سے میری حالت ایسی نہیں کہ میں کسی سے گفتگو کروں،لیکن ابھی بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے میری سماعت وبصارت اور ذہن سالم ہے لہٰذا جو اشکال واعتراض ابھی تک سننے میں آئے ہیں یا جواب طلب ہیں ان صفحات میں ان کی وضاحت کروں گا۔(ان شاءاللہ)

۵۔بعض افراد کی دلی خواہش تھی کہ میرے سابق نظریہ اور حالیہ نظریہ میں جوان کی نظر میں تضاد وتناقص پر مبنی ہے،چونکہ انسان کے معتوب ہونے کے بعد اس کا ہر قول وفعل متضاد نظر آتا ہے اس کی وضاحت ہونی چاہیے(بقرہ:۱۴۲)اس بارے میں عرض ہے اللہ اور رسولؐ کو چھوڑ کر اجتہاد کے ترانے گانے والوں کے لئے صرف ایک مثال پر اکتفاء کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ مدینہ کے یہودیوں نے تحویل قبلہ پر اعتراض کیا تھا کہ اگر یہ قبلہ صحیح ہے تو قدیم قبلہ کی طرف رخ کر کے پڑھی جانے والی نمازوں کا کیا ہوگا اسی طرح اگر قدیم والا صحیح ہے تو جدید کی طرف پڑھی جانے والی نمازوں کا کیا ہوگا۔متعہ کے بارے میں بھی اسی قسم کا اعتراض اٹھاتے ہیں کہ جنہوں نے پہلے کیا تھا،وہ مر گئے ہیں،ان کا کیا ہوگا،فرعون نے موسیٰ کے سامنے بھی یہی سوال اٹھایا تھا قالَ فَما بالُ الْقُرُونِ الْأُولى (طٰہٰ : ۵۲)اس کی بھی وضاحت کروں کہ اس قسم کے سوالات کو سوالات فرعونی کہتے ہیں قرآن سے دوری اختیار کرنے کے بعد انسان کا ہر قول اسرائیلی ہوتا ہے ۔اس وجہ سے بھی میں نے ملاحظات لکھنے کو

انتخاب کیا جو رد لکھنے کی صورت میں غیر مناسب تھا۔

جناب ناقد بصیر و کبیر مجھے اپنے عزیز ان جدا شدہ آغائے محمد سعید' محمد باقر' محمد صادق، نثار حسین ،آغا علی عباس، آغا سجاد رضوی اوران سے وابستگان کو بھی بتانا ہے جہاں آپ حضرات مجھے دین اسلام ،قرآن اور حضرت محمدؐ سے لینے پر اصرار کرنے کی وجہ سے اپنے احباب اور کرم فرماؤں کے کہنے پر مذہب شیعہ سے نکال کر مرتد اور نا قابل اقتداء گردان کر اپنے احباب اور عمائدین مذہب کے سامنے سرخ رو ہوئے ہیں وہ اپنے مجتہدین عظام کے فتاویٰ وفرمائشات سے تجاوز کرکے قطعاً قال اللہ و قال رسولؐ کے پابند نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کے کرم فرماؤں نے بھی انھیں قرآن اٹھانے سے سختی سے منع کیا ہے۔

جناب ناقد خرد گیر مجھے یہاں اس فرصت سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے دو عزیز نو ردیدہ سید محمد سعید و سید محمد باقر کو بھی اطلاع دینا ہے کہ آپ دونوں کا قرآن اور حضرت محمدؐ سے روگردانی کرکے قال المجتہد اور قال استاذنا سے استناد کرنے پر چنداں حیرت و پریشانی نہیں ہوئی کیونکہ عزیز و اقارب چھوڑ کر اجنبیوں کی طرف' دین چھوڑ کر بے دینی کی طرف، اسلام چھوڑ کر مذہب کی طرف اور دیار اسلام چھوڑ کر دیار کفر کی طرف جانے کی سنت پرانی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ﴿لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَى مَا فَاتَكُمْ﴾ (بقرہ۔۱۵۳) درس امتناع ہے انصاریان و اسماعیلیان نے آپ لوگوں کو ہدایت کی تھی کہ آغا کی خاطر اپنی زندگی کو یعنی دنیا کو برباد نہ کریں جبکہ میں نے کہا تھا کہ چند روزہ عیش و نوش وراحت کی خاطر دین وعزت نفس نہ چھوڑیں ۔اگر بیٹو ں اور عزیزوں آغائے نثار حسین اور سید سجاد نے چھوڑا ہے تو اللہ نے تو نہیں چھوڑا ہے بلکہ اپنے مزید الطاف ورحمت وفضل و

کرم سے نوازا ہے۔

آپ عزیزان کو ہمارے عقیدۂ امامت سے اعراض پر اعتراض ہے آپ نے اپنے باپ اور خاندان کے ایک بزرگ پر اپنے عقیدے کو ترجیح دی ہے اچھی بات ہے باپ اگر گمراہ ہو فرسودہ ہو تو بیٹوں پر فرض ہے ان کی ہدایت کریں نہ ماننے پر علیحدگی اختیار کریں اور اپنے عقیدے کے دفاع میں قرآن اور سنت محمدؐ سے استناد کر کے چند صفحات ارسال کرتے یا سی ڈی میں درس دے کر ارسال کرتے آئمہ کی امامت کے بارے میں آئمہ سے مروی موضوعات مقطوعات مخدوشات کو جرح وتعدیل کے پیمانے سے گزار کر پیش کرتے۔

اب دنیا میں آپ سے ملنے کی توقع نظر نہیں آتی ہے میں بوڑھا ہوں جلدی جاؤں گا آپ آرام کی زندگی گزار کر جائیں گے، ملاقات قاطعہ فصل قضاء میں ہوگی میں خلفاء راشدین کے ساتھ حضرت محمدؐ کے پیچھے ہوں گا آپ خوجوں کے ساتھ آغا خان کے پیچھے ہونگے۔

میرے عقائد ونظریات کی رد میں پایان نامہ لکھنے کے اسباب محرکات:

نگارندہ محترم آغا حیدر میرے عقائد ونظریات پر پایان نامہ لکھنے کے اسباب و محرکات کی محققانہ توجیہ تو ممکن نہیں کیونکہ ہم دونوں ایک دوسرے سے واقف و آشنا نہیں تھے لہذا آپ کے اس اقدام کو کسی بھی حوالے سے حسن نیت یا سوء نیت قرار نہیں دیا جا سکتا ہے عام انسانوں کی غیب کوئی بھی درست نہیں ہوتی کیونکہ بسا اوقات فریق سازشی ہوتا ہے، انسان اس کو مخلص سمجھتا ہے، جیسا کہ میں نے ضامن علی اور محمد سعید کے بارے میں یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ مجھ سے اتنی عداوت ونفرت کرنے لگیں گے اور میری سمت کے خلاف چلیں

گے۔کبھی انسان مخلص ہوتا ہے لیکن وقت و حالات اور تجربات اس کو بدظن دکھاتے ہیں، کبھی کوئی خود کسی قسم کی سوچ ہی نہیں رکھتا بلکہ وہ دوسروں کی سوچ پر چلتا ہے کبھی انسان کسی کام کو مذہبی یا دینی وظیفہ سمجھ کر کرتا ہے بہر حال کسی کے افکار وعقائد کا مفروضوں اور احتمالات کی صورت میں جائزہ لینے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ ہر چیز کے مفروضات و احتمالات کو ریاضی کے اصولوں میں پیش کرنے سے ذہن نگار خواندہ حرکت میں آتا ہے لہٰذا جو کچھ میری ناقص سوچ میں آتا ہے اس بارے میں میرے پاس کسی بھی قسم کی خواہش ہو اسے پیش کرنا بہتر ہو گا، اگر غلط ہو تو اللہ سے استغفار طلب کرتا ہوں۔

۱۔محترم فدا حسین صاحب نے میرے نظریات کی رد میں لکھ کر اپنے مذہب سے دفاع کر کے جرأت مندی کا مظاہرہ کیا ہے جو دیگران میں نہیں پایا۔

۲۔احتمال ہے مدرسہ امام خمینی کی انتظامیہ نے میرے نظریات کے خلاف پائے جانے والی شکایات کو سن کر کسی کے ذریعے اس کی رد کرنے کو مناسب سمجھ کر ان کو تشویق وتعاون کا یقین دلایا ہو لہٰذا انہوں نے ان کے حکم پر لکھا ہو، یہ احتمال اپنی جگہ قوی ہونے کے لیے ایک مرجح بھی رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ سنا تھا چند سال پہلے درسگاہ ھذا کے کتابخانے کی الماری میں میری چند کتب انبیاء قرآن' قرآن سے پوچھو اور قرآن میں حضرت محمدؐ وغیرہ رکھی تھیں ساتھ ایک کتبہ بھی رکھا تھا کہ یہ کتابیں ضال ہیں، ان کو مس نہ کریں، شاید تورات، صحائف صیہونی اور آیات شیطانی پر یہ کتبہ نہیں لگایا ہو گا کیونکہ یہ اصول لائبریری کے خلاف ہے۔

۳۔آپ نے یہ کردار آئینہ ادا کیا ہو چونکہ مومن ایک دوسرے کا آئینہ ہوتا ہے وہ

احسن طریقے سے دوسرے مومن کے نقائص اس پر واضح کرتا ہے ہم دونوں ایک دوسرے سے اجنبی ہیں ہمارے درمیان کسی قسم کی جان پہچان نہیں ہے۔نگارندہ نے میرے ساتھ ایک قابل قدر احسان کیا ہے جہاں انھوں نے میری غلطیوں کی نشاندہی کی ہے۔

۴۔کراچی کے خوجہ جماعت سے وابستہ فضلاء نے ان کے کرم فرماؤں کی دلی خواہش پر ان سے التماس کی ہوگی،خاص کر شبیر کوثری کچھ زیادہ پریشان ہیں چنانچہ اس نے پہلے بھی کسی سے کچھ لکھوا کر تقسیم کیا تھا۔اور وہ اس سلسلہ میں ہر قسم کی خدمت کے لئے تیار رہتا ہے بلکہ وہ اس بارے میں ہر قسم کی جنایت کا ارتکاب کرنے کو قباحت نہیں سمجھتے ہیں بلکہ وہ انتہائی جرأت مندی سے کہتا ہے ہم نے کیا تھا چنانچہ وہ میرے داماد اور بیٹے کو ہم سے بدظن کر کے ہم سے الگ کرنے میں کامیاب ہو گئے،میرے گھر کو ویران بھی کیا تھا لیکن ان کے دل میں عارض غیض وغضب کے شعلے ابھی تک خاموش نہیں ہوئے ہیں،احتمال ہے ان سے وابستہ کسی نے آغا فدا حسین سے التماس کی ہوگی کہ وہ شرف الدین کی کتابوں کی رد میں لکھیں گے تو ہم تعاون کریں گے،شبیر کوثری تو ایک تاجر پیشہ انسان ہیں،ان کا مال حرام ذرائع سے جمع ہوتا ہے حرام میں صرف ہوتا ہے،انہیں اسلام کو اٹھانے کی کبھی توفیق نہیں ہوئی ہے اور نہ ہوگی ان کے لیے یہ معمولی کام ہے لیکن عالم بننے والے باقر مجلسی شگری نے بہت سے لوگوں کو فخر سے بتایا تھا کہ ہم نے باقر کو ایران بھیج کر ان کو بے چارہ پریشان و بے بس کیا ہے ان کو پتہ نہیں ان کے جانے سے میرا سر ہلکا ہو گیا گویا باقر مجلسی نے میرے لئے نائی کا کام کیا ہے۔

مجلسی نے مجھے مافیہ کا ایجنٹ بتایا ہے،اس سال یکم شوال کو مجھے عید ملنے کے بہانے

سے اچانک وہ میرے گھر آئے میں دس پندرہ سال سے عید نہیں مناتا اور نہ نیا لباس پہنتا ہوں، میں عید کو عباسیوں اور فاطمیوں کا شرارہ سمجھتا ہوں، باقر مجلسی مولانا شکور کو دیکھ کر پریشان ہوگیا اس کا منصوبہ ناکام ہوگیا ان کی طرف رخ موڑ کر کہا کہ یہ شخص آپکو خراب کر رہا ہے ۔حالانکہ ان کی یہ بے ربط و بے سند بات کسی حوالے سے صحیح نہیں تھی ،عالم و دانشور تو چھوڑیں کوئی عام آدمی بھی اسے قبول نہیں کرے گا۔

آپ چھورکا سے تعلق رکھتے ہیں آج کل شریعت اسلام نسخ کرنے والوں نے چھورکا میں خصوصی نمائندہ رکھا ہوا ہے اوٹ پٹانگ بات کرنے والے مجالس میں اور خطبات جمعہ میں جہالت و بے دینی کی باتیں پھیلاتے ہیں اور بے دین لوگوں کو مسجد ضرار بنانے کا شوق دلاتے ہیں۔

ا۔کہتے ہیں آپ کی مسجد بہت خستہ ہوگئی ہے اسے گراؤ اور رہم سے پیسہ لے کر دوبارہ بنا کر عیش کرو اور شرف الدین سے بچ کر رہو ہوسکتا ہے کہ چھورکا میں ناسخین کے نمائندہ نے آپ سے درخواست کی ہو کہ ان کے خلاف کچھ لکھیں اس بارے میں کچھ پتہ نہیں' یہ ایک احتمال ہے لیکن کسی بھی احتمال کو ترجیح دینے کے لئے واضح مرجح چاہیے۔

۲۔ان کو پایان نامہ لکھنے کے لئے مواد چاہیے تھا نگارندہ نے اپنی سہولیات کی خاطر انتخاب کیا ہوگا۔

۳۔میری کتابیں نیٹ پر بطور رایگاں میسر ہیں شاید آپ نیٹ دیکھتے ہوں، آپ کو اندازہ ہوگا کہ اسے کتنے لوگ کھولتے ہیں، مجھے اس بارے میں کوئی معلومات نہیں۔

۴۔آپ نے پایان نامہ میں لکھا ہے کہ علی شرف الدین کی کتابیں بہت لوگ پڑھتے

ہیں اگر ردنہ کریں تو لوگوں کے عقائد خراب ہونے کا خطرہ ہے۔اس بات کی تائید آپ کے اس جملے سے بھی ملتی ہے۔شرف الدین کا نظریہ سنی نظریہ سے ملتا ہے آپ نے میرے عقائدو نظریات کو سنیوں سے ملا کر انتظامیہ کو احساس خطر دلایا اگر آپ کہتے کہ شرف الدین کے عقائدونظریات صلیبیوں براہمہ اور کمیونسٹوں سے ملتے ہیں تو انتظامیہ پر اتنا اثر نہیں پڑتا وہ یہ کہتے کہ ہمارے بہت سے قائدین کے نظریات ان سے ملتے ہیں اس کے علاوہ یہ ہماری پالیسی نہیں کہ ہم ان کے خلاف لکھیں ،ہم ان کے عقائدونظریات کو نہیں چھیڑتے ہیں اس وقت ہمارے مقابل محاذ سنی ہے شیعوں کا اصلی دشمن سنی قرار دینا اسی طرح سنیوں کا اصلی دشمن شیعہ کو قرار دینا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ یہ دونوں مذہب اپنے وجود کی دلیل نہیں رکھتے وہ اپنے ماننے والے کو دوسرے کو اپنا دشمن دکھا کر زندہ رکھتے ہیں۔طلباء کے منحرف ہونے کے ڈر سے اپنے عقائد تک نہیں سکھاتے ہیں عقائدونظریات سے دور رہنے کی ہدایت کرتے ہیں اس مقصد کے لئے وہ انہیں علم نحو اور اصول فقہ کے چکروں میں رکھتے ہیں۔

۵۔ان کا خیال ہے کہ یہ سنی فرقے کا نظریہ دیکھتے ہی اپنے مذہب سے منحرف ہو جائیں گے یہ ان کا پرانا و دیرپا کامیاب وسیلہ ہے۔لہٰذا بلتستان کے اکابرین وعمائدین اور مصلحت شناسوں نے سنیوں کو پس پشت کر کے کفروالحاد اور کمیونزم واشتراکیت کو ترجیح دی، عمائدین نے پہلے سے ہی سنی لہر کو روکنے کے لیے بابی، آغا خانی، قادیانی اور دیصانی عقائد کے حاملین سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور سنیوں کو سب وشتم کا نشانہ بنا کر گمراہ اور منحرف کہہ کر معاشرے میں بدنام کیا یہاں ممکن ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ہم ایسا کیوں کہیں گے ہم تو پہلے ہی کہتے ہیں شیعہ سنی بھائی بھائی تیسری قوم کہاں سے آئی ۔یہ نعرہ سن کر بہت حیران وسرگرداں

ہوگیا کہ کوئی تبدیلی آئی ہے بعض نے کہا یہ نعرۂ نفاق ہے لیکن ہمارا دل نہیں مانتا تھا، حال ہی میں جب ہم نے کتاب الدرسات فی الفرق والمذاہب لکھی تو پتہ چلا یہ جو شیعہ سنی کی مخالفت اور مخاصمت مذہبی ہے یہ حقیقی نہیں بلکہ نورہ کشتی ہے نورہ کشتی میں کبھی اعلان دشمنی ہوتا ہے کبھی اعلان دوستی ہوتا ہے جیسا کہ اہل پاکستان نے مسلم لیگ اور پی پی کو دیکھا کہ یہ ایک دوسرے کے خلاف بیانات دیتے ہیں لیکن خطرات کے موقع پر ایک دوسرے کو بچاتے ہیں تیسری قوم کہاں سے آئی، اس نعرے سے مراد ہے، ہاتھ میں ہاتھ دو اسلام کو روک دو ۔ یہ احساس ہو رہا تھا کہ دونوں شاخ باطنیہ ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک تمام ادیان باطلہ یہود و ہنود و نصاریٰ کی نسبت سنی نظریات کو رد کرنا آسان ہے کیونکہ اگر شیعوں کے عقائد کو رد کرنے والا سنی ہے تو کہیں گے دشمن اہل بیت ہے اگر شیعہ ہے تو کہیں گے سنی ہوگیا ہے، عمری ہوگیا ہے۔

مشہد میں عرصہ دراز سے تبلیغ غلو کی چوکیداری کرنے والے آغا سروری، جامعہ کوثر کے استاد آغا مرزا کے نزدیک میری کتابیں فساد ہیں اور ان کے نزدیک فساد کی سزا قتل عمداً کے جرم کے برابر ہے۔

نحویین کی قرآن سے عداوت و دشمنی کا ایک مظہر دانشگاہ علوم قرآن کا قیام ہے وہ اس دانشگاہ میں علوم و معارف قرآن نہیں پڑھاتے جو اس قرآن کے کلمات میں آئے ہیں بلکہ کوشش کریں گے قرآن سے استدلال واستناد کا رشتہ توڑ کر روایات سے استدلال کریں کیونکہ ان کو قرآن سے استدلال کرنا آتا ہی نہیں ہے۔

دانشگاہ علوم قرآن میں ابھی تک قرآن سے دور رکھنے والے علوم پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے مثلاً جمع و تدوین قرآن، تحریف قرآن، ناسخ و منسوخ اور قرأت سبعہ پھر ان چار علوم

میں تحقیق کا نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ جمع قرآن میں ردو بدل ہوا ہے، قرآن کریم میں تحریف ہوئی ہے، قرآن میں آیات منسوخہ ہیں، احساس ہوتا ہے کہ یہاں وارثین شعوبین کے دونوں گروہ موجود ہیں جن میں سے ایک کھل کر عربوں کی مذمت کرتا ہے اور دوسرا اندر سے بغض وعداوت رکھتا ہے۔

آج پندرہ سال کے بعد میری تالیفات کا جواب حوزہ علمیہ قم مدرسہ امام خمینی کے ایک فاضل ارشد نے اپنے دروس حوزہ کے اختتامی سال میں پیش کیے جانے والے صفحات میں دیا ہے اوران صفحات کو میرے ان نظریات کی رد میں پیش کر کے مؤدبانہ ودقیقانہ اور باریکانہ انداز میں نشاندہی کی ہے کہ جنہیں وہ باطل سمجھتے ہیں۔ میں انہیں مذہب وعلم سے متعلق ایسی ناقدانہ ومخلصانہ نقد پیش کرنے کی توفیق پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اورمزید توفیق کے لئے دعا کرتا ہوں اللہ قبول فرمائے۔

پایان نامہ بروزن انصاف نامہ:

آپ کا پایان نامہ رد برعقائدونظریات علی شرف الدین دربارہ امامت وخلافت کی ورق گردانی سے معلوم ہوا کہ حق نقد وانصاف میں بہت کچھ توازن رکھا گیا ہے جو اپنی جگہ قابل دادو تحسین ہے۔

میں آپ کے پایان نامہ کے بارے میں بہت سے تحفظات کے باوجود آپ کو دادو تحسین وآفرین بھی دیتا ہوں، اس لئے نہیں کہ آپ نے پاکستان کے اکابرین وعمائدین اورافاضل قم کی کتابوں کی رد لکھنے کی بجائے ان کی شخصیت پڑھتے ہیں یا بعض دیگر فلاسفہ کے نزدیک ایسے لوگوں کا جواب سکوت ہے یا مشت محکم ہے یا مخفش کنید (گردن دبا کر مارو)

ہے لیکن آپ نے ان افکار سے بالاتر ہو کر اسلام سے دفاع کیا ہے بلکہ یہ نہیں آپ نے اپنے فاسد عقیدہ سے دفاع کر کے اپنی غیرت مذہبی کا ثبوت دیا ہے گر چہ یہاں کے علماء اور اسکالر خود اپنے عقائد کا دفاع جلوس لبیک یا عباس یا شب شعر سے کرتے آئے ہیں مذہب والوں نے کبھی اسلام سے دفاع نہیں کیا ہے، یہ پانچویں ستون سے دفاع کرنے والے ہیں، اسلام کو زمین گیر کرنے والے مذہب ہی تھے مذہبی غیرت مثل قومی غیرت ہے جبکہ قم اور یہاں کے متجددین کی رگ غیرت سوکھ گئی ہے بدترین طعن سے بھی ان کے بال تک نہیں ملتے ہیں اسلام کے ساتھ قومی غیرت کفر ہے اسی طرح مذہبی غیرت بھی کفر ہے لیکن جہاں غیرت دینی کا فقدان ہو وہاں لوگوں کو غیرت وطنی وقومی یا ناموس سے بھی جگایا، اٹھایا یا متحرک کیا جاتا ہے ایسے موقعہ پر غیرت قومی یا غیرت مذہبی سے خطاب کرتے ہیں۔

نیز آپ نے میری کمزوریوں کی بھی درست نشاندہی کر کے نشانے پر تیر مارا ہے جو آپ کی تحقیقات میں دقت وباریک بینی کی بھی نشانی ہے آپ نے لکھا تھا شرف الدین کی کمزوری علم کلام سے نا آشنا اور نامحرم ہونا ہے، یہاں بھی آپ بہت کچھ حقیقت کے قریب پہنچے تھے، معلوم نہیں ایک دوسرے کو دیکھے بغیر میرے بارے میں اتنی معلومات آپ کو کہاں سے دستیاب ہوئیں میرے بارے میں تحقیقات کرنے والے رقیب وعنید نے آپ کو یہ معلومات فراہم تو نہیں کی ہیں یا آپ نے خود میری تالیفات سے حدس لگایا ہے لیکن گر چہ آپ شہر غدار کوفہ سے تعلق رکھتے ہیں آپ کہاں اور کس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں یہ جاننے کے لئے مجھے ایک عرصہ گزرنے کے بعد معلوم ہوا کہ آپ سابقہ علاقہ چھور کا حالیہ ضرار آباد سے تعلق رکھتے ہیں۔

فاضل محقق نے اپنی حس کنجکاوی سے آخری نقطۂ ضعف شرف الدین کو علم کلام گردانا ہے گویا شرف الدین اس گراں مایہ علم میں صفر ہیں لہٰذا یہاں سے ان پر حملہ کرنے سے ہمارا غلبہ یقینی ہے، ہمیں اس علم سے محرومی پر چنداں حسرت نہیں جبکہ امام صادق سے منسوب درسگاہوں میں اس علم کو پڑھنے والے اس کو اعزاو افتخار سمجھتے ہیں وہاں پڑھنے والوں کو علوم اسلامی نہ پڑھانے پر کوئی حسرت نہیں یہ تحقیق فاضل ارجمند جناب آغا حیدری کی تھی جہاں آپ کے طائر سراغ رساں پہنچے ہیں لیکن محترم آغا رئیسی کی تحقیق آپ کی تحقیق کے خلاف نکلی ہے آپ کی تحقیق کے مطابق شرف الدین علم کلام میں صفر ہے جب کہ آغا رئیسی کی تحقیق کے مطابق فقہ میں صفر ہے وہاں کچھ اور حضرات غم و غصّے میں ''**حتیٰ لا یکاد من الغیض** ''نہ جانے وہ کونسا پتھر یا تیر سہ شعبہ یا پنج شعبہ مارنا چاہتے ہیں تاکہ یکسرہ ملت کو سکون واطمینان حاصل ہو جائے اور آئندہ کوئی قرآن کا نام لینے والا نہ نکلے آپ کو ایک وقت دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا شرف الدین کی کمزوری ہے کہ اس نے علم کلام نہیں پڑھا ہے۔

میں نے نجف میں چند اساتید بزرگ آغا شیخ عباس قوچانی، آغا آصف محسنی، استاد حسین حلی سے فلسفہ و کلام پڑھنے کی کوشش کی تھی لیکن اس علم کو خط انبیاء کے معکوس و متعارض پا کر چھوڑ دیا تھا۔

شکر اس ذات کے لئے جس نے بندۂ جاہل و ناعاقبت اندیش کی راہنمائی فرمائی جسے اپنے لئے خیر و شر، نفع و نقصان اور اصلاح و فساد کی تمیز نہیں ہے حتیٰ سوچنا بھی نہیں آتا ہے، کبھی الٹا شر کو اپنے لئے خیر سمجھتا ہے کہ فلاں چیز ملے تو بہت اچھا ہوگا لیکن اللہ فرماتا ہے'' **عسیٰ ان تحبوا شیاء وھو شر لکم**'' شکر ہے اللہ نے مجھے اس فاسد مستور دہ از یونان

سے بچایا ہے جومیرے لیے شرمحض تھا۔

غرض آپ کی کاوش قابل قدراور زحمت نا قابل ھدر ہے۔

جہاں دین سے بغاوت یا لاتعلقی برتتے ہیں وہاں مذہبی غیرت دلا سکتے ہیں، مذہب والے غیظ وغضب مسلمین سے بچنے کے لئے اسلام کی چھتری اٹھاتے ہیں اگر غیرت دینی کی رگ سوکھ جائے تو رہبر دینی غیرت قومی دلاتے ہیں چنانچہ امام حسین نے لشکر عمر سعد سے فرمایا اگر تمہارا دین نہیں، قیامت سے نہیں ڈرتے ہوتو اپنی غیرت عربی کا خیال رکھو۔ تاریخ قدیم و جدید میں دین کے خلاف مذاہب یکے بعد دیگر اٹھتے رہے دین کو اپاج اور زمین گیر کرنے والے یہی دین سے عاق ہونے والے مذاہب ہیں جوراستہ بھٹک جانے کے بعد دائیں بائیں کے الحادیوں میں گئے ہیں دوسری طرف ان کا کہنا ہے کہ حوزہ ومدارس اور علماء مقدس ہیں علماء ملت کا احترام کرنا چاہیے، پہلے مرحلے میں علماء کلیہ مشکک ہیں متخص ہونے چاہئیں۔کیا سکولوں سے چھٹی کے بعد امام وخطیب بننے والے علماء مراد ہیں یا ہم جیسے مدارس وحوزات کے دروس سے فیل والے علماء یا آغا خانیوں اور پی پی کو رمز ولایت اور اہل بیت کا نشان قرار دینے والے علماء مراد ہیں یا ان کا ساتھ دینے کے فتاویٰ دینے والے اور انتخابات میں اتحادیوں کے اتحادی علماء مراد ہیں یا قم میں جا کر چند گز لمبی عباء قبا پہن کر آنے والے علماء ہیں یا عزاداری کی خاطر محرمات کو حلال قرار دینے والے علماء مراد ہیں یا آغا خانیوں کے لئے اسکول بنا کر دینے والے علماء ہیں اگر عبا قباء پہن کے آنے والے بھی علماء ہیں کہ آپ جو کرنا چاہیں اسے وہ جائز گردانتے اور اس پر خاموش رہتے ہیں تو بتائیں کیا لوگوں کے خلاف قرآن وسنت کاموں پر انہیں ہدایت کرنی چاہیے یا خاموش رہنا چاہیے اگر

وہ خاموش رہتے ہیں تو سورہ توبہ کی آیات ۳۰ اور ۳۱ کے تحت وہ علماء یہود اور عوام یہود جیسا قرار پائیں گے۔

جناب فاضل ارشد آپ کو آیت اللہ مومن حفظ اللہ کا واقعہ سناتا ہوں کہ ایک دفعہ قاہرہ میں تقریب بین المذاہب منعقد ہوئی تو وہاں ایک شخص نے اس تقریب کو سخت ترین کلمات سے نقد کا نشانہ بنایا اور کہا کہ یہ تقریب نہیں یہ تخریب ہے یہ خیانت ہے تو اس پر آیت اللہ مومن حفظہ اللہ نے داد و تحسین دیکر فرمایا میں آپ کو اور آپ کی غیرت مذہبی کو داد دیتا ہوں، اپنے مذہب کی صلاح و فلاح کے خلاف کوئی حرکت نظر آئے تو مزاحمت و مقاومت کرنی چاہیے۔ میں نے عمر بھر ہر مجتہد و عالم دین حتیٰ اخوند محلّہ کا بھی احترام کیا ہے کسی سے کسی قسم کی اہانت و جسارت نہیں کی۔

میں اپنے فکری مدو جزر تحلیل و تجزیہ سے حاصل احتمال کو یہاں لنگر انداز کرتا ہوں کہ صاحب پایان نامہ جناب ناقد ارشد فدا حسین حیدری صاحب نے میرے عقائد و نظریات پر رد لکھ کر اس وقت اپنی ملت کا قرض اتارا ہے، جس وقت دیگر افاضل میں سے کوئی کاروان چلا رہا ہے، کوئی مسجد تقویٰ گرا کر ضرار بنا رہا ہے اور کوئی سکول بنا کر آغا خان کو دے رہا ہے لیکن آپ نے اپنی مذہبی غیرت کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں آپ کی رد کو اپنی اہانت و جسارت سمجھ کر ملاحظات نہیں لکھ رہا ہوں بلکہ آپ کے عقائد فاسدہ کو غلط ثابت کرنے کے لئے لکھ رہا ہوں جس کے مخاطب آپ کے پورے حوزے کے راشدین و ارشدین مغرور ہیں میرے مخاطبین میں یہ سب شامل ہیں اس میں ہمارے اعزاء بھی شامل ہیں کہتے ہیں کہ علماء کے غلط افکار کی نشاندہی نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اس طرح ان کی توہین و جسارت ہوتی ہے یہ بڑی

خطرناک منطق ہے اس فکر اور سوچ سے معاشرے میں استبدادیت و انانیت اور چند افراد کی اجارہ داری قائم ہوگی اور آخر میں فریضہ عظیم امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا خاتمہ ہوگا آپ نے میرے نظریات وعقائد کے خلاف پایان نامہ پیش کرکے اچھا کیا ہے۔

جس کے لئے آپ غلات، غلاظ شداد، آغا خان پرست علماء و دانشمندان اور اسکالر شپ خوران کے نزدیک لائق داد وتحسین بنیں گے نیز جامعہ کوثر کے اساتید کے نزدیک مستحق تمغہ قرار پائیں گے کیونکہ ان کی نظر میں میری کتابوں سے فساد پھیل رہا تھا چونکہ وہ تدریس کے علاوہ آج کل تشہیر علم کی ذمہ داری بھی اپنے دوش پر لئے ہوئے ہیں۔

جناب ناقد نطاس مجھے آپ کے نصاب سازوں کے اخلاص پر تحفظات ہیں آپ واقف وآگاہ ہونگے اگر نہیں ہیں تو ہونا چاہیے دنیا کی درسگاہوں میں مضامین نصاب زیادہ تر اساتید کی ہدایات و رہنمائی پر چلتے ہیں چنانچہ نسل جوان جو مغربی درسگاہوں میں سائنس پڑھنے یا دیگر ذرائع ترقی وتمدن سیکھنے کے لئے جاتے ہیں علم کے ساتھ الحاد اور دین سے بیزاری سیکھ کر آتے ہیں علاوہ ازیں مغرب کے گرویدہ ہو کے آتے ہیں حالانکہ یہ باتیں نصاب میں نہیں ہوتی ہیں یہ اساتید کی ہدایات و رہنمائی و دروس کے درمیان جملات معترضات ہوتے ہیں۔

لیکن ہماری ان درسگاہوں میں ایسا نہیں ہوتا ہے حتیٰ اپنے مذہب کی حقیقت تک نہیں بتاتے ہیں میں گرچہ ایک طالب علم ذہین وفرلیس وظریف نہیں تھا بلکہ تھوڑا بلادہ وکم فہمی سے قریب تھا لیکن سماعت و بصارت دونوں سالم تھے نجف سے لے کر قم تک امثلہ سے آخری خلقات اور ترک دروس تک کسی استاد سے یہ بات نہیں سنی کہ عزیز طالب علم وارجمند

آپ عزیزان کو ایک حقیقت اور رازو اسرار مذہب بتاتا ہوں یہ بات آپ لوگوں کے دلوں پر نقش ہونی چاہیے، یہ بات بھولنا نہیں کہ آپ لوگوں کا اصل مذہب اسماعیلی ہے اثنا عشری ایک مقنعہ و نقاب ہے جبکہ ہمارے معاصر آغائے محسن نجفی' آغائے جعفری' آغائے صلاح الدین آغائے رئیسی حتیٰ ہمارے عزیزان سید محمد سعید اور باقر کو پتہ تھا لیکن ہمیں کسی نے نہیں بتایا چنانچہ نقل معتبر ہے کہ آغائے محسن نجفی نے فرمایا آغا خانی اور ہمارے عقائد میں ۵ فیصد فرق ہے کیونکہ علم وقدرت آئمہ اور امام کے حاضر و ناظر ہونے رجعت کے حوالے سے ان کا بھی ہو بہو یہی عقیدہ تھا ہمیں نہیں بتایا، اس طرح ہمیں بتایا کہ ہمارا مذہب علم پر استوار ہے اس مذہب کا سلسلہ حضرت علی سے ملتا ہے، ہم پیروان علی ہیں یہ سیرت پر لکھی کتابیں حتیٰ بین الاقوامی سطح پر مقابلے میں لکھی گئی کتابوں میں لکھا ہے ہم نے سمجھا اس مذہب پر جتنی بحث کریں گے مزید صیقل ملے گی حقانیت روشن ہو گی ہمیں یہاں سے تشویش ہوئی کہ علی کے پیروان کہلانے والے کیوں خلفاء پر سب وشتم کرتے ہیں حضرت علی کی سیرت کو دیکھیں تو ان کا خلفاء کے ساتھ سلوک و رویہ ایسا تھا کہ وہ خلفاء کے حامی و معاون و مدافع تھے حتیٰ نہج البلاغہ کے خطب اس پر گواہ صدق ہیں جبکہ یہاں تو گالی گلوچ اور سب وشتم کا اور ہر قسم کی اہانت و جسارت کا بازار گرم ہے اب مجھ پر عقاب بلا بیان نافذ کیا ہوا ہے۔

آپ کی مثال اس لڑکی کی ہے جسے اس کے بھائی نے شوہر کے گھر رخصت کرتے وقت اس کو وراثت پدر و مادر نہ لینے کی شرط پر جہیز دے کر بھیجا ہے وہ شوہر کے گھر پہنچنے پر کہنے لگی میرے بھائی کا احسان ہے کہ اس نے مجھے شوہر کے گھر میں عزت بخشی، وہ جہیز ملعون کو وراثت کے مقابلے میں عزت سمجھتی ہے، جس طرح کہ آپ کو قرآن وسنت رسولؐ، تاریخ

اسلام، عقائد اسلام اور حقائق اسلام سے دور کرنے اور فرقہ سازی کرنے والے علم پر فخر و ناز ہے حالانکہ یہ آپ کے دین و دنیا دونوں کے لئے سم قاتل ہے۔

ہم اور آپ جیسے ہزاروں تشنگان علوم اسلامی کی بدقسمتی کہ مدرسہ یا حوزہ کے نام سے اغواء خانہ نصیب ہوا، ہمیں نصاب فاسد، نظام فاسد اور قرآن واسوۂ عملی رسولؐ سے ناواقف و ناآگاہ اساتید نصیب ہوئے ہمیں حوزے کے اندر اور باہر سے کوئی ناصح و امین نصیب نہیں ہوا جو بتاتا کہ کونسا علم پڑھنا ہے اور کس استاد سے پڑھنا ہے۔ ہر علم کا نسب ہوتا ہے اگر تاریخ پڑھتے تو پتہ چلتا کہ علم کلام کا نسب کیا ہے اس کے مبتکرین کون تھے اور انہوں نے یہ علم کہاں سے لیا تھا نیز اس میں کیا کیا چیزیں ملاوٹ کی گئی ہیں۔

اس علم سے معتزلہ نے عقائد قرآن کی عمارت کو منجر کر کے اڑایا اور اس جگہ پر اپنے عقائد فاسد کی عمارت کھڑی کی تھی اس علم سے قدریہ و جبریہ نکلے ہیں۔قدریہ اور جبریہ کو چھپانے کے لئے معتزلہ اور اشعریہ کا نام دیا جاتا ہے فکر اعتزالی کی بدنامی سے جان چھڑانے کے لئے اشعری نکلے پھر اشعریوں کی ناکامی کو چھپانے کیلئے ماتریدی نکلے۔، ان سب نے قرآن کے مقابل میں از خود عقائد جعل کئے قرآن میں تفکر و تدبر کرنے پر پابندی لگائی اور قرآن و سنت مخالف علوم کو علوم اسلامی کہہ کر بہت سے جوانان و تشنگان علوم دینی کو اغواء کیا ہے یہاں سے فارغ ہونے والے سرمایہ داروں اور این جی اوز کے کارکنان اور سرمایہ داروں کے لئے دعا گو نکلیں گے۔

طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ پہلے مرحلے میں اس علم کا تعین کرے کہ مجھے کس علم کو حاصل کرنا ہے اور یہ علم کہاں سے ملتا ہے تاکہ وہ کہیں کسی دھوکہ باز کے ہاتھوں اسیر

واغواء نہ ہواور وہاں نہ پہنچ جائے جہاں ضد دین علوم سکھائے جاتے ہیں۔

انسان دین و دنیا دونوں کی سعادت حاصل کرنے کے لئے علم کا نسب تشخیص کر کے حاصل کرنے کی بجائے دیکھتے ہیں کہ کس علم میں زیادہ درآمد ہوتی ہے جس دین کے داعی انبیاء کرام نے عوام کو یہ قانع کرنے کی کوشش کی تھی کہ 'انا لا نرید منکم اجرا ان اجری علیٰ اللہ' لیکن خود کو انبیاء کا وارث کہنے والے اب انتہائی صراحت کے ساتھ کہتے ہیں ہم حضرت محمدؐ کی سیرت پر نہیں چل سکتے ہیں، مہنگائی کا دور ہے، بچوں کو انگلش میڈیم میں پڑھانا ہے، آپ کیا خدمت کریں گے، پچاس ہزار سے تو گزارا ابھی نہیں ہوتا ہے۔

حرام کا ارتکاب کرنا مجتہدین کے نزدیک عند الضرورت جائز ہے، اب تنگ نظر علماء کی چھٹی ہوگی اس وجہ سے تمام دانشوران و دانشمندان غرب نواز، الحادنواز مغرب نواز اور پی پی نواز بن گئے ہیں۔

آپ لوگوں کی عیاشی دیکھ کر جناب ڈاکٹر حسن خان صاحب کا لعاب دھن باہر آیا انہوں نے ابھی حال ہی میں کسی اجتماع میں انتہائی حسرت و افسوس سے کہا پہلے راجوں کا راج تھا اب شیخوں کا راج ہے۔ آپ کو ابھی تک راجوں کی استبدادیت و آمریت کے زوال پر حسرت ہے۔

ہم ایک شخص نالائق و نا قابل، قد کوتاہ اور حوزات و مدارس کے اساتید کے نزدیک فیل، فقہ کلام فلسفہ و عربی سے ناواقف کی کیا مجال ہے کہ وہ ان علوم میں تبحر اساتید کی شان میں بے ادبی و جسارت کی جرأت کرے لیکن ملک میں دین و دیانت سے کھیلنے اور سیکولروں کا عزاداری کے نام سے محرمات اسلامی کے مرتکبین کی بالادستی قائم کروانا، خرافات کو وحی

منزل کی طرح فروغ دینا، قرآن کو روکنا، مجرمین کو نوازنا اور خیر خواہ کو بُری نظر سے دیکھنا ہمار لئے قابل برداشت نہیں تھا ڈر لگ گیا کہ قہر الٰہی کا نشانہ نہ بنوں علماء کی شان میں اگر کہیں جسارت ہوئی ہے تو ہرگز جسارت مقصود نہیں تھی بلکہ اس امید سے بات کی کہ شاید ان کی غیرت مذہبی حرکت میں آجائے، افسوس کہ قم سے یہاں تک بے اعتنائی کا مظاہرہ ہوا لیکن یہ فاضل اپنے فاسد عقائد کی بیخ کنی و نابودی کو دیکھ کر جذبات میں آگئے جن کی شکل وصورت سے ہم واقف نہیں تھے، انہوں نے اپنی غیرت مذہبی کا مظاہرہ کیا، کاش اگر یہ غیرت اسلام کے لئے کرتے تو کتنا اچھا ہوتا، جو کچھ آپ تحریر میں لائے ہیں اس کے بارے میں یہ نہیں لکھوں گا کہ آپ نے سمجھا نہیں، سیاق وسباق کا خیال نہیں رکھا گیا یا میری مراد یہ نہیں تھی۔ آپ نے جس طرح اور جس انداز میں لکھا ہے اسے ادب نقد سے قریب ہی سمجھوں گا کیونکہ اپنے مخالفین کے ساتھ جسارت واہانت اس فرقے والوں کا وطیرہ رہا ہے۔

جس طرح انسان بچپن میں اچھے اور برے کی تمیز نہ ہونے کی وجہ سے ایک عرصہ تک غلاظت خوری کو میٹھا و گوارا سمجھ کر کھاتا ہے عمر بھر جھوٹ در جھوٹ سے جمع کردہ خمس کے عادی کو حرام خوری میں کراہت محسوس نہیں ہوتی ہے بعض تو ایسے ہوتے ہیں کہ بڑے پائے کے عالم ہو کر یا اعلیٰ پائے کے آفیسر ہونے کے بعد ان کی شرم وحیاء بھی جاتی رہتی ہے نواز شریف اور ان کے وزیر نے کہا کہ ایک پائی کی کرپشن ثابت ہو جائے تو استعفیٰ دے دوں گا غلاظت خوری کرنے والے چاہے یہ جس نوعیت کی بھی ہو آخر میں بے شرم و بے حیاء نکلتے ہیں۔ بطور مثال بروز جمعرات محرم الحرام ۱۴۳۹ھ کے اخبار دنیا میں آیا تھا بروز بدھ وزیر خزانہ اسحاق ڈار پر فرد جرم عائد کرتے ہوئے قاضی عدالت نے کہا آپ نے ۸۳۱ ملین ۸۳ کروڑ کا

اثاثہ بنایا اور ادارہ تحقیقات والوں کا کہنا ہے سارے پیسے ملک کے خزانے سے لئے ہیں۔

کوئی ملک بیچ کر پیسہ بناتا ہے اور کوئی دین بیچ کر پیسہ بناتے ہیں ہمارے چھورکا کے قرآن اور سنت حضرت محمدؐ سے خالی ذہن رکھنے والے آغا خانیوں کی ملازمت اختیار کرکے ان کی آنکھوں سے دیکھنے لگے یہاں بارہویں جماعت پاس کرکے حوزہ میں جاکر گمراہی حاصل کرنا ایسا ہی ہے کویا کوئی انسان یہاں سے وہاں اس ایمان کش علم کو حاصل کرنے کے لئے گیا تھا تو وہ بلا شبہ گمراہی ہی لے کر واپس آئے گا۔

محترم آغا کلامی آپ کو یہ افتخار حاصل ہے کہ آپ نے علم کلام میں عبور حاصل کیا ہے ابھی جلدی میں لکھنے کی وجہ سے سو صفحات لکھے ہیں ورنہ ہزار صفحات بھی لکھ سکتے تھے کیونکہ اس میں آپ کو آیات قرآن کریم دیکھنے، سنت رسولؐ بمعہ اسناد دیکھنے اور تاریخ جنایت متکلمین دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ کلام کا معنی ہی یہ ہے کہ کلام سے کلام پیدا ہوتا ہے،" **الکلام یجر الکلام**" حوزے میں نصاب سے خارج کتب رکھنا اور پڑھنا منع ہے کتب کا خریدنا ان کے نزدیک بہت احمقانہ بات ہے لہٰذا نیند سے اٹھ کر منبر پر جاکر بولنا شروع کرتے ہیں اور منہ جب کھلتا ہے اندر سے کلمات خود بخود نکلتے ہیں۔

آپ کو آیت قرآن سے استناد کی ضرورت پیش ہی نہیں آتی، زیادہ سے زیادہ امام خمینی، رہبر معظم، آغائے مکارم اور اگر ضد انقلاب ہیں تو آغائے وحید خراسانی کے حوالہ جات و فتاویٰ کافی ہوتے ہیں، آپ کو سنت رسول کا پتہ ہے، نہ تاریخ اسلام اور نہ عقائد اسلام کا چنانچہ یہاں کے راشدین وارشدین ایک گھنٹہ تو حید و نبوت پر درس نہیں دے سکتے ہیں۔

آپ نے فرمایا قانون دو قسم کا ہے، ایک قانون الٰہی ہے جسے اللہ نے بنایا ہے، ایک قانون وہ

ہے جسے لوگوں نے بنایا ہے۔آپ کو یہ بھی پتہ نہیں لوگ کسی قسم کا قانون نہیں بنا سکتے ہیں اگر کسی قسم کا بھی نہیں بنا سکتے ہیں تو جو قانون اساسی ایران بنایا ہے اسے آگ میں پھینکیں، مجلس شوریٰ کو برخاست کریں، آپ وہی بات کر رہے ہیں جو یہاں کی جاتی ہے اگر یہ بات طالبان سے منسوب ہو تو کہتے ہیں کہ غلط ہے اگر مدرسہ امام خمینی سے منسوب ہو اور جمہوریت کا اعلان ایران سے ہو تو کہتے ہیں کہ مملکت اہل بیت ہے اگر پاکستان سے ہو تو طاغوت ہے ﴿تِلْکَ إِذاً قِسْمَةٌ ضِیزی﴾۔ ہمیں کہتے ہیں ایران مخالف ہے یعنی یہاں رہ کر ایران کیلئے کام نہیں کرتے جس طرح دیگر اعزاز یافتہ حضرات کرتے آئے ہیں، یعنی معیار محک حق ایران کو قرار دیں، باطل پاکستان سعودیہ کو کریں، قرآن و سنت کو یکطرف کنارے پر لگائیں۔ یہ عمل میرے لئے بلکہ یہاں رہنے والے ہر مسلمان کے عقلی اور شرعی دونوں طرف سے نا جائز ہے۔ ہم مسلمان ہیں ایران بھی تھے تو اسلام کی خاطر تھے یہاں جب آئے تو اسلام کی خاطر آئے تھے۔ ہمارے وجود اسلام کیلئے ہے اسلام پر مرنا ہے، نہ ہم یہاں بیٹھ کے ایران کے شیعہ باطنیہ کیلئے کام کریں گے نہ وہاں بیٹھ پاکستان کے سنی باطنیہ کیلئے کام کریں گے دونوں یہاں وہاں اسلام کو رو کنے والے لشکر ابرہہ ہیں۔

امام خمینی نے جلاوطنی کاٹی ہے پھر لوگوں نے آپ کو اپنا رہبر و امام انتخاب کیا، لوگوں نے ہی قانون اساسی بنایا ہے امام کے بعد آغا خامنہ ای کو لوگوں نے انتخاب کیا، رئیس جمہوریہ کے چھ نمائندوں کو لوگوں نے انتخاب کیا اس نظام کے طفیل و برکت سے علماء روحانی جو کہ خانہ گل نشینی میں تھے اب کاخ نشین بنے ہیں، قصور نشین و حاجیان اور صاحبان املاک و جائیداد بنے ہیں، بتائیں اس نظام سے شاہانہ فوائد و مراعات حاصل کرنے کے بعد

اب آپ اس نظام کو سقیفہ کہیں یا اصلاً نفاذ نہ ہونے والا نظام کہیں جیسے کمیونزم یا جمہوریت کہیں گے کہ جسے آپ مسترد کرتے آئے ہیں۔

جناب ناقد نطاس آپ کی صنف نے میرے ساتھ وہ سلوک اپنایا ہے جو مشرکین مکہ نے حضرت محمدؐ سے نہیں رکھا تھا جو فرعون نے موسیٰ سے نہیں رکھا تھا کیونکہ انہوں نے موسیٰ کی دعوت کو سنا تھا لیکن آپ نے میرے ساتھ وہ سلوک رکھا ہے جو صنادید قریش سے محمدؐ نے نہیں رکھا ہے نبی کریمؐ نے ابوالولید سے فرمایا "**قل یا ابا الولید**" یہ سلوک کسی بھی دور میں کسی طاغوت وقت نے انبیاء سے رکھا تھا نہ انبیاء نے طواغیت سے "**لم یعمل طاغوت من الطواغیت ولا نبی من الانبیاء مع معارضهما**"۔

یہ سنت اللہ اور سنت انبیاء کے خلاف ہے اللہ نے ابلیس کی بات سنی، انبیاء نے اشقیاء کی بات سنی اور اشقیاء نے انبیاء کی بات سنی، ہوسکتا ہے کہ آپ سمجھتے ہوں کہ شرف الدین کو اس علم کے نہ پڑھنے پر حسرت و پشیمانی ہے لیکن آپ کی آگاہی کے لئے عرض ہے مجھے اس پر کوئی پریشانی نہیں بلکہ اس کو اللہ کی طرف سے توفیق غیر طلبی کہہ سکتے ہیں۔

یہ اسلام توڑ علم، دشمنان اسلام مثل نحو، اصول، فقہ، درسگاہ علوم آل محمد کے نام سے چلا رہے ہیں۔ یہ علوم نکلے ہی مسلمین پر غیض و غضب نکالنے کے لئے ہیں چنانچہ انہیں نئے نام سے متعارف کرنا پڑا اور اس کا نام علم کلام رکھا ہے جس طرح صوفی ازم کا نام بدنام ہونے کے بعد عرفان رکھا تھا تاکہ ان کا جھوٹا دعویٰ سچا ثابت ہو جائے لیکن بطور مستقیم اللہ سے ارتباط کا جھوٹ فاش ہونے کے بعد انہوں نے نیا نام عرفان رکھا تھا۔ علم کلام کا سلسلۂ نسب واصل بن عطاء، عمرو ابن عبید، عثمان بن طویل، ابراہیم بن یسار، ثماس اشرس نے شہر منافقین و پناہ

گزین مشرکین ومجوسین کوفہ و بصرہ میں سے ایک اسلام توڑ بم کے طور پر بنایا تھا اس بم کی پہلی آزمائش وتجربہ خود بصرہ میں کیا اور اس کا نشانہ قرآن کے اعلان شدہ اصول ایمانیات کو بنایا اور اپنی طرف سے پانچ اصولوں کا اعلان کیا یہ بم اتنا مؤثر اور تباہ کن تھا کہ مسلمان طرائق قدادبن گئے ۔ انہوں نے منتشر شدہ مسلمانوں کو ایک دوسرے کے لئے خون آشام بنایا اور اپنے اعلان کا استقبال کرنے والوں کو مختلف عہدے دیئے بعض کو قرآن اور سنت کے خلاف فقہ بنانے کا عہدہ دیا بعض کو وزارت وثقافت وارشاد یعنی تحریف زبان عربی کا عہدہ دیا اب ان علوم کو فروغ دینے کے لئے کوئی آف شور کمپنی چاہیے تھی جسے خود انہوں نے اپنے قبضہ میں رکھا اب بغیر کسی شک وتردید جتنے بھی فرقے چل رہے ہیں اس کمپنی سے وابستہ ہیں، جب بھی فرقہ بدنام ہو جاتا ہے وہ نام بدل دیتے ہیں معتزلہ کی جگہ اشاعرہ، اشاعرہ کی جگہ ماتریدی، اخباری کی جگہ اصولی، سنی کی جگہ وہابی، اسماعیلیہ کی جگہ امامیہ، اور امامیہ کی جگہ اثنا عشری کا اعلان کیا گیا جس علم کے ذریعے اسلامی عقائد کو تہہ و بالا کیا گیا ہے اس علم پر آپ اور آپ کے حوزہ والوں کو ناز ہے۔

آخر میں آپ کا شکر گزار رہوں کہ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا اور اس آیت کریمہ پر پورا عمل کیا ﴿وَ أَمَّا السَّائِلَ فَلا تَنْهَر﴾ سائل کی دل شکنی نہیں کرنی چاہیے جواب نہ دینا انسان کا علم زیادہ ہونے کی دلیل نہیں ورنہ یہ حضرات اللہ اور رسول سے بھی زیادہ عالم ہونگے کیونکہ اللہ نے ظالمین ومتکبرین ومنافقین کا بھی جواب دیا تھا۔

جناب فدا حسین حیدری محسوس ہوتا ہے آپ ایک سادہ انسان ہیں مذہبی غیرت میں مستغرق انسان ہیں ہم بھی جب کراچی پہنچے تو اپنی عادت دیرینہ کے تحت کتابخانے

دیکھنے کے لئے نکلے، کراچی میں ایک پرانہ مشہور کتابخانہ بنام عباسی کتب خانہ ہے یہاں تمام مذاہب کی کتابیں پائی جاتی ہیں وہ خود اسماعیلی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں وہاں موجود بارہ موٹی ضخیم کتاب شیعہ عقائد کے خلاف تھی میں نے فوراً خریدی گھر آیا اور شیعہ غیرت مندوں کو دکھائی لیکن ان کا بال تک نہیں ہلا، وہ اپنے خلاف لکھی گئی کتابوں کا رد صاحب کتاب کے مرنے کے بعد پیش کرتے ہیں آپ نے اشتباہ کیا کہ میری حیات میں لکھی، یہ بھی اللہ کا میرے اوپر احسان ہے تنہا یہی نہیں بلکہ یہ بھی کہ اس نے اس دین کو اٹھانے کا شرف وافتخار مجھے بخشا ہے۔

ان کے پاس علم کے نام سے کچرا جمع ہے وہ کسی کام نہیں آتا ہے کچرے کے ڈھیر پر فخر بھی نہیں کر سکتے ہیں، ان کے پاس غیرت علمی بھی نہیں ہے۔ آپ کے پایان نامہ کو دیکھنے کے بعد احساس ہوا ابھی رمق علمی رکھنے والے گوشہ وکنار میں پائے جاتے ہیں۔

جناب نقاد نطاس:۔

مجھے یہ معلوم نہیں کہ اس نئی درسگاہ میں علم کلام ونحوی، اصول فقہ اور رفقہ کے علاوہ اور کتنے ضد قرآن وضد نبی کریم محمد علوم پر تحقیق کرنے کی تشویق اور حوصلہ افزائی اور جائزہ مالی و القابی دیتے ہیں، مجھے یہ اندازہ ضرور ہے کہ جتنے بھی علوم وفنون قرآن وسنت وسیرت محمدؐ سے دور کرتے ہیں، ان کی زیادہ حوصلہ افزائی ہوتی ہوگی اور علوم جن کو سیکھنے کے بعد قرآن سے قریب ہونے کا خدشہ رہتا ہے، طلاب کو ان سے دور رہنے کی ہدایت دیتے ہوں گے یہ حقیقت ہے کہ عمر عزیز کو تلف وضائع کرنے میں نحو وفقہ بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔

شرف العلوم شرف غایات سے ہوتا ہے، غایات شریفہ نیات شریفہ رکھنے والوں

کے پاس ہوتی ہیں جیسے،شجرہ طیبہ سے ثمرہ طیبہ نکلتا ہے اس اصول عقلی وقرآنی کے تحت علم نحو غایات شریفہ نہیں رکھتا ہے بلکہ یہ علم بھی آج کل کی انگریزی جیسا متاع حیات کے لئے حاصل کرتے ہیں علم نحو بھی ایسا ہی تھا چنانچہ وہ لوگ حصول روزگار کے لئے علم نحو وصرف کی کتاب کو ٹوکری میں ڈال کر امراء ووزراء وخلفاء کے درباروں میں پہنچے تھے یہ علم عراق کے دو شہروں جو نفاق پرور، آشیانہ فتنہ پردازان اور کارخانہ فرق ومذاہب تھے ان میں وجود میں آیا اس علم کے مبتکرین اور مبدعین اور پرورندگان کے منہ سے اسلام کے درد کی کوئی بات نہ گزشتگان سے سنی ہے نہ معاصرین سے سننے کا اتفاق ہوا ہے البتہ اپنی کتاب نحو کو ٹوکری میں ڈال کر سلاطین وامراء ووزراء کے ایوانوں میں چکر لگانے کی خبریں سنتے رہے ہیں۔

تاریخ نحو لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ ہر ایک نحوی ایک مذہب فاسد سے تعلق رکھتا تھا مبتکرین نحو اسلام اور عربوں کے خلاف عزائم سوء رکھنے والے تھے اس علم کے مبتکرین ان کی غرض وغایت سب مشکوک ہیں سب سے پہلے اس کا نام بالکل نامناسب وغیر مفہوم نظر آتا ہے جیسا کہ کسی نے اپنے سر پر نامناسب ٹوپی رکھی ہو، بانیان علم نحو شعوبین ضد اسلام وعرب تھے، غایت نحو تشکیک درقرآن تھی، انتساب بہ علی ابن ابی طالب جھوٹ وافتراء بہ امیر المومنین ہے۔ابوالاسود دوئلی مشکوک ومخدوش انسان ہے۔

یہ علم علل غائی میں اسلامی وقرآنی نہیں ہے تاریخ میں زبان شناسی دو مقاصد کے لئے کراتے تھے، ایک استعمارگری افراد جس طرح آج یورپ والے کرتے ہیں، دوسرا مستعمرات والے اپنے روزگار کے لئے کرتے ہیں۔

علم نحو کو فارس کے شعوبیوں نے فارس سے آنے والوں کو عربی سکھانے کیلئے

بنایا ہے جس طرح مستشرقین نے یورپ میں عربی سکھانے کی درسگاہیں بنائی تھیں دونوں کا مقصد قرآن کے نام سے قرآن کو مارنا تھا چنانچہ اس سلسلہ میں مستشرقین کی کارکردگی رپورٹوں میں دیکھ سکتے ہیں۔

۱۔علم نحو عرب سرزمین میں حصول روزگار کی خاطر اختراع کیا گیا ہے۔

۲۔عربوں سے دو بدو مقابلہ کر کے عربوں کو ذلیل و پست قوم دکھانے کے لئے اختراع کیا گیا ہے۔

۳۔قرآن میں دخل اندازی کر کے اس کی دلالت کو مشکوک گردانے کے لئے بنایا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس علم کے مبدعین ومتکرین میں آغاز سے الی یومنا ھذا اسلام کی سر بلندی سے کوئی تعلق وواسطہ یا خواہش نہیں دیکھی گئی ہے بلکہ اسلام کی سربلندی اور قرآن کی تعلیمات کو لوگوں کے دلوں میں جاگزین ہونے سے روکنا ہی ان کا ہدف تھا۔

جب یہ علم کتاب کی صورت میں سامنے آیا تو تشنگان زبان عربی اس کو بت مشرکین جیسا سمجھتے تھے اس کتاب سے مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات اور خدشات جنم لینے لگے، حامیان وحافظان قرآن کہتے تھے کہ علم نحو قرآن کو توڑنے کے لئے وجود میں لایا گیا ہے۔ چنانچہ یہاں سے جس کسی کی بغل میں یہ کتاب دیکھتے تھے تو تعجب میں انگشت بدندان ہو کر کہتے تھے کہ یہ علم قرآن سے مزاحمت کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے، یہاں سے کسی کی بغل میں کوئی چیز دیکھتے تھے تو پوچھتے تھے بغل میں کیا ہے تو جو کہتے کتاب سیبویہ ہے تو اسے جواب میں فوراً کہتے تھے کتاب الحاد ہے۔اگر علم نحو قرآن سے قریب کرنے اور اسے سمجھنے کے لئے ہوتا تو نحو پڑھنے والے دیگران کی بنسبت زیادہ قرآن سے آشنا ہوتے۔

اور وہ قرآن سے استناد کرتے کیونکہ قرآن نے جاہلیت کی فصاحت کو تحدی کیا تھا لیکن سیبویہ نے قرآن کی بجائے تین ہزار اشعار جاہلیت سے استناد کیا جبکہ قرآن سے صرف پچاس سے کچھ زیادہ آیات سے استناد کیا ہے،اس طرح احادیث نبوی سے بھی روگردانی و بے اعتنائی برتتے ہوئے سیبوہ نے صرف سات جگہوں پر احادیث سے استناد کیا حالانکہ رسول اللہؐ افصح عرب تھے۔اگر علم نحو قرآن کے لئے ہوتا تو حوزات و مدارس کے نصاب میں قرآن رکھتے حتیٰ کہ یہاں تک سننے میں آیا ہے کہ اگر کسی مدرسے کے نصاب میں قرآن رکھیں گے تو ان کو نمبر بھی نہیں دیں گے حتیٰ ان کے اساتید کو بھی قرآن سے چڑ رہتی ہے بلکہ انہیں ھمز لمز میں طنز کرتے دیکھا گیا ہے یہ کہنا کہ یہ علم حضرت علی نے ابتکار کیا ہے اس کی مثال مفاتیح الجنان اور مفتاح الحیات میں دی گئی اسانید جیسی ہے۔

نحو کا حضرت علی سے انتساب صوفیوں کا خضر سے انتساب کی مانند گزاف گوئی ہے۔

یہ شعوبیوں کا اختراع کردہ علم ہے چنانچہ اس علم کی ہدایت تا نہایت قرآن کے مقابل و متوازی چلی ہے مدارس و حوزات والوں کے قرآن سے چڑ رکھنے کے شواہد موجود ہیں ورنہ علی مدبری صاحب کا درس قرآن رکھنے کی مخالفت کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی تھی جہاں خود کو نحو نہیں آتی ہے وہاں ان کو نحو پر کیوں اصرار رہا ہے؟ مجھے مدارس اور حوزات والوں کی قرآن سے کراہت سمجھ میں نہیں آئی آخر انہیں کیوں قرآن سے چڑ ہے اور چل رہی ہے۔

یہ ثابت شدہ بات ہے کہ قواعد زبان ہمیشہ غیر زبان والے بناتے ہیں۔اہل حجاز مکہ و مدینہ والوں کو کبھی محسوس نہیں ہوا کہ انہیں اپنی زبان کے قواعد بنانا چاہئیں چونکہ کوفہ و بصرہ میں غیر عربی رہتے تھے انہیں اداروں میں نوکریاں لینے کی خاطر عربی زبان سیکھنے کی ضرورت

تھی۔اس لئے ان کی ضرورت تھی کہ وہ عربی زبان کے قواعد بنائیں۔

سیبویہ نے خلیل سے پوچھا آپ کے پاس یہ علم کہاں سے آیا ہے؟انہوں نے کہا دیہاتوں سے لیا ہے۔علم نحو جواس وقت موجود ہےاس کی برگشت سیبویہ اور کسائی کو جاتی ہے سیبویہ اور کسائی نے یہ علم خلیل احمد فراھیدی سے لیا ہے خلیل نے عرب بدووں سے لیا ہےاور وہ خود فرقہ صغریٰ خوارج سے تعلق رکھتے تھے کسائی نے اس علم کا افتتاح امین و مامون سے کیا۔اگر کوئی پرندوں کی فہرست ترتیب دے کہ کون سے انڈے دیتے ہیں اور کون سے بچے دیتے ہیں تو اسے ابتکار نہیں کہتے ہیں جو علم دیہاتوں اوران پڑھوں سے لیا گیا ہو،اسے حضرت علی جیسی ہستی سے منسوب کرنا آپ کی اہانت و جسارت ہے۔

علم فروشی کرنے کی وجہ سے سیبویہ کو ذلت وخواری اٹھانا پڑی اور یہ ذلت ان کے سینہ میں مرض دق وحسرت بنی جس کی وجہ سے وہ زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکا اور جلد ہی وفات پائی،اس علم کے اثرات اپنے پڑھنے والوں پر زیادہ پڑے ہیں جس جس نے اس علم میں عبور حاصل کیا وہ حسود وحقود وزر پرست ہوتا گیا ہے چنانچہ آپ آجکل کے مدارس کے اساتید صرف ونحو پڑھنے اور پڑھانے والوں میں اس کا مشاہدہ کرسکتے ہیں۔وہ صرف علم نحو جاننے والوں کو ملا اور دوسروں کو بے سواد سمجھتے ہیں۔علم نحو کی وجہ سے مرحوم مدرس افغانی نجف میں اپنے علاوہ کسی اور کے عالم ہونے کے قائل نہیں تھے،مراجع کو طنز کرتے تھے۔بزرگان حوزہ اپنے خاص الخاص کو نصیحت فرماتے تھے''سیوطی را خوب بخوانید تا کہ ملا شوی ''،اسی وجہ سے سلیم قرمطی اور دیگران میرے تعارف میں کہیں گے مشتی شرف الدین آغا سعید کا سسر۔جان لیں علم نحو کو بروایت ابوالاسود دوئلی حضرت علی سے انتساب کرنا مشکل

سوختن دروازہ اور غصب خلافت بروایت سلیم بن قیس ہلالی ایک جیسا ہے۔

ابوالاسود دوئلی کا حضرت علی کے اصحاب میں ہونے کا قصہ کہیں نہیں ملتا ہے۔تاریخ علم نحو لکھنے والوں نے سب سے پہلے اختلاف کیا ہے چنانچہ کتاب قرآن میں نحو ونحوین میں دیکھ سکیں گے کہ علم نحو،علم اصول،علم فقہ،علم کلام،سب جوڑواں علم ہیں،سب کی برگشت مشکوک ومخدوش لوگوں سے ملتی ہے۔یہ علوم دوسری صدی کے پہلے پچاس سالوں میں شروع ہوئے ہیں یہ چار علم آپس میں کھچڑی ہیں۔علم نحو ایک مربوط ومنظم علم کی حیثیت سے سیبویہ کی کتاب سے آغاز ہوا،جب کتاب سیبویہ تازہ تازہ بازار میں آئی تو لوگ دوگرہوں میں بٹ گئے ایک نے خوشی سے استقبال کیا اور دوسرے نے شکوک وشبہات کی نظروں سے دیکھا۔یہاں سے واضح ہوتا ہے علم نحو،علم کلام،علم اصول اور علم فقہ ایک شکم کی جوڑواں اولاد ہیں جسے مبتکرین مذاہب نے اسلام کے خلاف اختراع کیا ہے،لہذا نحو کو قرآن توڑ علم کہنا قطعاً غلط نہیں ہوگا۔

چنانچہ علم نحو کو یکے از علوم اسلامی کا مقام دینا پیتل کو سونا کہہ کر فروخت کرنے کے مترادف ہوگا اس علم نے اپنے آغاز سے الیٰ یومنا ھذا اسلام کے لئے کوئی قابل قدر خدمت پیش کی ہو نہیں ملتی ہے۔اس علم کی تاریخ ابتکار اور مبتکرین کی حرکات ہر ایک اپنی جگہ مشکوک ومخدوش نظر آتی ہیں علم نحو،علم اذکار وادعیہ حروفی سے مشابہہ نظر آتا ہے جو خضر سے نسبت پر ختم ہوتا ہے جبکہ خضر کا اصل وجود مخدوش ہے،پھر بھی اس کو ایک مسلم حقیقت اور نا قابل نقاش قرار دیا گیا ہے۔محدث قمی نے تمام اوراد شرکیات کو خضر سے منسوب کرکے اوراد واذکار وطلسمات فروشوں کو بہت فائدہ پہنچایا ہے جبکہ اس میں موجود تمام دعائیں اور زیارات شرک والحاد سے پُر عقل اور قرآن سے متصادم ہیں۔علم نحو بھی ایسا ہی محسوس ہوتا ہے اس علم کو ایک علم مقدس

گردانے کے لئے حضرت علی سے جعلی انتساب کیا گیا ہے چنانچہ مرکز علوم اسلامی میں درس قرآن نہ رکھنے پر اعتراض کرنے پر مرحوم مدبری نے مجھے منکر فضائل علی قرار دیا تھا بلکہ مدبری اپنے مدرسہ میں منبر پر بھی نحو کو پڑھنے کے لئے کہتے تھے تا کہ نحو شعوبین کے علاوہ کوئی اور کتاب نہ پڑھی جائے یہاں چند مسائل تحقیق طلب ہیں۔

۱۔ حضرت علی نے ابوالاسود دوئلی کو جو اصول نحو سکھائے تھے وہ کتنے صفحات پر مشتمل تھے کسی نص موثق میں پیش نہیں کیا گیا ہے،صرف انتساب ہے اس کا مواد اصلی سامنے کیوں نہیں آیا صرف یہ کہنا کہ لغت عرب میں تین چیزیں یعنی اسم،فعل وحرف ہیں اس میں کونسا ابتکار ہے یہ کوئی اساس نہیں بن سکتا کہ اسے علی سے انتساب کریں،اگر اس میں کوئی فضیلت ہے تو یہ فضیلت ابوالاسود دوئلی کی ہو گی کہ اس نے مختصر کلمات سے ایک سمندر بنایا،جس طرح خود حضرت علی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ پیغمبرؐ نے انہیں ایک باب سکھایا اورانہوں نے اس سے ہزار باب نکالے ہیں۔

۲۔ ابوالاسود دوئلی کون تھے ان کا نام،کنیت،زمان ومکان اور صفات واخلاق سب میں اختلاف پایا جاتا ہے رجال الحدیث ج ۱۲ص ۱۷۷پر آیا ہے کہ اس کا نام ظالم بن عمرو ہے اس بارے میں شدید اختلاف ہے:

۱۔ صحابیٔ امیرالمومنین ہے۔

۲۔ صحابیٔ امام حسن ہے۔

۳۔ صحابیٔ امام حسین ہے۔

۴۔ صحابیٔ امام سجاد ہے۔

۵۔ آغا خوئی نے اسے مہمل چھوڑا ہے اور اس کی توثیق کی ہے نہ جرح ۔اسی طرح جامع رواۃ میں بھی اسے مہمل چھوڑا گیا ہے صاحب وفیات الاعیان نے ج ۲ص ۵۳۵ پر ظالم بن عمرو کے نام سے لکھا ہے کہ ان کے نام اور نسب و نسبت سب میں کثیر اختلاف ہے وہ شہر بصرہ مرکز خرافات و بدعاتِ میں قبیلہ بن شیر میں پیدا ہوا، صاحب وفیات الاعیان لکھتے ہیں وہ عبد الملک بن مروان کے دور میں تھے، وہ زیاد بن ابیہ کے بچوں کو پڑھاتے تھے، انہوں نے علم نحو کو زیاد بن ابیہ کے کہنے پر اختراع کیا تھا۔علم نحو اور ان کے مبتکرین اور متبحرین و مدرسین کسی میں بھی قرآن سے شغف، قرآن کو اٹھانے اور قرآن کو نافذ کرنے کا ارادہ و کاوش نظر نہیں آیا ۔اگر اس علم میں ذرہ برابر قرآنیت ہوتی تو کسائی ، سیبویہ کو ذلیل و خوار کر کے دربار برامکہ سے بدر نہیں کرتے اور وہ شرمندہ ہونے کے بعد مرض دق میں مبتلا نہ ہوتے چنانچہ اس کے بعد وہ زیادہ زندہ نہیں رہ سکے ۔اگر علم نحو اور قرآن کریم میں تناؤ نہ ہوتا تو مدارس و حوزات میں قرآن کو نصاب میں رکھتے جبکہ مدارس والے قرآن کو نصاب میں نہ رکھنے پر مصر ہیں ارباب مدارس و حوزات قرآن کو کسی صورت میں نصاب میں رکھنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

جس طرح رشتہ ازدواجی میں طرفین کے دین و ایمان دیکھ کر انتخاب شریک حیات کرنے کی ہدایت آئی تھی بطور مثال آیت ﴿ الْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَ الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ﴾ آیا ہے دوسری آیت میں آیا ہے ﴿حُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ﴾ لیکن روشن خیال فقیہوں نے اس کو بھی جائز قرار دیا ہے۔آج کل رشتہ ازدواج میں دین و ایمان ،حلال زادہ ،پاک دامن ہونا ،ناپاک ہونا چنداں فرق نہیں رکھتا ہے بلکہ روشن خیال لوگوں کی

نظر میں ناپا کی اچھی ہے اورانہوں نے پاک ہونا غیر ضروری قراردیا ہے،ان کے نزدیک لڑکی آزاد ہے، اپنا رشتہ خود انتخاب کرے،اسی لئے طلاق کی شرح بڑھنے کے علاوہ خودکشی وخودسوزی بھی بڑھ گئی ہے'' وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِينَ "(نور۔۲۶) کی جگہ مالدار وسرمایہ دار و ڈگری دار انتخاب کرنے سے شرح طلاق بڑھ گئی ہے جس سے معاشرے میں بیوہ عورتوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔

نحویین کی قرآن سے دشمنی عیاں ہے:۔

نحو کو شعوبیوں نے بنایا شعوبی اس گروہ و جماعت کو کہتے ہیں جو غیر عرب ظاہری طور پر مسلمان ہوتے تھے اندر سے اسلام کیلئے حقد و کینہ رکھتے تھے وہ اپنے حقد و کینہ کو اسلام کے خلاف ظاہر نہیں کر سکتے تھے تو انہوں نے عربوں کے خلاف علم چلایا،عرب مذمتی گروہ بنائے،ان گروہوں میں سے ایک نحویین ہیں ۔لہٰذا نحویین اپنے اندر برے عزائم کے حامل کینہ دوز ہوتے ہیں۔اس میں سرفہرست یہودی ہیں اس کے بعد مغربی دنیا ہے چنانچہ اس وقت امت اسلامیہ اس جماعت کے شنان وشرارہ کی زد میں ہے۔ملک میں قائم فرق و مذاہب ان شعوبیوں نے بنائے ہیں اب اس کے ردیف میں احزاب بنائے ہیں تا کہ اسلام عزیز کورو کا جائے فرق واحزاب ساز شعوبی تاریخ مسلمین میں دوسری صدی میں آئے۔ان کے کارناموں میں سے ایک علوم عربیہ کا شعبہ کھولنا تھا اس کے لئے انہوں نے اپنی قوم کے دانشوران کو اس پر لگایا ان سے کہا علم و دانش کا کاروبار کریں ہم تمہارے پشت پناہ ہیں۔

شعوبی غیروں کے لئے دلوں میں حقد و کینہ رکھنے والے دوسروں کی جماعت کو تتر و بتر کر کے ذلیل و خوار کرنے والے ہیں ۔ایک تحریک عدوانی وعصیانی وطغیانی، صاحب

اہداف ومرام ہدامی، ناکرین فضائل وسجایا ءانسانی دوستداران خسائس ورذائل دوسری صدی کے آغاز میں شہر پناہ گاہ منافقین کارخانہ فرق سازی بصرہ میں اسلام کے خلاف تندوتیز انداز میں وجود میں لائی تا کہ اسلام عزیز کو کنارے پر لگانے کیلئے نیلامی کا اعلان ہو۔

نحوین نے علوم عربیہ میں تیسرے درجہ پر ہوتے ہوئے کل پر قبضہ جمایا، ایک طرف سے عربی کے نام سے عربی کو چھوڑ کر زیر زبر و پیش اور تنوین کا جنجال چھوڑا اور قرآن وسنت کے نام سے چہرہ بنا کر آنے والے قرآن اور سنت کو پیچھے چھوڑ کر آشکار مولدین ابی العلامعری متنبی، ربو طیب سی ابونواسی، بشار برد کی فصاحت و بلاغت کی نمائش کی یہاں تک کہ قواعد سے مسائل فقہی بھی بنائے یہ حق انہوں نے کہاں سے حاصل کیا ہے یہ ہر جگہ مسلمانوں کو اندھیرے میں رکھنے کے لئے قرآن اور سنت کی بات کرتے ہیں لیکن ان کے تمام فتاویٰ قرآن سے متصادم ہیں کیونکہ فتویٰ نص قرآن کے تحت اللہ کے لئے مخصوص ہے۔ جہاں رسول اللہؐ کے لئے صرف و ماعلینا ال البلاغ المبین ہے وہاں اور کسی کو یہ حق کیسے حاصل ہوسکتا ہے۔

مدارس میں آغاز درس میں عنوان کی تعریف میں لکھتے ہیں اس کا موضوع جامع افراد مانع اغیار واضح و روشن ہونا چاہیے لیکن یہاں ہر حوالے سے معمہ ہے نحو میں کبھی اسم مکان اور کبھی اسم زمان کی طرف مضاف ہوتا، یہاں مضاف الیہ معدوم ہے، مضاف الیہ کا ذکر نہ کرنا باعث تشویش ہے وہ علم جسے درسگاہوں میں مرکزی حیثیت حاصل ہو جس پر طالب علم زیادہ عمر ضائع کرتا ہو وہ معمی طلسماتی کیوں ہے؟ یہ اغفال اور اندھیر گرائی ہے۔ یہاں سے پتہ چلتا ہے اس علم کے بانیان حسن نیت رکھنے والے نہیں تھے بلکہ بدنیت

اور سازشی تھے،لہٰذا یہ علم ہر حوالہ سے مشکوک، محاذ دشمن اور بے برکت ثابت ہوا ہے۔نحویین کی قرآن سے دشمنی فہم قرآن سے شغف رکھنے والوں سے مخفی و پوشیدہ نہیں بلکہ ظاہر وعیاں ہے اور یہ کثیر شواہد و قرائن سے ثابت ہے ۔

۱۔نحویوں نے قرآن کی متعدد قرأت بنا کر قرآن کو مشکوک اور نا قابل استدلال بنایا اور استدلال سے روکنے کے لئے مفسرین لکھتے ہیں قرآن کی تفسیر کرنے کے لئے علم قرأت ضروری اور لازمی ہے لیکن جب ہر آیت کی کئی قرأت ہوں گی تو یہ ہر احتمال و استدلال کو مخدوش بنائیں گی تو استدلال ناممکن ہوگا اور قرآن کو میدان استنا دو استدلال سے برخاست و برطرف کرنے کے بعد اس مقصد کے لئے حدیث ہی باقی رہ جاتی ہے جبکہ حدیث کا حشر صنعت حدیث والوں نے کہاں پہنچایا ہے معلوم ہے اور حدیث کے بعد اس میدان میں یکتا شہسوار نحوین ہیں وہ آیات کے مفہوم کو جس طرف موڑنا چاہیں موڑتے رہتے ہیں ۔یہ سب اس لئے کیا گیا تا کہ اس بہانے سے اسلام کو الٹ پلٹ اور اوپر نیچے کر کے تو رات وانجیل جیسا بنا کر کسی دن نیفہ کانفرنس منعقد کرنے کی راہ ہموار کی جائے ،تا کہ اتاترک، پرویز مشرف، بلاول، نواز ،عمران، قادری جیسوں کو لاکر نئے اسلام، روشن اسلام اور جدید اسلام کا اعلان کروائیں یہ بدگمانی نہیں بلکہ ان کی طرف سے کمال بے شرمی کے ساتھ کئے جانے والے اعلانات ہیں کہ اسلام جناح، اسلام اقبال لائیں گے تا کہ اس اصل اسلام سے آنکھ چرائیں جو اللہ نے قرآن کے توسط سے رہتی دنیا تک صحیح و سالم رکھا ہے۔سیکولروں کا اسلام جناح و اقبال تو سمجھ میں آجاتا ہے لیکن نظام ولایت فقیہ کے داعی آغائے سید محمد جواد نقوی بھی یہی نعرہ بار بار دہراتے رہتے ہیں کہ اسلام اقبال ان کا منشور ہے، نمی دانم

انہوں نے اقبال میں کونسا اسلام دیکھا ہے؟ نحویین کا قرآن سے دشمنی کا سلسلہ الی یومنا ھذا جاری ہے عربی آنے سے اسلام کو مدد نہیں ملی ہے، جس طرح دیگر زبانوں میں ہوتا ہے عربی سیکھنا ریڈیو اور ٹی وی جیسا ہے جس سے ملحد و منافق و مومن و موحد و مشرک سب نے فائدہ اٹھایا بلکہ منافقین و شعوبین اور زر پرستوں نے زیادہ فائدہ اٹھایا ہے چنانچہ عربی زبان پر عبور حاصل کرنے والوں میں سے بہت سوں نے قرآن بنانے کی کوشش کی ہے لہٰذا علم نحو نے قرآن کو کنارے پر لگانے میں بہت کردار ادا کیا ہے۔

مجھے پتہ نہیں کہ مدارس و حوزات میں قرآن کی مخالفت میں اور کتنے علوم کی ترویج و فروغ کے لئے حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور اس کے لئے تشویق دی جاتی ہے اتنا جانتا ہوں کہ جو علم فہم قرآن سے قریب لے جاتا ہے اس سے بھی دور رکھا جاتا ہے وہ خاص کر علم لغت ہے اکثر و بیشتر طلاب کے کمروں میں کتاب لغت تک نہیں ہوتی اگر کسی کو مفت میں ملی ہو یا خریدی ہو تو اسے پڑھتے نہیں علم لغت میں سے ایک علم الاصوات ہے یہ علم مدارس میں پہلے ہونا ضروری ہے اس سے لحن زبان عربی درست ہوتی ہے۔ چنانچہ عرب عمومی طور پر بڑے سے بڑے علماء کی اقتداء کرنے سے احتیاط کرتے ہیں کہتے ہیں ان کی قرأت صحیح نہیں ہوتی خاص کر اہل فارس پنجابی وغیرہ کے لئے مخارج ووقف طبیعی طور پر مشکل ہوتا ہے۔ علم لغت ہی طالب علم کو خطیب و مؤلف بناتا ہے اس علم کے نہ ہونے کی وجہ سے ہم جیسے ہزاروں کی تعداد میں دس پندرہ سال کا طویل عرصہ حوزہ و مدارس میں گزارنے کے بعد جب جامعہ پہنچتے ہیں تو معاشرے کی چھٹی انگلی بن جاتے ہیں ان حوزات و مدارس میں پندرہ سال گزارنے والے کو دس پندرہ منٹ عربی میں خطاب کرنا نہیں آتا ہے، اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے تو اس کی عربی میں

قال"یقول اقول ضرب یضرب کان یکون"ہی حاوی ہوگا۔ان سے پوچھیں حوزہ میں علم لغت کیوں نہیں پڑھاتے ہیں؟خرابی کہاں پائی جاتی ہے ذمہ داری لینے کیلئے کوئی آمادہ نہیں۔

حوزات ومدارس والوں کوعربی میں دس پندرہ صفحات بھی لکھنا نہیں آتے ہیں، میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں،اگر سند چاہیے تومدارس کے اساتید سے کہیں حضور پندرہ بیس منٹ عربی میں تقریر کریں'نہیں کرسکیں گے بلکہ وہ دیگر اقسام فہم سے بھی محروم ہیں کیونکہ علم لغت ایک نہیں اس کی اور بھی شاخیں ہیں جیسے علم لغت،فقہ لغت،تاریخ لغت۔قرآن فہمی تو دور کی بات ہے دس پندرہ سال حوزے میں رہنے والے اردو تفاسیر تلاش کرتے ہیں'ان کوعربی میں لکھی تفاسیر بھی نہیں آتی ہیں۔چنانچہ یہ کوئی مدلل وقانع کنندہ جواب نہیں دے سکتے جواب نہ آنے کی وجہ جرم کی سنگینی اور دلائل کا فقدان ہے۔

یہاں مجھے عقیلہ ہاشمیہ کے وہ جملات یاد آتے ہیں جوآپ نے دربار یزید میں فرمائے تھے "**وکیف یرتجی من لفظ فوه اکباد الاذکیا وتبت لحمه من دمـــاء**"، جس علم کوفارس کے شعوبیوں نے اسلام کوجام کرنے اورقرآن کا راستہ روکنے کیلئے وضع کیاہووہ قرآن فہمی کا افتخار حاصل نہیں کرسکتا ہےانہوں نے لوگوں کواندھیرے میں رکھنے اورعزائم خبیثہ کومستورومخفی رکھنے کے لئے اوراپنے ذریعہ معاش کے لئے اسے وضع کیا ہے۔ جس علم نحو کوکذب وافتراء سے حضرت علی کی طرف نسبت دی گئی ہے اس علم سے قرآن کیسے بلند ہوگا؟چنانچہ یہ علم ضد قرآن ثابت ہوا ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ اسے سیکھنے والے آیت قرآن وفرمودات حضرت محمدؐ سے استناد کی بجائے شاعر فاسد فرزدق زانی،بشار بردابی معلیٰ

معری، ابی نواس سے استناد کرتے ہیں۔نحویین کا اس سے بڑا جرم یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کی بہت سی قرائتوں کی بنیاد رکھی ہے۔وہ ظاہری طور پر عربوں کی خوشامد کرتے اور منافقانہ انداز میں ان کی مدح سرائی کرتے تھے۔ممکن ہے مجھے جھٹلانے کے لئے کسی کی تفسیر قرآن اور تعریف قرأت دکھائیں گے لیکن حقائق ثابت نہیں ہوں گے، جن فرقوں نے تفسیر قرآن لکھی ہے انہوں نے قرآن کی خدمت نہیں کی بلکہ قرآن کو ذریعہ بنا کر اپنے فرقے کی خدمت کی ہے۔لیکن مجھے کسی جماعت یا گروہ سے عناد و دشمنی نہیں کرنی ہے اور نہ کسی کی حمایت کرنی ہے میں مسلمان ہوں اور اسلام مخالف کا مخالف ہوں۔

۲۔علم نحو کے مبدعین کی قرآن سے عناد و دشمنی خط سرخ میں لکھی ہوئی ہے مؤرخین عربی زبان نے عربی زبان کے تین ادوار بتائے ہیں:

۱۔عصر جاہلیت ۲۔عصر رسالت ۳۔عصر مولدین

۱۔انہوں نے ہر کلمہ و کلام کی صحت و سقم کی کسوٹی دور جاہلیت کے فصحاء و بلغا کے کلمات نثری و شعری کو بنایا ہے۔

۲۔دور رسالت ہے، جس میں سرفہرست قرآن کریم اور خود نبی کریمؐ اور آپ کے اصحاب برجستہ کے کلمات و خطب ہیں کیونکہ قرآن نے فصحاء و بلغاء کو تحدی کیا ہے ان کو خاضع کیا ہے لہٰذا زبان عربی کی مقیاس قرآن اور نزول قرآن کی معاصر شخصیات ہوں گی، جبکہ نحویین نے قرآن سے کراہت و دشمنی کی وجہ سے عربی زبان کے قواعد پیش کرتے وقت شواہد و اسناد زیادہ تر شعر سے پیش کیے ہیں اکثر و بیشتر اشعار جعلی و خود ساختہ یا مجہول الحال ہیں یہ ان کی خیانت اور عناد کا منہ بولتا ثبوت ہے کیونکہ قرآن نے عربی جاہلیت کو تحدی کیا اور عربوں

نے قرآن کی فصاحت کوتسلیم کیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نحویین کے دلوں میں قرآن کے بارے میں غیض وعناد پایا جاتا ہے۔نحویین نے اس سے بھی نیچے گر کر فاسدالعقیدہ ابو طیب متنبی اور ابو معلا معری اور ابونواس جیسے بے دینوں کے کلمات سے استناد کیا ہے یہاں تک کہ لکھنؤ ،دیوبند اور پاکستان کے مدارس میں عربی زبان پر عبور حاصل کرنے کیلئے معلقات سبع، حماسہ مقامات حریری، ابی تمام وغیرہ پڑھاتے ہیں اگر نصاب میں کلمات قرآن رکھتے تو عربی پر عبور کے علاوہ ان کے عقائد شریعت معارف اسلام سے لبریز ہوتے ۔یہ حوزات و مدارس چاہے بلاد عرب میں ہوں یا عجم ،ایران ،افغانستان پاکستان یا ہندوستان میں ہوں، یہ اسلام سے مخلص نہیں بلکہ انہیں عربی زبان سے بھی چڑ ہے،لہٰذا یہ انتہائی احتیاط برتتے ہیں کہ کہیں عربی پر عبور حاصل کرنے سے طلاب کو قرآن سے انس وشغف پیدا نہ ہو جائے۔

مجھے ایک دفعہ آغا منتظری مرحوم کے بطور قائم مقام رہبری کے دور میں ان سے شرف ملاقات ہوا تو وہاں ان کے دیدار کے متمنیوں میں حوزہ نجف کے علم نحو کے مجتہد مدرس افغانی بھی تشریف فرما تھے آپ مرحوم آغا حکیم کی مرجعیت پر تنقید کرتے تھے ان کے درباروں میں رہنے والے علم نحو سے بے بہرہ والوں کو رکھتے ہیں حاضرین میں عرب اور غیر عرب دونوں تھے ۔خود آغا منتظری بھی عربی زبان پر تسلط نہیں رکھتے تھے لہٰذا آپ نے فارسی میں خطاب فرمایا،آپ نے اپنی فارسی میں خطاب کرنے کی توجیہ میں فرمایا،اسلام نے جب جزیرۃالعرب سے باہر غیر عرب سرزمینوں پر سلطنت قائم کی تو بہت سے علاقوں نے حکومت اور عربی زبان دونوں کا استقبال کیا جیسے تیونس،سوڈان ،مغرب ،افریقہ اور مصر وغیرہ جبکہ اہل فارس نے ان کی حکومت کو تسلیم کیا لیکن زبان کو مسترد کیا لیکن جب اہل فارس کو عرب علاقوں

میں تسلط ملا تو وہاں فارسی ہی کو رواج دیا۔کوئی یہ نہ کہے کہ آغا منتظری کو عربی کیسے نہیں آتی تھی ہاں تنہا آغا منتظری نہیں بلکہ اکثر و بیشتر مراجع امثال سید عبد اللہ شیرازی،شہرودی اور خود امام خمینی کو بھی عربی میں خطاب و گفتگو کرنا نہیں آتا تھا۔جب کسی عرب سے عربی میں گفتگو کرنی ہوتی تو ترجمان رکھتے تھے۔مجھے اہل فارس سے اس وقت مایوسی ہوئی جب انقلاب اسلامی آنے کے بعد خانہ فرہنگ کی طرف سے فارسی کلاسیں شروع کیں جبکہ آپ نے اپنے انقلاب کو اسلام سے منسوب کیا تھا اگر عربی کلاسیں اور اسلام سے متعلق موضوعات پر کلاسیں رکھتے تو مسلمانان عالم اس انقلاب کے گرویدہ ہوتے ہم اس کے ثمرات اپنے وطن عزیز اور دیگر اسلامی ممالک میں پہنچنے کے انتظار میں تھے لیکن بدقسمتی سے ہم نے انہیں تمام مظاہر اسلامی کو زیر پا رکھ کر سیکولرزم نمائی کرتے دیکھا عباء قباء و حجاب میں علماء کو بے حجابوں کا استقبال کرتے دیکھا۔اس طرح انقلاب اسلامی کی شعاعیں یہاں پہنچنے کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔کربلا و نجف میں بیس تیس سال وقت تلف کرنے والوں کو عربی میں خطاب اور تصنیف و تالیف کرنا نہ آنا کیا لمحۂ فکریہ نہیں ہے،کیا حوزات کے طلاب کو مقدمات سیوطی کی ''کان یکون قال و یقول ان قدو سوف'' کے علاوہ کچھ نہ آنا لمحۂ فکریہ نہیں ہے اب ہم جیسوں کا مثلہ پڑھنے کے لئے نجف جا کر بارہ چودہ سال گزار کر آنے والے اور دس سال جامع منتظر،مہدیہ،معصومین اور اہل بیت وغیرہ میں وقت گزار کر قم میں جا کر بیس سال گزار کر بھی عربی میں بولنا لکھنا نہ آنا طلبہ کی نا اہلی و نا لائقی نہیں بلکہ مدارس و حوزات کی بد نیتی ہے۔

نجف میں جامع المقدمات میں سیوطی ایک سال میں ختم ہوتی تھی،دس سال میں سطحیات کو ختم کرتے تھے،اب مدارس میں دس سال رہنے والے سے جب پوچھتے ہیں کیا

پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں سیوطی دوم پڑھ رہا ہوں، قارئین یہ بدنیتی نہیں تو اور کیا ہے، اب حوزہ علمیہ کے کل طلاب کا شہریہ ایک طرف اور ان کی انتظامیہ کے دفاتر اور سہولتوں کا بجٹ ایک طرف بلکہ یہ اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ کیا حوزہ علمیہ کی انتظامیہ اور اسلام آباد کی انتظامیہ میں کوئی فرق نظر آتا ہے؟ یہ اسی طرح ہے جس طرح مسلمان ملکوں میں انتظامیہ کے رواتب و سہولیات وغیرہ کا بجٹ پوری مملکت کی ترقی کے بجٹ کے برابر نظر آتا ہے۔ ہر آئے دن غیر مربوط علوم نصاب میں شامل کئے جا رہے ہیں لیکن قرآن کو دور سے دور تر کیا جا رہا ہے۔ قرآن کو نصاب میں رکھنے کا مطالبہ کرنے والوں کو شکوک وشبہات کی دیوار سے لگایا جاتا ہے ۔لہٰذا ہم جیسے فیل اور اچھے نمبروں میں پاس ہو کر اعزاز حاصل کرنے والے چھٹی کی درخواست بھی عربی میں نہیں لکھ سکتے ہیں بلکہ وہ ایک اچھے خاصے گونگے انسان بنتے ہیں معانی وبیان میں اچھے نمبروں میں پاس ہونے والے اور تدریس کرنے والے اپنی زبان میں بھی سادہ گفتگو نہیں کر سکتے ہیں ان کا خطاب اصطلاحات اعتزالی سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ خطاب و تالیف ان کے لئے اضغاث و احلام و اطیاف ہے ابھی تک پاکستان سے وابستہ فضلاء کو اسلام کے حقائق و معارف عربی زبان میں پیش کرتے دیکھا ہے نہ سنا ہے۔

آپ کے نصاب درس کا ضد اسلام ہونا اظہر من الشمس ہے، بلکہ یہ نصاب تنہا ضد اسلام نہیں بلکہ ضد ترقی و تمدن بھی ہے اب یہاں سے فارغ افاضل ارشد و راشدین ربا خوری کا حل نکالتے ہیں اور خمر و جلباب کا جدید ترجمہ کرتے ہیں۔ علم نحو کے مبتکرین اولیٰ، ثانوی اور وسطائی و آخری سب کی پہلی ترجیح یہ تھی کہ انہیں خلفاء وامراء کے شہزادوں کی استادی کا شرف حاصل ہو جس طرح آج کل وہ صرف کسی مدرسہ میں مدرس نحو لگ جانے کیلئے دعا کو

ہوتے ہیں نحویین اور آج کے علوم مروجہ کے اساتید سب ایک ہی مشرب سے شراب حیات پیتے ہیں ایک ہی ہدف رکھتے ہیں یعنی بیان کے لیے ذریعۂ کمائی ہے نحویین متقدمین سب کے سب مذاہب فاسدہ یا مجہول المذہب سے تعلق رکھتے تھے ان میں سے اکثر خوارج سے تعلق رکھتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ہرمزالاعرج کے بارے میں کتاب تاریخ نحو عربی ص۵۲ پر آیا ہے کہ امام مالک چند سال ان کے شاگرد رہے لیکن معلوم نہیں ہوا کہ انہوں نے ان سے کیا سیکھا تھا ،خود امام مالک نے کہا کہ امام مالک کا استاد ہو اور وہ مجہول الحال ہو اُس سے کیا نتیجہ اخذ کریں گے ۔حوزات و مدارس کے بارے میں یہ کہنا درست ہو گا کہ یہ حوزات و مدارس دل کی گہرائیوں سے قرآن سے عداوت و کراہت رکھتے ہیں اس کے لئے انہوں نے اپنی مہارت وظرافت سے ایک شعبہ بنام علوم قرآن کھولا ہے جو دراصل قرآن سے استناد کی منطق کو توڑنے کے لئے کھولا ہے وہ جمع قرآن نسخ قرآن اور قرأت قرآن پر بحث کرتے ہیں انہوں نے عدم حجیت قرآن کی بحث کو علوم قرآن کا نام دیا ہے۔

علم نحو ہر اپنے نام تاریخ ابداع اور شخصیات مبدعین کے حوالے سے مشکوک ومخدوش اور موہوم و بے برکت علم ہے۔

علم اصول فقہ:۔

علم اصول فقہ کو قرآن توڑ کہنا مناسب ہوگا یا اللہ اور رسولؐ پر افتراء کہنا، جو بھی کہیں یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ حوزے میں علم نحو کے بعد سب سے اعلیٰ وارفع علم اصول فقہ کو گردانا جاتا ہے۔یہاں سے بزرگان حوزہ طلاب کو نصیحت میں کہتے ہیں "رسائل شیخ

کفایہ را خوب بخوان تاکہ ملا شوی“ یہ علم مرجع بننے کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا جو شخص اپنی اور اپنے خاندان کی عیش و نوش کا خواہش مند ہو تو وہ مرجع بننے کے لیے بے قرار رہتا ہے جس طرح یہاں علم اقتصاد اور علم سیاست ہے غرض جس علم میں زیادہ کرپشن اور کمانے کی زیادہ گنجائش ہو طلاب اسے سیکھنے کے لئے بے قرار رہتے ہیں تا کہ ملک کے مقدرات کے مالک بلا رقیب ہو جائیں۔

چنانچہ مرجع بننے کے خواہش مند پہلے مرحلے میں اصول فقہ پر کتاب لکھتے ہیں۔

ایک دفعہ دفتر آیت اللہ سبحانی میں آپ سے ملاقات کے لئے مشرف ہوا تا کہ آغا کے نصائح سے مستفیض ہو جاؤں کیونکہ آپ بھی مرجعیت کے قبہ خضراء کے نیچے کرسی پر بیٹھنے والوں میں ہیں درایں اثناء شہرستان سے ایک مؤقر عالم دین ایک طالب علم کو اپنے ساتھ لائے حضرت سے ان کا تعارف کرانے کے بعد فرمایا سطحیات میں الحمد اللہ اچھے نمبروں سے پاس ہوئے ہیں آپ کے پاس لایا ہوں تا کہ آپ وقت و حالات کے تناظر میں دروس حوزہ کے علاوہ انہیں کچھ ہدایات و رہنمائی فرمائیں۔ آیت اللہ نے فرمایا ”مکاسب اور کفایہ را خوب بخوانید“ بزرگان خاص کر اساتید نامور کی طرف سے علم اصول فقہ پر توجہ و عنایت کی وجہ سے اب تک شیعہ مکتب میں اصول فقہ پر لکھی گئی کتابوں کی تعداد صاحب الذریعہ نے جو متوفی ۱۳۹۶ھ ہیں ۴۸ بتائی ہے اور اس کے بعد اصول فقہ پر لکھی گئی کتابوں کی تعداد دیکھیں تو ساٹھ ستر کتابیں بن جاتی ہیں، لہٰذا اصول فقہ پر کتاب لکھنے والے ہی مرجع مسلمین بنتے ہیں اللہ کی حدود کو توڑنے کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں حوزے میں رسائل شیخ کفایہ آخوند کا اتنا مقام ہے کہ وہ کسی اور کتاب کو حاصل نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے

کہ یہ دو کتابیں طالب علم کی عمر عزیز کو تلف کرنے کے لئے کلیدی کردار کی حامل ہیں یعنی انہوں نے قرآن کریم کو روکنا ہے اس کیلئے انہوں نے دو بنیادی باتیں بنائی ہیں۔

مبدع اصول فقہ باتفاق اصولین محمد بن ادریس امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ ہیں امام شافعی اس علم کے خدو خال کو تحریر میں لائے شیعہ علماء کا کہنا ہے اجتہاد کی ضرورت ۲۶۰ھ کے بعد پیش آئی ہے ضرورت اس حد تک تھی کہ تین بار کی بجائے صد بار اجتہاد کو کلمات غلیظ لا رجعہ فیہ طلاق دی تھی جہاں محلل بھی کارآمد نہیں تھے۔ جو اصول امام شافعی نے وضع کئے ان کے ممکنہ مفروضات۔

۱۔ قرآن اور سنت میں تمام احکام نہیں ہیں یعنی احکام کے حوالے سے قرآن اور سنت ناکافی ہیں۔

۲۔ قرآن ظنی الدلالہ ہے ہلٰہذا اس خلاء کو پر کرنے کی ضرورت ہے امام شافعی بیک واسطہ شاگرد ابو حنیفہ ہیں ابو حنیفہ نے کہا ہے جہاں قرآن اور سنت میں حکم نہ ہو وہاں ہم خود حکم صادر کریں گے انہوں نے اپنا حکم صادر کرنے کیلئے قیاس کو اپنایا ہے۔ اب شاتم ابو حنیفہ یعنی شیعہ ہزار سال گزرنے کے بعد بیک واسطہ ابو حنیفہ کے مقلد ہیں انہوں نے دنیا کو گمراہی میں رکھنے کے لئے اجتہاد کا نعرہ بلند کیا ہے۔ یہاں بھی شیعہ علماء نے صراحت سے کہا ہے کہ ہم قیاس کو نہیں مانتے ہیں لہٰذا امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک قرآن اور سنت میں تمام احکام نہیں۔

۳۔ یہ کہنا کہ قرآن اپنی جگہ ظنی الدلالہ ہے یہ منطق قرآن اور سنت رسولؐ کے سراسر منافی ہے تفصیل کتاب احکام قرآنیہ میں دیکھ سکتے ہیں۔

شیعوں کا قرآن اور سنت کے بارے میں مؤقف واضح ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم قرآن اور سنت دونوں کو اہل بیت سے لیتے ہیں۔

لہٰذا یہ علم نحو قرآن توڑ علم یا افتراء باللہ و رسولؐ ہے، اصول فقہ والوں کا سب سے پہلا افتراء یا حملہ لغت عرب پر تھا جہاں وہ قرآن کو ناقص اور نا مفہوم گردانے کے لئے لغت عرب میں اشتراک لفظی و معنوی کے قائل ہوئے۔ یہاں سے انہوں نے قرآن میں مداخلت کا دروازہ کھولا، کہا لغت عرب میں کلمات مشترک معنوی و مشترک لفظی ہیں جس کی وجہ سے قرآن کی آیات متشابہ ہو جاتی ہیں اس اصول کے تحت انہوں نے قرآن کریم کی بہت سی آیات میں بیان کردہ احکام میں تشکیک کر کے انہیں متشابہ قرار دیا ہے۔

لغت عرب میں کلمات مترادف ہیں یہ بات حکمت وضع لغت کے خلاف ہے لغت افہام و تفہیم آسان بنانے کے لئے وضع ہوئی ہے اگر ایک معنی کے لئے چندین کلمات وضع ہو جائیں تو افہام و تفہیم مشکل ہو جائے گی نیز فحول علوم عربیہ نے بھی اس مفروضے کو مسترد کیا ہے۔

قرآن اور سنت دونوں کو جدید تقاضوں کے لئے ناکافی قرار دے کر کہا کہ قرآن اور سنت دونوں میں پورے احکام نہیں ہیں اصول فقہ والوں کا قرآن پر افتراء و تہمت اظہر من الشمس ہے۔ اصول فقہ والے کہتے ہیں قرآن میں تمام احکام نہیں ہیں قرآن ظنی الدلالہ ہے اس کی دلالت واضح نہیں ہے۔

اب قاری خود قضاوت کریں گے کہ اللہ سچ کہتا ہے یا اصول فقہ والے؟ قرآن میں ھذا بیان للناس، و غیر ذی عوج، اور کتاب فصلت آیا ہے۔

۲۔اصول فقہ والوں نے قرآن اور سنت کی جگہ ادلہ تفصیلیہ کے نام سے جدید مصادر ایجاد کئے ہیں جنہیں ادلہ اجتہاد کہتے ہیں۔سنت پیغمبرؐ کے بارے میں کمال بے شرمی اور قباحت کے ساتھ کہا ہے کہ ہم سنت رسولؐ ائمہ سے لیتے ہیں،آئمہ نے نہیں فرمایا قال رسولؐ اللہ لہٰذا یہ سنت رسولؐ نہیں ہوگی یہ سنت آئمہ ہوگی اور سنت آئمہ کے حجت ہونے کیلئے دلیل چاہیے۔سنت ائمہ کے حجت ہونے کی قرآن سے کوئی دلیل نہیں مل سکتی ہے کیونکہ قرآن کی سورہ نساء آیت ۱۶۵ میں حجت نبی کریمؐ کے بعد ختم ہے،ہمیں تو یہ آئمہ سے نہیں ملی ہے، ہمیں اصحاب آئمہ سے ملی ہے،اصحاب آئمہ واصحاب رسول کو اگر برابر فرض کریں کہ تو کتب رجال میں آیا ہے یہ گنتی کے پانچ چھ ہیں باقی مشکوک ہیں۔

علم فقہ گہرائی وعمق میں جانے کو کہتے ہیں۔فقہ مضاف الیہ مانگتا ہے،مضاف الیہ کیوں ذکر نہیں ہوا ہے؟اصول فقہ،اصول فقہ اللغۃ،فقہ قانون۔فقہ درآیات قرآن اور فقہ در سنت دو چیزیں ہیں دونوں کے میدان مختلف ہیں اس فقہ کا مصدر کیا ہے؟یہاں دوقسم کے مصادر بتائے جاتے ہیں،فقہ حنفی وفقہ جعفری دونوں کے نقط التقاء علم اصول ہے۔اس فقہ کو فقہ امام صادق کہنا عندالتحلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ امام جعفر صادق کی شخصیت کو سامنے رکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ فقہ امام صادق سے کسی قسم کی نسبت نہیں رکھتی ہے بلکہ اسے آپ سے نسبت دینا ناروا ہے۔امام صادق مدینے میں پیدا ہوئے اور وہیں پر پرورش پائی ہے۔ آپ کا عراق میں آنا یا لانے کی بات تاریخی طور پر مستند یا توثیق شدہ نہیں ہے۔جن لوگوں نے یہ فقہ آپ سے استناد کی ہے وہ افراد اکثر و بیشتر مخدوش ومشکوک بلکہ بنیان گزار مذاہب فاسدہ ثابت ہوئے ہیں۔

یہ جوفقہ امام صادق سے نسبت دی گئی ہے،اس فقہ کے ماضی اور حاضر دونوں سے واضح نظر آتا ہے کہ یہ قرآن کے خلاف ہے ایک دفعہ لومڑی نے اپنے سامنے سے اونٹ آتے دیکھا تو لومڑی نے اونٹ سے پوچھا جناب سرکار کہاں سے تشریف لا رہے ہیں تو اونٹ نے کہا جی! حمام گیا تھا،لومڑی نے کہا آپ سچ کہہ رہے ہیں آپ کے پاؤں بتاتے ہیں بہت صاف ہیں۔

فقہ ابو حنیفہ وہ فقہ ہے جہاں خود ابو حنیفہ نے کہا ہے جہاں آیت قرآن نہ ہو سنت رسولؐ نہ ہو عمل اصحاب نہ ہو وہاں میں اپنی رائے استعمال کر کے فتویٰ دوں گا۔آج شاتم ابو حنیفہ فقہ ابو حنیفہ کو غلط کہہ رہے ہیں آج ہر فقہ کی خوبی صارفین کو سہولیات دینا قرار دیا جاتا ہے فقہ چاہے جعفری ہو یا حنفی وغیرہ ان کے لکھے گئے موسوعات فقہ میں دیکھیں سب فقہاء کی آراء ہیں لیکن آیات اور سنت رسولؐ سے استناد نہ ہونے کے برابر ہے چنانچہ فقہ ابو حنیفہ ابتکاریات میں سے ہے۔یہ جوفقہ ہے یہ حاجیات وتزئینیات وحیلہ بازی سے بنائی گئی اور یہ صریح قرآن وسنت رسولؐ اللہ سے متصادم ہے اور مصالح اور ضروریات وقت کے تحت بنائی گئی ہے۔یہ فقہ جعفری، فقہ شافعی اور فقہ مالکی اجماعات اور روایات ضعیفات سے بنی ہیں پھر بھی فی زمانہ حوزہ کے جدید فقہاء کا کہنا اور اصرار ہے کہ یہ فقہ ہماری ضروریات کی جواب دہ نہیں ہے۔یہ فقہ کہنہ ہوگئی ہے۔یہ سچ کہتے ہیں امام ابو حنیفہ کو گزرے ہوئے ۱۲۰۰ سال ہوگئے ہیں اتنی صدیوں میں کہنہ ہونا یقینی ہے۔یہ فقہ کہنہ ہے جامد ہے یہ ہمارے کام کی نہیں ہے۔آیت اللہ جناتی نے ادوار اجتہاد میں لکھا ہے کہ یہ آٹھ ادوار سے گزرا ہے۔گویا یہ فقہ مسلمان ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کے ہاتھ میں مردوں کی ہڈی جیسی ہے اور وہ اس کو دیکھ کر

امراض کی شناخت کر کے دوا بناتے ہیں۔اس وقت مغرب زدہ، سرمایہ زدہ اور سیاست زدہ لوگوں کے لئے جدید فقہ کی ضرورت ہے جس کے لئے آقائے جناتی و دیگران فقہ پویا تلاش کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے لکھا ہے کہ ہمیں فقہ میں جدت لانی ہے اگر فقہ مقبول روشن خیالان اداکاران ہوگی تو اس کو اسلامی کیسے کہیں گے۔

چہ جائیکہ یہ قرآن اور عمل رسولؐ سے نسبت ہی نہ رکھتی ہو۔آیات احکام کے بارے میں تحقیق کرنے والوں نے لکھا ہے فقہ والوں کا اصرار ہے کہ فقہ قرآن و سنت سے جتنی متصادم ہوگی وہ اتنی ہی زیادہ مقبول ہوگی لہٰذا پاکستان میں سیکولروں اور اداکاروں کا شدت سے مطالبہ بڑھ رہا ہے کہ آپ لوگ نیا اجتہاد کریں تجدید اجتہاد کریں۔

کیونکہ یہ وہی علم فلسفہ ہے جس کے مبتکران مشرکین تھے۔یہ طوفان سونامی ہر جگہ غرق کرتے کرتے فارس کے شہر قم میں ایک جھیل کی شکل اختیار کر گیا ہے۔مدرسہ امام خمینی کے افاضل ارشد یہاں غواصی کرتے ہیں تاکہ کہیں سے کسی معتزلہ کی ہڈی مل جائے۔آپ کے عمائدین اور نصاب سازوں نے جو نصاب آپ حضرات کے لئے انتخاب کیا ہے اور جس پر آپ نے پایان نامہ پیش کر کے تمغات و جائزات حاصل کئے آپ کو ان علوم نے نطاق بنانے کی بجائے بہرا و گونگا بنایا ہے، دور دراز کے علاقوں میں نہ جائیں، وہیں قم کی نماز جمعہ میں آیت اللہ جواد آملی کا خطبہ سننے والوں سے پوچھیں تو فوراً جواب دیں گے، فلسفہ بولتے ہیں یعنی عام آدمی کی سمجھ میں نہ آنے والی بات کرتے ہیں جامعات کے شعبہ جات علوم میں سروے کرنے والوں کا کہنا ہے کہ شعبۂ فلسفہ کے طلاب اکثر و بیشتر ملحد و زنادیق نکلتے ہیں۔ فلسفہ کی تاریخ سیاہ ہے اس نے توحید کے نام سے شرک و الحاد پھیلایا ہے فلسفہ نے اپنے وطن

میں جتنے فلاسفہ پیدا کئے ہیں وہ سب مشرک تھے فلسفہ دیار مسلمین میں لانے والے اور اس کا نام بدل کر کلام رکھنے والے اشاعرہ ہوں یا شیعہ ہوں انہوں نے ابھی تک توحید کو متنازعہ بنا کر رکھا ہے۔

ہم نے کہا اس حوزہ میں ہر اس علم وفکر اور سوچ کی اجازت ہے جس کے تحت اسلام کو بھر پور طریقے سے روکا جائے اور اس کی مزاحمت کی جائے اور ہر وہ چیز جس کے ذریعے اسلام کو اٹھانے کا خدشہ واحتمال ہو اس کو روکا جائے اور اسلام کو اٹھانے والے افراد کو مطعون و بدنام کیا جائے یہاں تنہا نصاب فاسد نہیں بلکہ نظام بھی فاسد ہے یہاں پابندیاں تھیں گویا یہاں کالا قانون ہے یہاں دینی کتب پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔مدرسہ معصومین میں کسی طالب علم کی خواہش پر حماسہ حسینی لے جانے والے مولانا شکور کی پٹائی کی گئی یہاں تقریر کرنے پر پابندی ہے چونکہ تقریر کرنے کے لئے دیگر کتب پڑھنا پڑتی ہیں۔لہذا عراق میں کمیونزم نے یلغار کی تو طلاب کو پتہ نہیں تھا کہ کمیونزم کیا ہوتا ہے اس وقت ہم حوزہ علمیہ نجف وقم میں الف سے انار کی جگہ ضرب یضرب پڑھنے کیلئے پوچھتے تھے۔

صرف ونحو کو تمہید قرآن اور سیرت محمدؐ سمجھ کر خاموش رہتے تھے کہ شاید کسی دن قرآن وسیرت رسول تک پہنچ جائیں گے لیکن اسلام سے متعلق کتابیں پڑھنے اور اجتماع میں بولنے کی تربیت پر پابندی سمجھ میں نہیں آرہی تھی یہاں ان دونوں پر پابندی ایک روشن ثبوت ہے کہ ابھی تک مدارس میں دینی کتابیں پڑھنے پر پابندی لاگو ہے۔مدرسہ معصومین جو کہ حوزہ والوں کے پاس نیک نام مدارس میں سے ہے،اس میں مرحوم مدیر ی نے تقریر سیکھنے والوں سے کہا منبر پر جائیں گے تو صرف ونحو پڑھیں گے کوئی اور کتاب نہیں پڑھیں گے،ہم نے

نجف میں فن خطابت والوں کو نااہل اور نالائق سمجھنے کے ثمرات تلخ کو بلتستان میں دیکھا اور ابھی تک وہ تلخ ثمرات نظر آرہے ہیں۔حوزات سے پڑھنے والوں کو ابھی تک خطاب کرنا آتا ہے نہ انہیں منبر نصیب ہوتا ہے۔

انہیں اپنی نحو بے برکت اور گونگ ساز اصول فقہ پر غرور رہتا ہے ہم جب تازہ تازہ قم پہنچے تو انقلاب کے ابتدائی دنوں میں ایک شیخ مرحوم نے ایک صفحہ میرے ہاتھ میں تھما دیا۔جس پر قانون اساسی جامعہ روحانی بلتستانی کے ساتھ ساتھ یہ لکھا تھا کہ تازہ آنے والوں کے مدرسہ اور شہریہ کا بندوبست کریں گے۔ازدواج کرنے والوں کو تعاون کریں گے، مرنے والوں کے کفن دفن کا بندوبست کریں گے اور مجالس کے لئے ایک حسینیہ قائم کریں گے، ہم نے اس کو واپس دیا اور کہا کہ یہ طلبہ کا کام نہیں، لیکن آج یہاں کے افاضل اس کی انتظامیہ ہیں حسینیہ پر حسینیہ بنتے جارہے ہیں، مشہد والوں کو علم میں نااہل سمجھا جاتا ہے۔وہ بھی حسینیہ پر حسینیہ بناتے جارہے ہیں۔ایام محرم میں خطیب نہ بننے کی حسرت میں روتے اور سینہ مارتے دیکھتے ہیں، یہاں علم نحو صرف اصول فقہ سے بے بہرہ والوں نے ایک روضہ شہداء بنایا ہے وہ اس میں دل بھر کے سینہ کوبی کرتے ہیں تا کہ شباب مومن کی نظر پڑے تو وہ کہیں کہ یہ لوگ ہمارے کام کے آدمی ہیں۔یہاں تحقیق کی جگہ دروغ گوئی القابات بھاری رکھنے پر زیادہ توجہ دلاتے ہیں۔محترم آغا رئیسی کو مجھ پر بہت غصہ آیا ہوا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ شرف الدین کی کتابیں آنے کے بعد لوگوں نے رونا چھوڑ دیا ہے تو ایسے فارغین سے کیا توقع رکھ سکتے ہیں کہ جن کا ہم وغم لوگوں کی خوشحالی نہیں بلکہ لوگوں کو رلانا ہے۔بتائیں آپ سے کیسی توقعات رکھیں؟

ان حوزات میں مصروف یا ان سے فارغ علماء اس علم نحو سے اس قدر مغرور ہیں کہ اس علم کے علاوہ کسی اور علم کو علم ہی نہیں سمجھتے، اس علم میں مستغرق علماء اس طرح ہواؤں میں اڑ رہے ہیں کہ انہیں نیچے زمین کا پتہ نہیں ہوتا ان کی عباؤں میں ہوا آتے دیکھ کر عبا پوشوں کو عام لوگ فوکر کہنے لگے کیونکہ ان کے پاؤں زمین پر اور خواہشات عالم خیال میں پرواز کرتی ہیں۔

مدارس و حوزات میں مشغول طلباء و اساتذہ اور یہاں سے فارغ ہونے والوں کو قرآن سے عناد ہے وہ ہمیشہ قرآن کو پیچھے رکھنے پر مصر ہیں، اس حوالے سے چند شواہد ملا حظہ کریں، مرکز علوم اسلامیہ ملیر جس کی اساس میں لکھا تھا یہاں قرآن کا با قاعدہ درس ہو گا جب وفا بہ عھد کا وقت آیا تو نصاب میں نہ رکھنے کی وجہ یہ پیش کی کہ اس کے لئے وقت چاہیے میرے احتجاج پر استاد شیخ عبداللہ بمعہ آغا سید عباس فرزند آغا سید مہدی ہمارے گھر میں تشریف لائے، کہنے لگے قرآن کو نصاب میں شامل کرنے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیے، میں ان کی بات سے اندر سے خوش ہوا کہ یہ لوگ اب قرآن کو نصاب میں رکھیں گے، میں نے ان سے عرض کیا میرے پاس کوئی ترتیب و تنظیم شدہ نصاب نہیں نیز میری تجویز پر عمل کرنا درست بھی نہیں علماء مل بیٹھ کر تجاویز مرتب کریں لیکن آخر میں غصہ کر کے چلے گئے۔

قرآن نصاب میں نہ ہونے کی وجہ سے ان کے اساتید کا اسلام کے بارے میں غلط تصور ملا حظہ کریں میں نے آغائے صلاح الدین سے کہا آپ اسلام پر مصیبت پڑتے وقت خاموش رہے اپنے فرقہ پر آنچ آتی ہے تو چیخ و پکار کرتے ہیں تو کہنے لگے فرقہ خالص اپنا ہے اسلام دوسروں کیساتھ مشترکہ ہے آپ کا ایک اور ارشاد ملا حظہ کریں ہم نے ان سے کہا

کہ سندھ میں ایک پورا گاؤں مسیحی ہوگیا تو کہنے لگے کیا فرق پڑے گا مسیحی ہو جائیں یا وہابی ہو جائیں۔ان کے ایک استاد آغائے جعفری نے کہا ہمارا اسلام غدیر سے شروع ہوتا ہے۔

اِن میں علم نحو کی برگزیدہ شخصیات بھی خود علمائے رجال شیعہ کے نزدیک مطعون ہیں اور ان کی توثیق و جرح دونوں میں امام صادق سے روایات نقل کی گئی ہیں۔اس کو تقیہ پر حمل کرنا بذات خود متعارض ہے آیا یہ روایات مذمت والی ہیں یا توثیق و تائیدوالی۔یہاں ان کی تعریف اور ان کی تنقید دونوں میں تناقص و تعارض ہونے کی وجہ سے یہ روایات مشکوک ہو جاتی ہیں۔شریعت امام جعفر صادق پر نہیں بلکہ حضرت محمدؐ پر نازل ہوئی اور شریعت مکہ ومدینہ میں نازل ہوئی ہے،جبکہ تاریخ مذاہب فقہی لکھنے والوں نے لکھا ہے فقہ نے کوفہ اور بصرہ وخراسان شہر منافقین میں جنم پایا ہے۔اس کے مبتکرین میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ،حماد بن ابی سلیمان اور ابو حنیفہ کا نام بتاتے ہیں۔ان تینوں کے بارے میں فرق شناس لکھتے ہیں تینوں کا تعلق مذہب مرجئہ سے تھا۔اس کے علاوہ ابو حنیفہ اور دیگر فقہاء نے صراحت سے کہا ہے کہ علم فقہ نے دامن حدیث میں پرورش پائی ہے۔اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ اس فقہ کا رشتہ قرآن سے نہیں ہے اس بارے میں مزید وضاحت اجتہاد،تجدید،تقلید کے آغاز و انجام میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

اس فقہ کے بارے میں جتنا گہرائی میں جا کر غور وخوض کریں گے بجز جنایت وغداریت اور کچھ نظر نہیں آتا ہے جو مسلمان اس میں تحقیق رکھتا ہو اس سے سوال کریں کہ دنیا بھر میں قائم تمام ملکوں کے نظام جمہوری مسلطہ،مزورہ،مخدعہ،مضطربہ،مشوشہ،مشہورہ تک میں کہیں نہیں سنا ہے کہ بادشاہ کے بعد یا صدر مملکت کے حکم کے بعد اس کے وزیر اس کے مشیر

اوراس کے نمائندہ نے امضاء کیا ہواور جس کے بارے میں بادشاہ اور صدر نے کوئی حکم دیا ہو اس حکم میں کوئی کمی یا اضافہ کیا ہوا ایسا کہیں نہیں ہوتا ہے لیکن یہاں ہوتا ہے کیونکہ یہاں جب اللہ نے قرآن میں تمام ضروری احکام و تعلیمات کو بالکل واضح و روشن اور مختلف انداز سے کھول کر بیان کر دیا ہے اور رسول پاکؐ نے عمل کر کے دکھایا ہے لیکن فقہ والے کبھی عقل کبھی اجماع کبھی اجتہاد اور کبھی قیاس کے بہانے سے نئے نئے احکامات صادر فرما کر ان میں اضافہ کرتے جا رہے ہیں حالانکہ قرآن کے تحت کسی نبی کو بھی دین میں یا اللہ کے احکامات میں کمی بیشی کا اختیار نہیں ہے اگر کوئی ایسا کرے گا تو یہ اللہ کی الوہیت کی توہین ہے۔

علوم آل محمد کونسے علم کو کہتے ہیں، اس بارے میں چنداں اختلاف نہیں بلکہ قریب الاتفاق ہے کہ اس سے علم صرف ونحو، منطق و فلسفہ اصول علم فقہ مراد لیتے ہیں، ان سب کی تاریخ پیدائش، مکان پیدائش اور مبتکران ہر ایک اپنی جگہ بیان ہوا ہے علم منطق و فلسفہ یونان میں قبل از میلاد مسیح پیدا ہوا تھا اور اس نے وہیں پرورش پائی، مسلمانوں میں یہ علم خالد بن یزید بن معاویہ نے پہلی بار ترجمہ کرایا ہے بعض کا کہنا ہے رئیس مذہب امامیہ امام صادق نے اس کی تدریس کی ہے بعض نے کہا ہے واصل بن عطاء نے بصرہ میں اس کی تدریس کی ہے بڑھتے بڑھتے بات یہاں تک آ پہنچی ہے کہ ہمارے عمائدین حوزہ اسی کو کل دین گردانے لگے ہیں یہ علم اتنی جلدی جنگل میں آگ کی طرح پھیل گیا ہے کہ اب تو قرآن و سیرت محمدؐ کی جگہ قبلہ جانا جاتا ہے۔

مدارس وحوزات کی نصاب کتب اور نظام سب بد نیتی پر مبنی ہے:۔

دنیا بھر میں کسی بھی درسگاہ میں جائیں وہاں طلاب جس شعبے میں پڑھنے اور تحقیق

کے لیے داخلہ لیتے ہیں پہلے مرحلے میں وہاں کی زبان سیکھتے ہیں یہاں تک کہ اس زبان میں بولتے اور لکھتے اور استاد سے سوال اور استفسار آسانی سے کر سکتے ہیں اور انہیں کسی قسم کی مشکل پیش نہیں آتی چاہے وہ جرمن درسگاہ ہو یا چین و جاپان، یا یورپ کی کوئی درسگاہ ہو طلاب پہلے وہاں کی زبان سیکھیں گے اور پھر متعلقہ شعبہ میں تعلیم حاصل کریں گے۔ لیکن حوزات علمیہ نجف وقم اور پاکستان میں عربی علوم پڑھنے والے اردو فارسی میں درس لیتے ہیں اس وجہ سے وہ عربی کان، یکون، ضرب، یضرب، فھو ضارب کے علاوہ عربی سے انجان ہوتے ہیں، یہ عربی بولنے اور لکھنے دونوں سے معذور ہوتے ہیں۔

مصر یا سعودی عرب میں پڑھائی کیلئے جانیوالے عربی پر اچھا خاصا تسلط حاصل کرکے واپس آتے ہیں لیکن قم اور نجف یا دیگر مدارس و حوزات میں لغت قرآن کی جگہ لغت فردوسی پر زیادہ توجہ دی جارہی ہے، مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ یہ مدارس عربی سیکھنے کیلئے قرآن سے زیادہ معلقات سبع، حماسہ مقامات حریری کو ترجیح دیتے ہیں۔

فاضل ارشد نے جن عقائد ونظریات کونشانہ بنایا ہے اسے ہم ترتیب سے پیش کریں گے:

جہاں تک ہو سکے دائرہ ملاحظات میں انھیں سمونے کی کوشش کروں گا۔

شرف الدین خلافت وامامت کو مترادف سمجھتے ہیں:۔

جناب ناقد ناخواندہ لغت نے لکھا ہے کہ شرف الدین خلافت وامامت کو مترادف سمجھتے ہیں جبکہ جس دن معتزلہ نے ان دو کلمات کو اختراع کیا ہے اس دن سے یہ دو دھاری تلوار کی مانند استعمال ہوتے آرہے ہیں لغت عرب میں یہ دونوں مترادفات نہیں بلکہ دو

مخالف کلمات ہیں اگر ایسا کہا یا لکھا ہے تو یہ غلط ہوگا بلکہ ان دو کے درمیان فاصلہ زمین و آسمان اور مشرق ومغرب جیسا ہے،علوم لغت عرب سے دوری اس حد تک جا پہنچی ہے کہ آپ کتاب لغت کھولنے کی ضرورت محسوس ہی نہیں کرتے یا آپ عمداً لوگوں کو اندھیرے میں رکھنے پر مصر ہیں،دو کلمات مترادف ہونا کسی شخص یا چیز کو دو ناموں سے پکارنے جیسا ہے لیکن اسے مترادف نہیں کہتے ہیں ایک چیز کو دو ناموں سے پکارنا اسے مختلف دکھانا اور پھر اس پر فساد کرنا یہ آپ کی ابتکارات میں سے ہے امامت اور خلافت دونوں نام فساد پھیلانے کیلئے وضع ہوئے ہیں ضرورت پڑنے پر آپ کبھی خلیفہ پر قبضہ کرتے ہیں اور کبھی امامت پر چنانچہ دن میں تین دفعہ لاؤڈ اسپیکر پر خلیفہ بلا فصل کہہ کر فساد پھیلا کر دہشت گردوں کی راہ ہموار کرتے ہیں۔

آپ لوگوں نے بے چارہ عوام کو ابھی تک ان دو کلمات کے چکر میں پھنسا کر رکھا ہے مذہب کا فلسفہ ہی یہی ہے کہ لوگوں کو بے معنی اور متضاد کلمات کے چکروں میں پھنسا کر رکھو تا کہ وہ با معنی وبا مقصد اور اعلیٰ اہداف کیلئے نہ سوچیں بلکہ ایسے ایسے مسائل میں ان کو الجھائے رکھو جو کبھی بھی حل نہ ہونے پائیں۔

اس وجہ سے حوزہ میں عمر ضائع کرنے کے باوجود ان کو عربی میں خطاب کرنا اور لکھنا تک نہیں آتا ہے،عترت کو قرآن سے بہتر و افضل کہنے والوں کو عترت کا اصلی معنی بھی نہیں آتا ہے اگر کہیں معنیٰ اصلی مل بھی جائے تو نہیں لیں گے کیونکہ اس سے نقض غرض نکلتی ہے۔ مسلمانوں کے آلائم و مصائب کی برگشت یہاں کے حوزات و مدارس ہیں، یہاں دین سکھانے کے نام سے دھوکہ دے کر جوانوں کو اغواء کرتے ہیں بچوں کو ان میں موجود لیاقت و

صلاحیت اور قابلیت کے استعمال کی طرف نہیں آنے دیتے تا کہ وہ فہم قرآن سے اصل اسلام کو سمجھنے کے قابل نہ ہو جائیں اور پھر انہیں اچھا خاصہ مفت خور بنا دیتے ہیں یہاں اہل بیت کے نام سے دنیا کو گمراہ کیا جا رہا ہے ۔یہاں فضیلت علی کے نام سے مسلمانوں سے بغض و عداوت اور غیر مسلمین سے محبت ورواداری سکھاتے ہیں یہاں دین وایمان والوں کو حقیر و ذلیل اور بے دینوں کو محترم وعزت دار دکھاتے ہیں ۔

صاحب پایان نامہ نے حسب سنت جاریہ مسئلہ جانشین پیغمبر اکرمؐ کو امامیہ و اہل سنت کے درمیان جنگ داعس وغبرا کی طرح جاری رکھنے کی حکمت عملی اپنائی ہے۔ہو سکتا ہے اس کو ان جانے میں اٹھایا گیا ہو لیکن اب اس کو اعتقادات کا حصہ بنا دیا گیا ہے تا کہ امت مسلمہ کسی وقت بھی متحد نہ ہو سکے۔اس کی لجام کسی بھی فرد ملت کے ہاتھ میں نہیں ہے جس طرح ملکوں میں قائم احزاب کی ڈوری یا ان کی سرپرستی امریکاو مغرب والوں کے ہاتھ میں ہے لیکن مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے دائیں بائیں بازو کا شوشا چھوڑا جاتا ہے، جبکہ دونوں ہدایات امریکا سے لیتے ہیں چنانچہ قیام پاکستان سے پہلے مسلم لیگ کو دائیں بازو والے اور پاکستان بننے کے بعد پی پی کو بائیں بازو سے متعارف کروایا گیا ہے۔یہاں سے اندازہ ہوتا ہے کہ کسی دن نواز شریف بھی شیعہ ہونے کا اعلان کریں گے اور کہیں گے کہ ہم بائیں بازو والے ہیں تا کہ شیعوں کا ووٹ انھیں ملے۔

ان حوزات و مدارس والوں نے طویل عرصہ سے مسلمانوں کو ان دو بے بنیاد و بے اساس اور عقل ونقل دونوں کے حوالے سے مردود مفہوم میں الجھا اور پھنسا کے رکھا ہے [عسی اللہ ان ینتقم منھم " إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ "] یہاں سے یقین کامل سے کہہ

سکتا ہوں کہ ان دونوں کو چلانے والی کمپنی اسلام معاند کمپنی ہے انقلاب اسلامی ایران کے بعد یہ چیز واضح طور پر سامنے آئی ہے کہ اسلام کو روکنے کے لئے مشرق ومغرب نے جو بجٹ بنایا ہے وہ انہی دونوں کو دیتے ہیں تا کہ یہاں سے فارغ ہونے والوں کو مصروف رکھنے کیلئے مساجد ومدارس ضرار بنائیں۔

اصل میں آپ اس اختلاف کو حل کرنے کے حق میں نہیں بلکہ اس کو جاری رکھنے کی جنگ میں جان دینے کیلئے پرعزم ہیں جب یہ آگ بجھ جائے تو آپ اس میں پٹرول ڈالنے والے ہیں آپ اس مسئلے کو حل کرنے کی بجائے اس کو مزید الجھاتے ہیں جس طرح خراب شدہ چیز میکنیک کو دیں تو وہ اسے پیچیدہ حالت میں واپس کرے۔آپ لوگ بھی ایسے ہی ہیں جدید ترین عمارت میں جدید ترین وسائل کے ساتھ مرغن ولذیذ غذا تناول کرنے کے بعد کہنہ ترین ابحاث کیلئے سر ہلاتے ہیں آپ الفیہ ابن مالک یاد کریں، سیوطی اور مغنی کے باب رابع کو خوب یاد کریں تا کہ اساطین حوزہ ہو جائیں۔

حضرت محمدؐ کی دعوت کو بغیر چون و چرا قبول کرنے والے، مشرکین کے ہاتھوں بدترین عذاب میں جینے والے، قریش کے جوانوں کو چن چن کر اسلام میں لانے والے اور ام المومنین عائشہ کے حق صداق کو خود دینے والے کو بکری کہنا یقیناً اس ثالوث صلیبی و یہودی و مجوسی کمپنی کا ایجاد کردہ ہے جس نے یہ ہدایت دے رکھی ہے۔سنی سے کہو مہدی آئے گا، شیعہ سے کہو مہدی آیا ہے۔تم کہو متعہ منسوخ ہوگیا ہے، تم کہو نہیں جاری ہے۔تم کہو آئمہ معصوم ہیں، تم کہو اصحاب خطاء نہیں کرتے ہیں۔تم کہو خلفاءِ فرعون ونمرود جیسے ہیں تم کہو انبیاء کے برابر ہیں، تم کہو خلفاء معصوم ومحفوظ ہیں اور ان سے غلطی نہیں ہوسکتی ہے۔تم کہو قرآن، تم کہو

سنت،تم کہوعترت ،تم کہوعلیہ السلام،تم کہورضی اللہ عنہ،تم کہوخمینی ،تم کہوسیستانی اوراس جیسے دیگر بہت سے شعائر کوبھی یہی کمپنی چلاتی آئی ہے۔

ا۔قرآن میں جب کلمہ امام ہدایت کا پیغام پہنچانے والوں اور ضالین دونوں کیلئے آیا ہے لیکن استفادہ کرتے وقت آپ کی زبان میں اضطراب آتا ہے کبھی کہتے ہیں امام سے مراد نبی کے جانشین کبھی پیغمبرؐ کے برابر اور کبھی پیغمبرؐ سے افضل و بہتر اور کبھی خلیفہ بلافصل قرار دیتے ہیں یہ جو آپ نے امام کے معنی بنائے ہیں قرآن کریم کی کس آیت سے استناد کیا ہے وہ قیادت اعلیٰ و جامعہ کے معنوں میں کہیں بھی استعمال نہیں ہوئے ہیں یہ قیادت اعلیٰ حضرت ابراہیم کو بھی نہیں ملی ہے ۔قرآن میں امام مومن و کافر اور فاسق و عادل دونوں کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے چنانچہ قرآن کریم کی سورہ اسراء کی آیت ۶۹ میں آیا ہے قیامت کے دن ہر گروہ کو اس کے امام و پیشوا کے پیچھے محشور کریں گے ۔اس حوالے سے دنیا میں تعداد آئمہ کے اعداد و شمار حد سے زیادہ ہیں اس لیے حضرت ابراہیم خود امام کے نام سے متعارف نہیں تھے، اسی طرح خاتم انبیاء حضرت محمدؐ امام خلائق کے نام سے متعارف نہیں ہوئے تھے ۔خلفاء راشدین حتیٰ خود حضرت امیر المومنین امام کے نام سے متعارف نہیں تھے ۔اسی طرح حضرت ابوبکر کے علاوہ کوئی سربراہ مسلمین خلیفہ یا امام کے نام سے متعارف نہیں تھا،حضرت عمر سے لے کر سقوط خلافت بنی عباس تک کسی حاکم اسلامی کو نہ امام کہا گیا ہے نہ خلیفہ بلکہ انہیں امیر المومنین کہتے تھے۔زیادہ مطعومات مرغنیات کھانے کی وجہ سے آپ لوگوں کا حافظہ کم ہوگیا ہے نہ آپ ماضی یاد رکھتے ہیں نہ حاضر آپ کے ذہن میں آتا ہے،آپ کے پاکستان میں اس وقت غلات مردہ دن میں تین بار لاؤڈ اسپیکر سے خلیفہ بلافصل کہتے ہیں اگر خلافت اور

امامت دو الگ چیزیں ہیں تو اذان میں خلیفہ بلافصل کہنا کیوں نہیں روکتے ہو؟ کہ ہمارے ہاں خلافت نہیں۔اگر آپ کو اللہ کا کچھ خوف ہوتا تو کھلم کھلا اتنا جھوٹ نہ بولتے یہاں تک کہ کلمہ امام جسے آپ رمز وحدت کہتے ہیں رمز افتراق و انتشار کے لئے استعمال کرتے آئے ہیں یہاں تک کہ اس کے لغوی معنی بھی کھو گئے ہیں اب آپ ناپید کو امام کہتے ہیں۔

آپ لوگوں کی مثال اس عورت کی مثال ہے جس کی کفالت میں ایک یتیم بچہ ہے جو صاحب جائیداد ہے اس کی بدقسمتی کہ اس عورت کی کفالت میں آیا ہے،وہ اس کی جائیداد پر قابض ہو کر خود مستفید ہونے کے لئے مگرمچھ کے آنسو بہاتی ہے۔یہاں بھی ایسا ہی ہے کہ آپ لوگ دین اسلام کو کنارے پر لگا کر حضرت زہرا ،حضرت علی امام حسین اور دیگر اہل بیت کیلئے مصائب جعل کرکے لوگوں کو رلاتے رہتے ہیں آپ کے ہاں سے فن رلانا سپلائی ہوتا ہے دنیا بھر میں قوموں کو رلانے کی خواہش رکھنے والے آپ سے رلانے کا مواد لیتے ہیں۔

جناب مدافع نظریہ متکلمین نے لکھا ہے شرف الدین خلفاء کو حق بجانب سمجھتے ہیں، جناب اس میں جھوٹ نہیں مبالغہ کوئی ہے، میں نے نہیں کہا کہ ان کا منصب خلافت پر آنا عین مطابق نقش لوح محفوظ ہے' گویا حق اہل حق کو ملا ہے بلکہ میں نے لکھا اور کہا ہے اس وقت کے انصار و مہاجرین میں حضرت علی کے علاوہ قرآن کے پیش کردہ معیارات کے تحت اصحاب میں سے حضرت ابوبکر سے بہتر شخص کون تھا اس کی نشان دہی کریں۔

آپ نے کہا میں نے ان کو حق بجانب قرار دیا ہے اس کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے حق بجانب کا مطلب کیا ہے، یہ کہ ان کا حق بنتا تھا جو انہوں نے لیا ہے،انسان کے کسی چیز کے حقدار ہونے کے چند فارمولے ہیں:

ا۔حق ارثی ہے،یعنی یہ پہلے ان کے آباؤ اجداد کی ملکیت تھی جبکہ یہ خلافت ان چاروں میں سے کسی کی ملکیت نہیں تھی یہ ان کو حق ارث نہیں دیا گیا ہے نہ لیا ہے اور نہ ہی یہ ان کی وفات کے بعد وراثت میں ان کی اولادوں میں منتقل ہوئی ہے۔

۲۔حیازۃ سے ملتا ہے یہ بنجر وصحراء پہاڑ نہیں کہ جس کسی نے حیازۃ و قبضہ میں سبقت کی،اس کا حق بنتا ہو لہذا جس کسی میں اس منصب کے لئے صلاحیت ہو وہ اس کی لیاقت رکھتا ہو وہ اس میں شریک ہو سکتا ہے گویا بہت سے افراد شریک ہو سکتے ہیں، برابر یا کم صلاحیت والے بھی سامنے آسکتے ہیں،کم صلاحیت والوں کے آنے سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ظالم ہیں ۔یہ جو کہتے ہیں یہ منصب فلاں کا حق تھا فلاں کو نہیں ملا یہ جملہ بنی امیہ سے شروع ہوا اور ابھی تک جاری ہے اور یہ سنتے رہتے ہیں کہ یہ فلاں کا حق ہے اسلام میں منصب کسی کا حق نہیں ہوتا بلکہ مسئولیت وذمہ اری ہوتی ہے۔

حضرت علی کے علاوہ تمام انصار ومہاجرین میں سب سے مقدم یہ شخصیات تھیں۔

اس حوالے سے آپ کو تاریخ میں پیچھے مڑنے کی زحمت نہیں دونگا،آپ صرف ایران کی شیعہ حکومت اور پاکستان میں اپنے پسندیدہ وحمایت یافتہ رہبران و رؤسا جمہوری کے اثاثہ جات داخل کشور و خارج کشور کا ایک سرسری گوشوارہ پیش کریں تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ جن کو آپ سب وشتم کا نشانہ بناتے ہیں وہ خلفاء ان سے کئی گنا زیادہ دانش مند و باضمیر و باایمان ومتقی اور پاک باز وقناعت پسند تھے اور ان میں آپ کے ایرانی وپاکستانی حکام کی طرح کا ایک بھی زر پرست وحکومت پرست حتیٰ خاندان پرست نہیں تھا۔

آپ کے نزدیک تمام حکومتیں طاغوت ہیں صرف شیعہ حکومتیں طاغوت نہیں ہیں

جس میں یہ حکومتیں آتی ہیں۔

۱۔حکومت آل بویہ

۲۔حکومت فاطمین

۳۔حکومت صفوین

۴۔حکومت اداریہ

۵۔حکومت سلاطین لکھنؤ

۶۔حکومت آل بھٹو

۷۔حکومت انقلاب اسلامی ایران۔

آپ کی شیعہ حکومتوں کی حمایت سے دنیا کو آپ کے بارے میں شک نہیں بلکہ کامل یقین آجاتا ہے کہ آپ کی اہل بیت سے مراد اہل بیت نبی یا پروردہ نبی نہیں آپ کسی مجہول النسب خاندان کے اہل بیت سے وابستہ ہیں۔

آغا سبحانی و میلانی وارا کی پٹرول چھڑکتے ہیں یقین سے کہتا ہوں کہ آپ لوگ مسئلہ امامت وخلافت حل ہونے سے پریشان ہیں بلکہ آپ کی اصل پریشانی یہ ہے کہ اگر یہ مسئلہ حل ہوجائے تو ہمارے روزگار کا کیا ہوگا، کسی ماہی گیر سے کہا گیا علائم قیامت میں سے ایک یہ ہے کہ دریا خشک ہوجائیں گے تو اس نے پوچھا پھر دریا کی مچھلیاں کہاں جائیں گی؟ ہم بھی یہی پوچھ رہے ہیں کہ یہ مسئلہ حل ہوگیا تو حوزہ ومدارس کی مچھلیاں کہاں جائیں گی۔

جناب فاضل ارشد کلمہ امام وخلیفہ میں کسی قسم کی تقدیس و تقبیح نہیں جس طرح مشرق ومغرب اور شمال وجنوب میں نہیں ہے یہ کوئی نظام بھی نہیں ہے ظرف مکان وزمان نظام نہیں

ہوتا ہے مسلمانوں کا نظام اسلام ہے﴿وَ مَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيناً فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ علوم صرف ونحو اور کلام واصول میں تبحر ہوتے ہوئے آپ کلمات ظرف سے نظام تعارف کرتے ہوئے احساس شرمندگی نہیں کرتے میں یہاں یہ بھی عرض کرتا گزروں کہ بعض بزرگان شیعہ نے خلافت کو نظام عوامی وملی کہا ہے انہوں نے تمام انسانوں کو زمین پر اللہ کا خلیفہ قرار دیا ہے یہاں سے بے نظیر، زرداری، پرویز مشرف، نواز شریف اور ایران کے رہبران کہتے ہیں اللہ نے انسانوں کو زمین پر خلیفہ بنایا ہے ہم ان کے نمائندے ہیں عوام کو تسلیم کرنا چاہیے یہ ہر حوالے سے غلط ہے کیونکہ خلیفہ وہاں ہوتا ہے جہاں منوب عنہ عمل سے معذور وغائب ہو یا طاقت فیصلہ کھویا ہو جبکہ اللہ کو کوئی معذوریت نہیں یہی بات انقلاب یورپ سے پہلے لویی کہتے تھے یہ بات بالکل غلط ہے خلیفہ نسل گزشتہ کے لئے استعمال ہوا۔

دنیا کو خلافت وامامت کے چکر میں پھنسا کر رکھنے والے ایران نے اپنے ہاں جمہوریت مغربی قائم کی ہے دنیا کو خلافت کے چکر میں رکھنے والے سعودی عرب نے نظام منصوصیت استعمال کرکے آخر میں نظام اعتدالی روشن خیالی سیکولرزم کا اعلان کیا، مسلم حکومتیں بہت سے کام مغرب کو دکھانے کے لئے کرتی ہیں حقیقت میں امت مسلمہ کو پھنسانے والے یہی دھوکہ باز لوگ مدارس وحوزات والے ہیں۔

شیعہ سنی مقابلہ میں علی شرف الدین جان بحق:۔

اس میں جائے شک وتردید کی گنجائش نہیں کہ شیعوں اور سنیوں میں مقابلہ پرانا اور دیرینہ ہے اہل مناطق کے نزدیک تقابل کی اقسام ہیں ان اقسام تقابل میں ایک تقابل نورہ کشتی ہے بعض جگہوں پر تقابل نقیضین دکھاتے ہیں بطور مثال علی شرف الدین ساکن کراچی

ناظم آباد نمبر۲ کو بلتستان سے لے کر مدارس وحوزات علمیہ تک دشمن شیعہ اور اسرار شیعہ فاش کرنے والا قرار دے کر حکم مقاطعہ ومحاصرہ جاری کیا ہوا ہے نیز ان کی مطبوعات کو غنائم میں لے کر از خود طباعت کر رہے ہیں اور ان کی واجب الادا رقومات کو روک کر رکھا ہے ان کے ارحام او لادوں کو ان کا باغی بنا کر الگ کیا ہے اور انہیں سنی قرار دیا ہے تا کہ مقاطعہ کا آخری حکم نافذ ہو جائے حالانکہ انہوں نے آغا خانی بوہرہ غلات مردہ سمیت سیکولروں کو حکم مقاطعہ سے خارج رکھا ہوا ہے یہ ہمارے ساتھ شیعوں کا رویہ ہے جو حوزہ و مدارس کی کوششوں سے ہوا ہے لیکن میرے گھر کے دائیں اور بائیں سامنے سب سنی ہیں میں نے کبھی بھی کسی طرح سے ان کی دل آزاری نہیں کی ۔لیکن وہ سمجھتے ہیں کہ یہ شیعہ ہے ان کے ہاں قربانی ہوتی ہے ہر گھر میں اونٹ بیل بکری گوسفند ذبح ہوتے ہیں قربانی کا گوشت صلہ ارحام فقراء ومساکین کو دیا جاتا ہے اسلام میں پڑوس ہر حوالے سے اہمیت وترجیحات کا حامل ہوتا ہے لیکن ہمیں گوشت نہیں دیتے ہیں کیونکہ میں ان کی نظر میں شیعہ ہوں ۔اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بظاہر دونوں طرف سے شیعہ سنی کا تقابل نورہ کشتی ہے لیکن شیعہ سنی کے درمیان مذہبی تعاون میں اشتراک پایا جاتا ہے:

۱۔مسئلہ خلافت جو آپس میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے اس کے لئے حضرت علی کا خلیفہ بلافصل ہونے کی روایات ساری علماء اہل سنت نے فراہم کی ہیں عبقات اور الغدیر و دیگر کتابیں انہی کی روایات سے پر ہیں کبھی سنیوں نے ان علماء سے اختلاف نہیں کیا ہے بلکہ کمال تجلیل وتوقیر سے ان کو یاد کرتے ہیں ۔سرفہرست نسائی احمد بن حنبل کی فضائل اہل بیت کی کتاب مجمع جہانی اہل بیت نے چھاپی ہے۔

۲۔مسئلہ متعہ کو دیکھیں تو سنیوں نے جواز متعہ پر تواتر کی حد تک روایات جعل کر کے شیعوں کو دی ہیں شیعہ متعہ یہ کہہ کر کرتے ہیں کہ سنی کتابوں میں ہے اگر یہ دین ہوتا تو ان کی کتابوں میں ہونا سند شرعی نہیں بنتا ہے لیکن یہی سنی کہتے ہیں شیعہ متعہ کے نام سے زنا کرتے ہیں جبکہ وہ یہی زنا نکاح سری ومسیار کے نام سے خود کرتے ہیں۔قرآن سے ہٹ کر ایک نکاح کو رواج دینے پر دونوں نے اتفاق کیا ہے۔

۳۔شیعہ فرقوں میں سے ایک فرقہ اثناعشری نے مسئلہ امام مہدی کے بارے میں موسوعۃ بنایا ہے تمام خصوصیات امام مہدی سنیوں کی لکھی ہوئی ہیں۔شیعوں نے دو خلیفوں کو لعن اور عن کا نشانہ بنایا ہے اس بارے میں مقابلہ مزاحمت کی بجائے کہتے ہیں خلفاء کی غلطیاں ہماری کتابوں میں موجود ہیں۔

سنی شیعہ مقابلہ کی اگر کوئی سادہ مثال پیش کریں تو وہ جلوس عزاداری میں امام حسین کے نام سے مقابلہ ہے لیکن ایک دوسرے کے لئے آنکھوں میں خون ہوتا ہے بعض جگہ جانیں بھی جاتی ہیں واپسی پر اپنے علاقوں میں مل جل کر رہتے ہیں لیکن دونوں کا مشترک مقصد قیام امام حسین کو روکنا ہے امام حسین سے منسوب اجتماع میں کوئی کچھ کر نہیں سکتا ہے کیونکہ مشترکات میں سے ہے دونوں میں تعاون ہوتا ہے لیکن ظاہری طور پر شدت سے اختلاف دکھاتے ہیں۔

ا۔قرآن کو حجیت سے گرانے پر دونوں کا اتفاق ہے دونوں کی کوشش ہوتی ہے کہ کسی کو قرآن کو آگے نہ لانے دیں سنی کہتے ہیں سنت ہی قاضی وحاکم ہے حدیث برتر از قرآن ہے اس کے لئے ان کا کہنا ہے کہ قرآن حدیث کے بغیر نہیں سمجھ سکتے ہیں شیعہ کہتے ہیں امام

قرآن ناطق ہیں جو قرآن صامت پر مقدم ہیں ۔

۲۔تعارض ہونے کی صورت میں حدیث مقدم ہوتی ہے یہی بات شیعہ دوسرے لفظوں میں کہتے ہیں کہ ہم قرآن کو اہل بیت سے لیتے ہیں قرآن صامت ہے اہل بیت ناطق ہیں ۔

۳۔تفسیر صرف اہل بیت ہی کر سکتے ہیں دونوں کا اتفاق ہے کہ قرآن کو کسی صورت میں آگے لانے نہیں دینا ہے۔

۴۔قرآن کی جمع آوری کو مشکوک دکھانے اور قرأت کو مختلف دکھانے میں دونوں ساتھ ساتھ ہیں۔

دونوں نبی کریمؐ کو پیچھے رکھتے ہیں آئمہ اور اصحاب کو آگے لاتے ہیں پورے مجامع احادیث میں ملاحظہ کریں کہ نام گرامی نبی کریمؐ کتنی بار آیا ہے،اصحاب اور آئمہ کا نام کتنی بار آیا ہے۔سوال یہ ہے کہ اسلام کا مصدر قرآن اور اسوہ رسولؐ ہوگا؟ یا اہل بیت ہوں گے یا اصحاب ہوں گے یا تابعین وسلفین ہوں گے یا فقہاء ہوں گے؟۔

کیا یہ مقام افسوس نہیں ہے کہ آج کل شریعت امام صادق،ابوحنیفہ، مالک،شافعی اور امام حنبل کے گرد گھومتی ہے۔

کبھی کہتے ہیں کہ اللہ کا حضرت محمدؐ میں حلول ہوا ہے کبھی علی اور بعض دیگر ہستیوں میں حلول کی بات کرتے ہیں کبھی امامت کو بالاتر از نبوت قرار دیتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ بعض صفات میں علی حضرت محمدؐ سے افضل ہیں کبھی کہتے ہیں حضرت محمدؐ اجتہاد کرتے تھے کبھی کہتے ہیں کہ حضرت عمر کی خواہش پر وحی آتی تھی بتائیں کہ کیا یہ دین ہے یا کھیل ہے۔

امامت نزد متکلمین شیعہ:۔

صاحب پایان نامہ نے امامت کو اساس شیعہ اور خود امامت کی اساس متکلمین شیعہ کو قرار دیا ہے، یعنی امامت کے بارے میں ہم دوسری صدی کے معتزلہ کی تقلید کرتے ہیں جبکہ ہمارے سگے برادرسنی تیسری چوتھی صدی کے اشعری و ماتریدی کی تقلید کرتے ہیں۔آپ ان کو معتزلہ نہیں کہتے ہیں کیونکہ وہ بہت بدنام ہو گئے تھے آپ انہیں متکلمین کے نام سے یاد کرتے ہیں، یہاں سے محسوس ہوتا ہے شیعہ ایک شاخ اشعری ہیں کیونکہ متکلمین کو انہوں نے ہی اختراع کیا ہے۔ متکلمین شیعہ سے مراد ہشام بن الحکم درباری برامکہ، جابر بن جعفی، مفضل بن عمرو، جابر بن حیان اور نصیر الدین طوسی وزیر تعلیم ہلاکو ہیں،ان سب کی برگشت واصل بن عطاء،عثمان بن طویل، عمرو بن عبید اور ان کی جماعت کی طرف ہے۔جنہوں نے مصرو یونان اور ہندوستان سے مشکوک شخصیات کو لا کر یہاں قرآن کی جگہ نئے اصول کی ابداع کی تھی۔ معتزلہ کے بانیان اور عمائدین کی تاریخ اور ان کی اسلام مخالف سرگرمیوں کی وجہ سے وہ اہل دین کے نزدیک مسخ ہو گئے تھے۔ان میں سے ہر ایک مذہب فاسد کا بانی نکلا ان کے عزائم برے ہونے کا واضح ثبوت یہ ہے کہ علماء ہونے کے باوجود خود فرقوں کے بانی بنے ہیں۔

علماء رجال شیعہ اور سنی دونوں نے ان کے نام کتب رجال میں لینے سے بھی اجتناب کیا بعض نے انہیں مخدوش شخصیات قرار دیا ہے مسلمانوں کے نزدیک چہرۂ مکروہ کو چھپانے کیلئے ان کا نام متکلمین رکھا ہے ابھی آپ بھی اپنوں سے خطاب کرتے وقت کہتے ہیں ہماری اساس امامت ہے جب عامۃ المسلمین کے اجتماع سے خطاب کرتے ہیں تو اس کو چھپاتے ہیں کہتے ہیں ہمارے تین اصول ہیں جن کو تمام مسلمان مانتے ہیں یہ کلمہ ابتداء سے

ہی انتشار امت کیلئے وضع کیا گیا ہے معتزلہ نے اپنے مخصوص فلسفہ تفریق کے لئے امت کیلئے دو گروہ بنائے، ایک عامة المسلمین کی قیادت کریں گے۔وہ اس منصب کو خلافت کہتے ہیں دوسرے وہ جو ایک اقلیت کی قیادت کریں گے ان کے لئے کلمہ امامت انتخاب کیا، ان سے کہا تم امامت کو اساس بناؤ۔انہوں نے حضرت محمدؐ کی رحلت سے ۱۰۰ سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد قرآن وسنت وسیرت محمدؐ کے اصول ایمان باللہ، ایمان بہ نبوت ورسالت اور ایمان بہ آخرت کو پس پشت ڈال کر اپنی طرف سے نامربوط عقائد کا اعلان کیا۔کیا اصول وعقائد جو اساس دین ہیں ہر شخص بنا سکتا ہے۔

اسلام ومسلمین کی سربلندی صالح، قابل، مجاہد اور قوی وقدرتمند وشجاع پیشوا سے ہوتی ہے اور دین کے سربلند نظر نہ آنے کی بڑی وجہ اللہ کی اطاعت کی جگہ رہبر وامام کی پرستش اور نبی یا رہبر وامام کی جگہ ان کے جھنڈے جوتے اور جھولے کی پرستش اور ان کی میلاد ووفات منانے پر اکتفاء ہے۔متکلمین شیعہ نے امام کیلئے غیر عقلی وغیر قرآنی شرائط عائد کرکے لادینوں کے لئے قیادت کا ماحول سازگار کیا ہے اس طرح سے معاشرۂ اسلامی کو کفر والحاد کی طرف سوق دیا اور من پسند امام پیش کرنے کے لئے حالات سازگار کئے، لہٰذا امام کا نابالغ ہونا، طفل مہد ہونا، خانہ نشین ہونا حتیٰ گم وناپید ہونا بھی ان کے لئے چنداں مسئلہ نہیں غرض یہ سب مفاد پرستوں کے مفاد کیلئے اٹھاتے ہیں۔اب آپ کے بعض علماء کہتے ہیں دیندار لوگ اعظم خان کو ووٹ دیں دوسرا کہے گا کہ دیندار لوگ ندیم کو ووٹ دیں یا تحریک اسلامی کے توسط سے خاندان بھٹو کو دیں یا وحدت مسلمین کے نام سے تحریک انصاف کو دیں البتہ بعض حضرات قادری سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں۔

امامت ایک نظام پیچیدہ، نا قابل تحلیل، نا قابل تطبیق، خیالی وہمی اور طلسمی نظام ہے جو کبھی بھی اور کہیں بھی حقیقی اور عملی دنیا میں نظر نہیں آیا ہے یہ وہ خواب ہے جس کی کسی نے تعبیر نہیں دیکھی ہے یہ نظام مثل نظام جمہوریت ہے جس کا تعین نہیں ہو سکا جس نے بینا و نا بینا دونوں کو بصیر کہا ہے نظام سرمایہ داری، نظام میکاوَلی، نظام کمیونیزم، سوشلزم، فحش ازم اور استبداد ازم سب جمہوریت ہیں لیکن اقتدار ہمیشہ استبدادوں کا رہا ہے اگر نظام امامت مفہوم حقیقت اور واقعیت رکھتا تھا تو ایران وعراق میں تطبیق ہوتا جب ان دو جگہوں میں نافذ نہیں ہوا بلکہ کرنے کی نیت بھی نہیں تھی چنانچہ خمینی نے نظام امام زمان کا نعرہ اٹھایا لیکن جب خود حکومت میں آئے تو انہوں نے نظام جمہوریت کا اعلان کیا۔لہٰذا نظام امامت صرف مدارس وحوزات میں اغواء شدہ طلاب کے نصاب تک محدود ہے۔

جناب نقاد کلامی!

آپ کو اپنے امامیہ ہونے پر فخر ہے انسان شریف و کریم پہلے مرحلہ میں اپنی اختراع شدہ چیز سے نقائص معائب مثالب کی شست وشو کرتے ہیں، آرائش و بالائش کرتے ہیں۔اگر کسی نے اپنا گھر کسی کو کرایہ پر دینا ہو یا فروخت کرنا ہو تو اس کی ٹوٹی ہوئی چیزوں کو از سرنو بناتے ہیں رنگ وروغن کرتے ہیں یہ ایک اصول ہے کہ کسی کو کوئی چیز دیتے وقت سالم و بے عیب دیں اور خود بھی بے عیب لیں، ورنہ خیار فسخ آتا ہے یہ اصول مسلمانوں کو قرآن نے دیا ہے، زمر ۱۸ یہ ہمارا دین ہے جس مذہب پر آپ کو افتخار حاصل ہے اس میں شامل اغیار منفور ومبغوض کو کیوں اپنی عباء کے اندر چھپا کے رکھتے ہیں کیوں بار بار ان سے دفاع کرتے ہیں اپنی صف سے خارج کیوں نہیں کرتے لیکن آپ کی مذہبی پالیسی عقل وقرآن و

سنت سے متصادم ومخالف بلکہ ہمیشہ الٹی ہی ہوتی ہے مذہب جب مبغوض ومنفور وملحد قرار پاتا ہے تو نیا نام اختراع کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں کہتے ہیں یہ ہم سے الگ ہیں گمراہ لوگ ہیں پھر اتحاد کر کے سب کو اپنے ساتھ شامل کرتے ہیں۔

آپ کو پتہ ہے امامیہ میں بہ اتفاق تمام فرق نویسان غلات زیدیہ، اسماعیلیہ، اثنا عشریہ شیخیہ اور نصیریہ شامل ہیں تمام فرق مسلمین کے نزدیک غلات اور اسماعیلیہ دین اسلام کے دائرہ سے خارج ہیں۔ امامیہ کہتے وقت ان کو اپنے سے الگ کہتے ہیں لیکن دراصل یہ آپ کے اپنے ہی ہیں، بلکہ آپ لوگ اسلام کے چہرے کو خراب کرنے والوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ہمارے اور ان کے درمیان ۱۰۔۱۵ فیصد فرق ہے۔ چنانچہ علامہ نجفی سے مروی روایت میں آیا ہے آپ نے فرمایا آغا خانی اور ہمارے درمیان پانچ فیصد فرق ہے۔ اس طرح مذاہب اسلامی صادر از حوزہ میں آیا ہے علویہ نام جدید نصیریہ اور اثنا عشریہ میں صرف چند نکات کا فرق ہے لیکن محققین مذاہب کا کہنا ہے کہ ان میں فرق بالکل نہیں ہے۔ آپ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں فلاں فرقہ ختم ہو گیا ہے اب اس کا وجود ہی نہیں کہتے ہیں سبائیہ، کیسانیہ افسانہ ہے تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ختم ہو گیا ہے لیکن ان کے عقائد میں ہر دور میں امام ہونا ہے، مہدی آئے گا، رجعت ہوگی، امام علم کان ما یکون رکھتا ہے، کائنات پر تصرف کلی رکھتا ہے، یہ عقائد ختم ہوئے نہ انہیں کسی نے افسانہ کہا ہے رشوت پر بیان دینے والے تینوں سے بیان دلواتے ہیں کہتے ہیں کہ شیعہ اثنا عشری معتدل ہیں۔ اس بات کی دلیل قاطع ہے کہ یہ دونوں فرقے قرآن اور سنت میں اختلاف کی وجہ سے وجود میں آئے ایسا نہیں بلکہ یہ فرقے زندہ وباقی رہنے کے لئے نورہ کشی کرتے ہیں۔

۲۔جب آپ کا مذہب امامیہ ہے آپ کو اس مذہب کی وجہ سے اس دنیوی زندگی میں جو فوائد حاصل ہیں دوسرے اس فیض سے محروم ہیں ان کی زندگی ناہمواری کا شکار ہے ان کو اپنے مذہب کی خوبی بتائیں۔

۳۔امامیہ والے کہتے ہیں امامت ترجیح اعلم اعرف اتقی کے انتخاب کا نام ہے۔کیا انتخاب مرجعیت' انتخاب امام جماعت انتخاب نمائندہ سیاسی و اجتماعی میں اس کا خیال رکھا جاتا ہے یا امام جمعہ و جماعت انتخاب کرتے وقت پرائمری اسکول سے ٹیچر کو اٹھا کے لاتے ہیں ۔آج بلتستان پاکستان میں منبر و محراب پر ٹیچروں کا قبضہ بڑھتا جا رہا ہے وہ سرکاری تنخواہوں اور سہولتوں کے علاوہ محراب و منبر کی درآمدات پر بھی قابض ہو گئے ہیں۔

۴۔آپ اپنے امام کا معصوم ہونا شرط گردانتے ہیں کیا اپنے رہنماؤں کو انتخاب کرتے وقت اس کا خیال رکھتے ہیں کہ وہ گناہان کبیرہ اور حرام کاموں سے اجتناب کرتے ہیں یا نہیں یہ چیزیں آپ کے ہاں نہیں لہٰذا یہ ماضی کے ترانے ہیں جو محض عامة الناس کو گمراہ کرنے کی خاطر ہیں۔

۵۔آپ نے نظریہ متکلمین شیعہ کے تحت لکھا ہے کہ امام کو اپنے دور میں سب سے اعلم ہونا چاہیے۔

علاوہ ازیں جناب فاضل کلامی نے آئمہ اطہار کے علم کو علم لدنی کہا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن اور سنت نبی کریمؐ سے اعراض کرنے کی وجہ سے حوزات علمی میں اپنی عمر ضائع کرنے والے لغت کے فوائد سے بھی محروم ہیں لدنی کے معنی نزدیک اور سامنے کے ہیں اس حوالے سے،مصادر علم دو ہیں علم لدنیات وہ علم جو انسان کے گردو پیش میں ہے انسان

کے دو ہاتھوں اور دو پاؤں کا علم، علم لدنی ہے اس پر احاطہ ہوتا ہے دوسرا علم مغیبات ہے جو آثار اور نشانیوں کے ذریعے حاصل کرتے ہیں جیسے بندے آثار کے ذریعے اللہ کو مانتے ہیں۔

آئمہ کے پاس علم لدنی ہے آغائے مقلد متکلمین آپ کے حوزات و مدارس نے جہاں آپ حضرات کا قرآن سے منہ موڑ کر رکھا ہے اس کے شاہد و گواہ یہ ہیں۔

ا۔ جہاں انہوں نے آپ کو معانی لغوی سے بھی گمراہ کیا ہے اس کے چند نمونے پیش کرتے ہیں ملاحظہ کریں پہلے کلمہ لدنی کو لیتے ہیں آپ جب کہتے ہیں آئمہ کے پاس علم لدنی ہے اس کے چند تصور ہیں یعنی ان کے پاس بہت علوم ہیں اس کو لدنی نہیں کہتے ہیں لدنی جیسا کتاب راغب اصفہانی ص۴۰۵ پر آیا ہے" ا **خص من عنه لانه يدل ابتداء نهايه** جیسے **اقمت عند من لدن طلوع الشمس الیٰ غروبها فیوضع لدن موضع نهايه العقل** '' کہف ۷۶، مریم ۵، اسراء ۸۰، کہف ۶۵ انسان کی معلومات سب اس کے سامنے نہیں ہوتی ہیں کچھ معلومات ایسی ہوتی ہیں جیسے اس کی انگلیاں یا جہاں بیٹھا ہے یا اپنی اولاد کے نام کہ جب کوئی پوچھتا ہے تو فوراً بتا دیتا ہے لیکن یہی اولاد اگر کسی اور ملک میں ہو تو اس کو اتنا پتہ ہوتا ہے کہ کس ملک میں ہے لیکن اس وقت گھر میں ہے یا باہر ہے صحت مند ہے یا مریض یہ پتہ نہیں ہوتا ہے۔

حضرت علی کو پتہ نہیں تھا کہ ان کا نمائندہ ان سے خیانت کرے گا آپ کو پتہ نہیں تھا ابن ملجم آپ کو قتل کرنے کی نیت سے آیا ہے۔لدنی حاضر کو کہتے ہیں، زیادہ کو نہیں کہتے ہیں۔ علم لدنی کا دوسرا تصور یہ ہے کہ ان کا علم اپنا ہے کسی سے لیا نہیں ہے، اگر ایسا ہے العیاذ باللہ تو

اپنا ذاتی علم صرف اللہ کے لئے مخصوص ہے، کسی اور کیلئے ممکن نہیں ورنہ یہ کہنے والے آئمہ کی الوہیت کے قائل ہونگے، کیونکہ علم ذاتی صرف اللہ کا ہوتا ہے۔ آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ آئمہ ''راسخون فی العلم'' ہیں یعنی یہ ذوات بہت علم رکھتی ہیں جبکہ راسخ کا معنی بہت نہیں راسخ فی العلم کا معنی جو علم ان کے پاس ہے وہ رسوخ میں ہے راغب میں آیا ہے ص۲۱۹ ''رسوخ الشئی ثبابة ثباتا متمكنا رسخ الغدير نضب ماوه رسخ تحت الارض الراسخ فى العلم المتحقق به الذى لا يعرضه الشبة'' راسخون قرآن میں بعض علماء یہود کے لئے بھی آیا ہے قرآن میں ان لوگوں کی تعریف میں آیا ہے جو اپنی حدود معلومات تک محدود رہتے ہیں۔ تیسرا کلمہ اولی الامر ہے اولی الامر کو معصوم بنا کر ملت پر فاسقین وملحدین اور منافقین کو مسلط کیا ہے حالانکہ خود آیت میں آیا ہے اولی الامر کی بات سے اختلاف کرنے کی صورت میں حکم قرآن اور سنت کی طرف برگشت کرنی ہے آیات قرآن سے کھیل کر امامت ثابت کرنے والی آیات ''إِنَّما وَلِيُّكُمُ اللّهُ وَ رَسُولُهُ'' ''إِنَّما يُرِيدُ اللّهُ'' کہ انما حصر کے لئے آتا ہے یہ غلط کہتے ہیں حالانکہ انما حصر کیلئے نہیں مخاطب کو متوجہ کرنے کیلئے آتا ہے رجوع کریں اعجاز القرآن عبدالقادر گیلانی۔

کہتے ہیں آئمہ کائنات کی ہر چیز کا علم رکھتے ہیں، وہ ہر چیز سے واقف و آگاہ ہیں حالانکہ کوئی ایسی ہستی کائنات میں نہیں جو تمام غیوب سے واقف ہو اور ہر چیز پر قدرت و تصرف رکھتی ہو، یہ صرف ذات باری تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے حتیٰ حضرت محمدؐ بھی یہ علم و قدرت نہیں رکھتے تھے لہٰذا بہت سی آیات میں نبی کریمؐ سے کہلوایا ہے کہ میں علم غیب نہیں جانتا ہوں ﴿قُلْ لا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزائِنُ اللّهِ وَ لا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لا أَقُولُ لَكُمْ

إِنِّی مَلَکٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا ما یُوحی ﴾ عالم بغیب وقادر بکل شئی اللہ کے سواء اور کوئی نہیں ہے جبکہ ان دوصفتوں کا دعویٰ حلول والے کرتے آئے ہیں پہلے کہتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دو مظہر ہیں ایک مظہر غیب ہے وہ کسی کی نظر میں نہیں آتا ہے۔ اسے وہ غیب مطلق کہتے ہیں دوسرا مظہر ظہور ہے اس بارے میں ان کا کہنا ہے کہ وہ خود کو الوہیت سے تنزل کر کے اپنے کسی بندے کے اندر حلول کرتا ہے چنانچہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ آدم کے اندر حلول ہوا، پھر انبیاء کے اندر حلول کرتے کرتے آخر میں اس نے حضرت محمدؐ میں حلول کیا ہے آپؐ کے بعد حضرت علی اور ان کے فرزندان اور پھر آئمہ کے بعد ملاحدہ فرق کے سربراہان میں حلول کا دعویٰ کیا گیا اور آخری دعویٰ حلولیت کرنے والا آغا خان ہے۔

آپ حضرات کا یہ دعویٰ کہ آئمہ ہر چیز کا علم رکھتے ہیں ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں، یہ عقیدہ حلولی ہے اگر آپ آئمہ کو عالم بغیب اور متصرف بہ کل شئی مانتے ہیں تو آپ حلولی ہیں اگر آپ حلولیت کو نہیں مانتے ہیں تو آئمہ کے علم غیب کا کوئی اور مصدر بتائیں، آپ ان دونوں میں سے ایک انتخاب کریں کہ آپ حلولی ہیں یا نہیں، اگر آپ آئمہ کے علم بہ غیوب اور قدرت وتصرف کائنات کے قائل ہیں تو یہ حلول ہے۔

آپ حضرات کی مثال اس شخص کی ہے جس نے کہا ہم میاں بیوی دونوں مل کر علم غیب جانتے ہیں، پوچھا وہ کیسے، کہا میں کہوں گا کل بارش ہوگی، بیوی کہے گی نہیں ہوگی لہٰذا ہم دونوں میں سے ایک کی بات تو سچ ہوگی آپ غیب بلا مصدر کو ثابت کرنے کے لئے مختار ثقفی کے عقیدہ بداء سے استفادہ کرتے ہیں لیکن اس پر اعتراض کی صورت میں رعد و برق دکھاتے ہیں۔

فاضل محقق نے منابع علم ائمہ تین بتائے ہیں:

ا۔قرآن کریم کے بارے میں فاضل گرامی نے فرمایا ہے گرچہ قرآن دسترس عام و خاص رکھتا ہے لیکن آئمہ اطہار آیات محکمات و متشابہات پر احاطہٗ کامل رکھتے ہیں، اس میں جائے شک وتر دید نہیں کہ عام لوگوں اور علماء میں فرق ہوتا ہے، اسی طرح علماء میں بھی فرق ہے مفسران و غیر مفسران میں فرق ذرہ نا معجزہ ہوتا ہے، اسی طرح خاندان اہل بیت سے وابستہ ذوات ایک فہم خاص رکھتے تھے، ایک اور فرق آپ نے نہیں بتایا ایک عجمی جاہل اور عربی جاہل میں فرق ہوتا ہے عربی جاہل کو کچھ قرآن آتا ہے عجمی کو کچھ نہیں آتا ہے۔لیکن آپ نے اس اصول کو کہاں سے لیا ہے؟ نہیں بتایا ہے نور ثقلین، تفسیر برہان، تفسیر قمی و عسکری یا اصول کافی سے لیا ہے تو مصدقہ ہی ہوگا۔

لیکن یہاں چند سوالات جواب طلب ہیں' اہل بیت میں کون آتا ہے اور ان کی تعداد کتنی ہے؟ یہ مشخص ہونا چاہیے کیونکہ اہل بیت کے دعویداران بہت نکلے ہیں۔وہ بعض اوقات ایک دوسرے کی ضد میں تھے' جیسے نفس ذکیہ اور زید بن علی اور ان کی اولاد امام باقر اور امام جعفر صادق کو نہیں مانتے تھے۔ نیز خود اہل بیت کس سے فہم لیتے تھے؟ اس کا ذکر ہونا چاہیے صرف اہل بیت سے وابستہ ہونا کافی نہیں جتنی بھی مثالیں آپ نے پیش کی ہیں ان میں یہ نہیں بتایا ہے کہ انہوں نے کسی شخص سے درس لیا ہے یا کسی کی تفسیر کو پڑھا ہے اہل بیت میں تفہیم قرآن کہاں سے اور کیسے آئی تھی۔

آپ کا یہ دعویٰ قرآن کریم کی کس آیت سے استناد ہے قرآن کریم کے خطابات عام انسانوں سے ہیں **یــا ایھــا النــاس** آیا ہے ھذا بیان لناس آیا ہے یا ایھا الذین امنوا آیا

ہے۔ یاایھا الانسان، یاایھا الکافرون، ایھا المنافقون آیا ہے' کیا مشرکین وکافرین ومنافقین ویہود و نصاریٰ اہل بیت سے پوچھتے تھے کہ اس آیت کا کیا معنی ہے یا یہ آیات مشرکین وکافرین ومنافقین کی سمجھ میں آجاتی تھیں آپ کونسا مفروضہ اختیار کریں گے قرآن میں قرآن نہ سمجھنے والوں کی مذمت آئی ہے، قرآن کریم منبع ومصدر اوّل اسلام ہے لہٰذا قرآن عام مسلمانوں کیلئے ہے۔ عام مسلمانوں اور اہل بیت کے علم وفہم قرآن میں فرق کہاں سے لیا ہے۔

آپ کا فہم اہل بیت سے مراد تفسیر باطنی تو نہیں ہے جو کہ فرقہ باطنیہ نے قرآن کا راستہ روکنے کے لئے گھڑی ہے اور یہ عام مسلمانوں کے نزدیک مردود ہے۔ تفسیر چاہے علماء کریں یا اصحاب وائمہ کریں یا خود رسولؐ اللہ کریں' سمجھ میں آنا ضروری ہے ورنہ یہ تفسیر نہیں ہو گی، جتنی بھی آیات کی تفاسیر ائمہ یا اصحاب سے نقل کی گئی ہے امامت کے بارے میں وہ آیات کی مراد سے اجنبی ہیں۔ بتائیں محبان اہل بیت کہلانے والے ان کے نام سے بننے والی درسگاہوں کے نصاب میں قرآن کو کیوں نہیں رکھتے ہیں جہاں ان درسگاہوں میں سوئمنگ پول' کرکٹ گراؤنڈ اور کھیلوں کو نصاب میں شامل کرتے ہیں وہاں قرآن کو بھی نصاب میں شامل کرتے تو اس میں کیا قباحت تھی تفسیر قرآن کے بارے میں اہل بیت نے جو فرمایا ہے اس کو کیوں سامنے نہیں لاتے؟ آپ کی اس عاد وثمود لم یخلق مثلھا فی البلاد کی طرح فلک بوس درسگاہوں کے نصاب میں قرآن کو کیوں نہیں رکھا ہے۔

دوسرا منبع وراثت از نبی کریمؐ ہے نبی کریمؐ نے اگر کوئی مادی دولت تلوار، زرہ، عمامہ یا انگوٹھی وغیرہ جیسی چیزیں چھوڑی ہیں تو وہ آپ کی رحلت کے بعد بحکم قرآن تمام وارثین میں

تقسیم ہوں گی اور یہ حضرت فاطمہ زہراءو زوجات میں تقسیم ہوں گی لیکن علوم و معارف کے منتقل ہونے کا دعویٰ اپنی جگہ انوکھا اور طلسماتی ہے آپ پہلے مفروضے کو ثابت کریں کہ اگر یہ علم اللہ کی طرف سے ہے تو جبرائیل کے توسط سے یا ''القاء قلب'' یا ''من وراء الحجاب'' ہوتا ہے ان تینوں کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں۔ عام انسان طریقہ تدریس سے یا زبانی سنکر یا لکھی ہوئی کتاب پڑھ کر حاصل کرتا ہے قرآن میں اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے کہ وحی اور دیگر مذکورہ طریقوں کے علاوہ کسی نے علم حاصل کیا ہو نہ گزشتہ انبیاء میں سے کسی نے ایسا طریقہ اپنایا ہے اور نہ تاریخ میں ایسا کہیں سنا ہے۔

جو طریقہ فاضل محقق نے ذکر کیا ہے اس کے بارے میں آپ نے واضح نہیں کیا ہے جبکہ الہام کا یہ طریقہ صوفیوں نے اختراع کیا ہے جہاں وہ کہتے ہیں محمدؐ بواسطہ جبرائیل لیتے تھے اور ہم بطور مستقیم اللہ سے لیتے ہیں۔ کہیں آپ بھی صوفیوں کی بات تو نہیں کرتے۔ ہاں مؤرخین مذاہب میں ایک بحث آئی ہے کہ شیعہ صوفیوں کی ایک شاخ ہے یا صوفی شیعہ سے ٹوٹے ہیں۔

کبھی ایک انوکھا طریقہ خود علی سے منسوب کرتے ہیں کہ حضرت علی پیغمبرؐ سے ایک باب سنتے تھے اور اس سے از خود ہزار باب نکالتے تھے اگر کہیں پیغمبرؐ نے اللہ سے دعا کی تھی کہ علی کو زیادہ سمجھ میں آجائے تو یہ دعا صرف علی تک محدود نہیں رہی ہے بلکہ عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمٰن، عمرو عاص اور ابو ہریرہ کے لئے بھی نقل ہوئی ہے تنہا علی کے لئے نقل نہیں ہوئی ہے، کہتے ہیں تمام ہنر خود حضرت علی کا ہے، آپ پیغمبرؐ کے ایک کلام سے ہزار کلام کھولتے تھے یہ حدیث بحار ج ۴۰ میں ص ۲۰۰ سے شروع ہوتی ہے اور ص ۲۱۶ تک ہے۔

یہ حدیث مجامع ضعاف سے نقل کی گئی ہے اگر راویوں کی تدلیس تقطیع وضع سے چشم پوشی کر کے متن کو دیکھا جائے تو علم کا کوئی شہر نہیں ہوتا ہے ، درسگاہوں کا شہر ہوتا ہے درسگاہوں کی مناسبت سے کہتے ہیں یہ شہر،شہر علم ہے،شہر سے علم مراد نہیں لیتے بلکہ شہر میں بسنے والے علماء مراد لیتے ہیں۔

۳۔پیغمبر اکرمؐ ۲۳ سال امت میں رہے کسی بھی نقل میں نہیں آیا ہے کہ کسی نے نبی کریمؐ سے سوال کیا ہو اور نبیؐ نے حضرت علی کو جواب دینے کی ذمہ داری سونپی ہو یا کسی سائل نے پیغمبر اکرمؐ سے پہلے حضرت علی سے سوال کیا ہو۔

۴۔تمام علوم قرآن میں ہیں، یہ بھی اللہ کی بجائے علم پرستی کرنے والوں کی منطق ہے کیونکہ قرآن دائرۃ المعارف علوم نہیں کہ تمام علوم گزشتہ وآئندہ قرآن میں ہوں، یہ بات وحی کے مقابل میں علم پرستوں نے گھڑی ہے جو بعض علماء کے دماغ میں گھسی ہوئی ہے۔

امام کو اعلم الناس ہونا چاہیے یہ آپ نے کہاں سے اخذ کیا ہے قرآن میں ہے تو وہ کونسی آیت ہے۔

امام اگر اعلم من فی الکون ہونا چاہیے امام کو علوم اولین وآخرین میں اعلم ہونا چاہیے۔ بتائیں یہ علم کس کام آئے گا اس علم کا کوئی مصرف نہیں علم بذات خود غایت نہیں ہوتا ہے وہ ہمیشہ وسیلہ ہوتا ہے ایک ہی میدان میں کام کر سکتا ہے حضرت علی کو اپنے نمائندوں کی خیانت و منویات پتہ نہیں تھیں وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ لوگ اندر سے برے لوگ تھے بعض نے امام سے خیانت کی ہے،ان میں سے ایک زیاد بن ابیہ تھا جو علی کو چھوڑ کر معاویہ کے پاس گیا دوسرا مصقلہ ابن ھبیرہ شیبانی گورنر اردشیر خرہ امارات کے خزانے کو لیکر معاویہ سے جاملا

اسی طرح بعض اور بھی ایسے تھے کہ جن کو آپ نے اپنا نمائندہ بنایا تھا لیکن وہ آپ کے دشمنوں سے ملے ہوئے تھے۔

مصادر علم امام:۔

فاضل راشد ناقد نطاس نے ماخذ و منابع علم امام کے بارے میں لکھا ہے یہ ذوات محدثہ ہیں لیکن آپ نے ائمہ کے محدثہ ہونے کی دلیل پیش نہیں کی، کلمہ ''محدثہ'' قرآن میں نہیں آیا ہے۔ پہلے رواۃ زنادیقہ باطنیہ کے ذریعے قرآن میں تحریف کی سورہ حج کی آیت ۵۲ کلمہ محدثہ کو جزء آیت قرار دیا، پھر محدثہ سے مراد آئمہ کو بتایا، اس طرح انہوں نے آئمہ کے علم کو ثابت کرنے کے لئے قرآن میں تحریف کی ہے۔ فاضل ناقد نے آیت کریمہ میں کلمہ محدثہ کو قرأت اہل بیت کہا ہے اہل بیت عامۃ المسلمین سے ہٹ کر قرأت نہیں کرتے تھے یہ قرأت کسی قسوانہ شقاوانہ علیہ اسلام و مسلمین کی قرأت ہوگی جو قرآن سے کھیل کر اپنے مطالب نکالتے ہیں۔

مقام محدث کی تفسیر میں لکھا ہے ''**انہ یسمع الصوت ولا یری الشخص**'' فرشتے کی آواز سنتے ہیں لیکن فرشتے کو نہیں دیکھتے ہیں اس سلسلہ میں اصول کافی ج ا باب الحجہ میں ایک باب کھولا ہے الفرق بین الرسول والنبی والمحدث اس سلسلے میں چار روایت نقل کی گئی ہیں۔ آئمہ کو حجت گردانے کیلئے وحی کی ضرورت ہے چونکہ وحی پیغمبرؐ کے بعد ختم ہوگئی ہے تو آئمہ کے علم کے منبع و مصدر میں محدث شامل کیا ہے کہ ان کو وحی نہیں ہوتی ہے لیکن وہ محدث ہیں یعنی ملک و فرشتہ ان کو بتاتا ہے حالانکہ اس کے لئے بھی دلیل چاہیے کہ ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں جبکہ حج ۵۲ میں آیا ہے فرشتہ نبی و رسول پر نازل ہوتا ہے کہتے ہیں کہ

یہ قرأت اہل بیت میں آیا ہے۔اس طرح انہوں نے قرآن میں ایسے کلمات کا اضافہ کرکے لکھا ہے۔کلمہ محدث کے چندین معنی بنتے ہیں ایک معنی لغوی ہے جس کا معنی احداث کرنے والا یا ایجاد کرنے والا ہے،ایک محدث وہ ہے جو رحلت پیغمبرؐ کے بعد سنت رسولؐ میں اضافہ وترمیم کرنے والوں نے جعل کیا ہے نیز اس کی کیا ضمانت ہے کہ بات کرنے والے کوئی شیاطین جن وانس ہوں پھر یہاں بھی وہی تدلیس مصادرہ بمطلوب ہیں۔اسلام ومسلمین سے شطرنج کھیلنے آپ کے پاس جھوٹ توریہ،تقیہ،تدلیس مقدار وافر میں میسر ہے،ایک دفعہ محدث نوری سے تحریف قرآن پر ضخیم کتاب لکھواتے ہیں پھر بعض سے ان کے رد میں لکھاتے مذمت کراتے ہیں،پھر میلانی ، عاملی سے محدث نوری سے دفاع کراتے ہیں،متعہ، رجعت،امام مہدی،علم امام ،ولایت تکوینی آئمہ،سب آیات میں کلمات میں اضافہ کرکے ثابت کرتے ہیں،پھر تحریف کی تہمت سے،اضافہ کے طعن سے بچنے کیلئے کہتے ہیں ’’یہ قرأت اہل بیت ہے‘‘۔یہ اہل بیت جو امت مسلمہ کے نزدیک معروف اہل بیت نہیں ہیں اہل بیت عبید اللہ مہدی یا حمدان قرمط ہونگے۔

علم کا مذاق:۔

دین سے انحراف کرنے والوں نے علم کو معبود بنایا ہے وہ ایمان کی جگہ علم کو لے آئے اور پھر علم پرستی کو رواج دینے لگے اس کی تاریخ چوتھی صدی کو جاتی ہے جب اخوان صفا نے دین کو ڈھلوانے کے لئے علم کو رواج دیا یہ فرقہ باطنیہ کی ابتکار ہے چونکہ وہ اندر سے مذموم عزائم کے حامل تھے وہ اپنے مقاصد کے لئے الفاظ بدلتے رہے اس کو مسلمانوں کی اعلیٰ وارفع شخصیات سے انتساب کرتے آئے ہیں۔ان کے مطابق علم پہلے ہے اور ایمان بعد کی

بات ہے، علم آنے کے بعد ایمان آتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ثابت ہوگئی ہے کہ علم رکھنے والے ایمان لاتے ہیں جب کہ بہت نوابغ علماء ملحد نکلے ہیں، بہت سے علماء مسلمین بے عمل مثل علماء بنی اسرائیل دین فروش نکلے ہیں ان کی ایک لمبی فہرست ہے دوسری دلیل بطلان تقدم علم بہ ایمان یہ ہے کہ مداخل ابواب علم بشر حواس خمسہ ہیں ان میں سے تین ابواب بصارت و سماعت اور وحی ہیں باب بصارت و سماعت ہر خاص و عام کے لئے ہے تیسرا وحی ہے جو انبیاء کے لیے مخصوص ہے، بتائیں آئمہ کے پاس ہر چیز کا علم کہاں سے آیا، ان پر وحی تو نہیں آتی تھی، اس کے لیے آپ نے اپنے وہم و زعم فناء ناپذیر سے استناد کیا۔اس کے مختلف ومتعدد نام رکھتے تھے۔

اس طرح بزرگوں کے جھوٹ سے حقائق نہیں بنتے بلکہ یہ صرف انہی کی بدنامی بنتی ہے اور یہ ان کی بدنامی سے زیادہ مذہب کی بے بنیادی ثابت ہوتی ہے۔مرحوم فضل اللہ نے اپنی مجموعہ محاضرات موسوم بہ ندوۃ میں صحیفہ فاطمہ، جفر و جامعہ سب کو رد کیا لیکن مدافع شیعہ آغا سبحانی شیعوں کی تمام شرکیات و کفریات کو فلسفہ سے ثابت کرنے کا عہد کر چکے ہیں آپ سے بھی علم کو معبود بنانے والوں کی بو آتی ہے جہاں آپ نے ایک کتاب حضرت علی سے انتساب کر کے مذہب کو ستون علمی پر نہیں ستون دروغ پر قائم کیا ہے آغائے سبحانی نے کتاب امام علی کے بارے میں فرمایا ہے اس میں علوم اوّلین و آخرین ہیں اس حوالے سے اس کو کتاب امام علی کہنے کی بجائے قرآن توڑ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ یہ کتاب قرآن کے دعویٰ "وَ لا رَطْبٍ وَ لا یابِسٍ، فیہ تبیان کل شئی" کے مقابل میں پیش کی ہے اس کتاب کے ہوتے ہوئے قرآن کی نیاز ختم ہوتی ہے۔

اسی طرح ہمارے پاکستان کے مایہ ناز عالم دین ایک عمر پاکستان میں علوم اسلامی میں مایہ امتیاز رہنے والے نے خود کو گرویدہ احمد خان ثابت کیا اپنے علم کو تعمیرات اور خرافات سے دھونے کا خیال آیا تو خدمت اسلام کی جگہ خدمت خلق بہتر سمجھنے لگے، یہاں سے دونوں بزرگوں نے اس کتاب عنقائی کا تعارف کیا جسے کسی جن و بشر حتیٰ ملک موکل رقیب و عتید نے بھی سنا ہے نہ دیکھا ہے حتیٰ کہ خود حضرت علی نے بھی نہیں سنا ہوگا اگر قیامت کے دن آپ کے نامۂ اعمال میں اس کتاب کو پیش کریں تو حضرت فرمائیں گے میں نے ایسی کتاب نہیں لکھی کسی شاعر باطنی کے خیال میں آئی ہوگی اس لئے اس کا نام ''کتاب علی'' رکھا ہوگا اسے علم اور دین دونوں سے مذاق کہہ سکتے ہیں، اس کو علم نہیں کہا جا سکتا ہے کیونکہ علم کی تعریف میں اصابہ الواقع کہا ہے وہمیات و مزعومات کو علم نہیں کہا جاتا ہے ۔علم درس و تدریس کو ناکافی اور وحی ناممکن نظر آنے کے بعد آپ نے الہام اور محدث سے تمسک کیا ہے ۔

یہاں اس سوال کا جواب بھی مل جائے گا کہ آیا شیعہ صوفیوں سے ٹوٹا مذہب ہے یا صوفی شیعوں سے ٹوٹی ہوئی جماعت ہے یہ سوال بڑھتے بڑھتے ایک عنوان اختیار کر گیا چنانچہ ہاشم معروف نے اس پر ایک ضخیم کتاب الشیعۃ والتصوف کے نام سے لکھی لیکن بعض تبصرہ کرتے ہیں کہ شیعہ قدیم ہیں جبکہ تصوف تیسری چوتھی صدی سے شروع ہوا لیکن صوفی شیعوں سے نکلے ہیں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے، شیعہ ابتدائی مرحلے میں فارس و عراق کے نچلے طبقے سے تعلق رکھتے تھے، وہ زیادہ تر جاہل لوگ تھے، ان کو فلسفہ نہیں آتا تھا ابتداء میں ایسی بات نہیں تھی لیکن جب سے شیعہ باطنیہ میں گئے چوتھی صدی کو جب اقتدار و اقعی غلات کو ملا تو اخوان صفا بنی یہ اس مقصد کے لئے بنی تھی کہ دین کو فلسفہ سے دھویا جائے ۔

تو وہاں وہ فلسفہ میں کود ے، وہاں سے شیعہ صوفی بھی ہو گئے لہذا یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ جو موجودہ شیعہ ہیں وہ شیعہ باطنی ہیں۔

ملحدین قدیم شرق وجدید غرب نے دین سے رہائی کیلئے بہت تجاویز اور نمونے پیش کئے ہیں چنانچہ انقلاب صنعت فرانس کے بعد جب ان کو کلیسا سے رہائی ملی تو انہوں نے جشن منایا اور رقص کیا لیکن زندہ وسرکش انسان کو محدود و پابند کرنے کیلئے کلیسا کے بدل میں جب انہیں کچھ نہیں ملا کہ اس کی جگہ کس کو رکھیں تو بعض نے اس کے لئے دین انسانیت اختراع کیا اس سے ایک بٹی پیدا ہوئی جس کا نام خدمت خلق رکھا، خدمت خلق کیلئے پیسہ چاہیے تھا سابق زمانے میں شیخیون قطاع طریق کرتے تھے انہوں نے استعمارگری شروع کی ملحدین شرق نے اپنے سلف اخوان صفا کی وراثت علم وفلسفہ سے شستشو کو اپنایا، دین کے اثرات کو علم سے دھویا جاتا ہے، سنیوں نے حدیث کی صنعت شروع کی جبکہ شیعوں نے علوم معتزلہ کی صنعت کا آغاز قیاسات کے ساتھ فلسفہ کے تفرقہ سے شروع کیا تھا۔ نبی کریمؐ امی تھے آپ پر ایمان لانے والے بھی امی تھے دین اسلام کا مصدر قرآن ہے قرآن کے معارف اپنی جگہ اعجاز ہیں۔

چنانچہ اس سلسلہ میں مرجعیت علمی آئمہ کے نام سے بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں ،فرقہ باطنیہ قدیم وباطنیہ جدید اور ملحدین غرب نے کل مصادر فضائل کو علم میں گردانا ہے آپ لوگ مدارس وحوزات میں قرآن تو کسی صورت میں نہیں رکھ سکتے ہیں یہ علم کونسا علم ہے یہ علم، اہل بیت حدیث کو قرآن پر مسلط کرنے یا قرآن کی جگہ فقہ جاگزین کرنے والا علم ہے، کیڑے مکوڑوں کا علم ہو، چاہے آف شور کمپنیاں بنانے والا علم ہو، یا منی لانڈرنگ والا علم ہو یا قرآن کو کنارے پر لگانے والا علم نحو ہو، علم پرستوں کو اس پر اتنا احساس برتری ہوتا ہے کہ گویا

اگر کسی کو معراج پر جانا نصیب ہو تو اسے اتنا احساس برتری نہیں ہوگا جتنا علم پرستوں میں دیکھا گیا ہے۔ شکر ہے اللہ نے مجھے جلدی متنبہ کیا، معلوم ہوا سارا غرور اس عمامہ اور قبا و عباء پوشی سے ہوا ہے، انہیں اتار پھینکا، جس دن پھینکا ایسا محسوس ہوا منیٰ میں رمی جمرات کے بعد حلق کیا ہے۔

آپ کا سلسلہ امامت حضرت علی سے شروع ہوتا ہے اور امام مہدی پر ختم ہوتا ہے یہاں ہم نیچے سے اوپر جاتے ہیں کہ ہم امام کے معنی سے شروع کرتے ہیں امام یعنی وہ جو آپ کے آگے قیادت کرتا ہو، آپ اس کو دیکھ کر اس کے پیچھے چلیں، آپ اسے دیکھتے ہوں اور وہ آپ کو دیکھتا ہو، اسی طرح آپ کے سوالات کو سنتا ہو اور جواب دیتا ہو اور آپ اس کے جوابات کو سنتے ہوں لیکن کیا امام مہدی جسے ماں کے شکم سے نکلنے کے بعد کسی نے نہیں دیکھا ، حتیٰ ملائکہ الٰہی نے بھی نہیں دیکھا، وہ آپ کے امام کیسے بنیں گے۔ امام اور غائب جڑتے نہیں ، ان دونوں میں کوئی ربط و ملاپ نہیں بلکہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں پھر بھی آپ امام غائب کہتے ہیں اسے امام حاضر و ناظر بھی کہتے ہیں۔ دنیا میں اس سے بڑا کوئی جھوٹ اور تضاد ہو تو بتائیں۔

۲۔ امام شجاع ترین شخص ملت ہوتا ہے یعنی دشمنوں سے خوف زدہ نہیں ہوتا ہے، اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا ہے، ایسا امام صرف نظام امامت میں ہوتا ہے، کسی اور قوم کو نصیب نہیں ہوگا آپ کی فکر کے تحت بکریوں، عمریوں اور عثمانیوں کو کہاں نصیب ہوگا، اسی طرح سب نے دیکھا کہ تاریخ ائمہ میں اتفاق سے لکھا ہے واقعہ جانگداز کربلا کے بعد آئمہ نے میدان مقابلہ و مزاحمت سے عقب نشینی و گریزی اختیار کی ہے، ان کے اس عمل کو آپ کیا نام

دیں گے؟ نظام امامت کے ماننے والے شام اور ایران نے سالہا ئے سال لوگوں کے لقمہ حیات سے ایٹم بم بنانے پر بے انتہا دولت خرچ کی۔اس زمانے میں ایران میں ہر مرد و زن، عوام و روحانی، وزراء ریاست تا رہبر، ''انرجی ھستہ ای حق مسلم ماست'' کا نعرہ لگا رہے تھے لیکن بعد میں مسئولین نے کہا ایٹم سازی ہمارے عقیدے کے خلاف ہے۔

آپ کے آئمہ انفرادی زندگی میں پاک و پاکیزہ ذوات تھیں لیکن اجتماعی و سیاسی زندگی میں آئمہ دو حصوں میں منقسم ہوتے ہیں ایک یہ کہ انھوں نے اجتماعی و سیاسی معاملات میں حصہ نہیں لیا،ان سے کنارہ کشی اختیار کی ہے۔دوسرا جہاں ان ذوات نے اجتماعیات و سیاسیات میں حصہ لیا امام حسن کے امیر معاویہ کے حق میں تنازل کو کیا نام دیں گے امام رضا جو خود امام تھے تو کیوں انھوں نے مامون رشید کی ولی عہدی کو قبول کیا،اسے کیسے جمع کریں گے شریعت اسلام میں اجتماعی و سیاسی و اقتصادی ذمہ داری لینے سے منع کیا گیا ہے آپ کہتے ہیں نابالغ منصب امامت پر فائز ہوا تھا'تو وہ کیسے شجاعت دکھائیں گے۔

امام شجاع ہونا چاہیے جبکہ آپ کہتے ہیں آپ کے آئمہ دشمنوں کے خوف سے خود اور اپنے اصحاب و یاران باوفا کے ساتھ تقیہ میں رہے،کسی بھی سیاسی اجتماعی و اقتصادی میدان میں حصہ نہیں لیا۔اس کے باوجود آپ حضرات کے مخالفین نے آپ حضرات پر تہمت و افتراء باندھا کہ آپ ہمارے خلاف سازش میں سرگرم ہیں تو آئمہ نے قسم کھا کر انکار فرمایا ہم نے ایسا نہیں کیا،امام موسیٰ بن جعفر ۱۴ سال زندان میں رہے امام رضا طاغوت کے ولی عہد بنے، بارھویں امام آپ کے بقول غیبت میں رہیں گے کیا اس کو اشجع الناس کہتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ امام کو دشمنوں سے اتنا خطرہ تھا کہ وہ سامنے نہیں آسکتے تھے گویا اس سے

یہ نتیجہ نکلتا ہے امام سے زیادہ دشمن اشجع تھے لہٰذا امام پہلے دن سے چھپ گئے اور امام حسن عسکری بھی لوگوں کو دکھانے سے ڈر گئے، وہ انہیں بچا نہیں سکتے تھے نعوذ باللہ گویا آپ لوگ صاف صاف یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ بھی ڈر گیا، اس کو چھپانے کی جگہ نہیں ملتی تھی کیونکہ گھر میں موجود کنیز و غلام حکومت کے لئے جاسوسی کرتے تھے ڈر تھا کہ کہیں یہ لوگ ان کو قتل نہ کر دیں غرض نعوذ باللہ آپ کے بز دل امام کی وجہ سے اللہ بھی عاجز ہو گیا۔

۳۔ امام حسن العسکری اور امام علی الہادی متوکل عباسی کی جیل میں رہے، عمر بھر لوگوں نے آپ کو نہیں دیکھا اور وہ رہائی حاصل نہیں کر سکے پھر بھی آپ کہتے ہیں امام اشجع الناس ہونا چاہیے۔ آپ کے مذہب کی برگشت امام صادق ہیں آپ اپنے اصحاب بر جستہ زرارہ، ابو بصیر وغیرہ کے حق میں ضد و نقیض مدح و ذم میں بیانات دیتے تھے، بعض اوقات احکام بھی غلط بتاتے تھے تو ان کے بارے میں آپ توجیہ کرتے ہیں امام تقیہ میں تھے۔ امام تقیہ کر کے جھوٹ نہیں بولتے تھے وہ خود امام سے جھوٹ کو نسبت دیتے تھے جب امام کو خبر ملی امام نے فرمایا میں نے نہیں کہا ہے تو وہ خود کو بچانے کے لئے کہتے تھے امام نے تقیہ کیا ہے۔

اگر امام خود تقیہ میں ہو تو وہ ماموین کو کیسے جہاد و قتال کی دعوت دے سکتے ہیں۔ ہاشم معروف نے امام جعفر صادق سے نقل کیا ہے کہ امام صادق اپنی مجلس میں خلافت کا نام لینے سے منع کرتے تھے تو گویا خلافت کا نام لینے سے ڈرتے تھے بتائیں وہ کیسے اشجع الناس بنیں گے، آپ کہتے ہیں کہ امام سجاد نے کسی قسم کے اجتماع میں شرکت سے گریز کرتے ہوئے طریقہ دعا کو اپنایا تو یہ کیسے شجاع ہوں گے؟ امام حسن نے معاویہ سے جنگ کے دوران قیادت امت سے تنزل اختیار کیا تو امام حسن کے اصحاب نے امام پر بز دلی کا الزام لگایا۔

اسلام میں شوریٰ نہیں:۔

محترم آغا حیدری فرماتے ہیں شرف الدین کہتے ہیں انتخاب امام قانون شوریٰ کے مطابق ہونا چاہیے۔آپ نے اس پر نقد کرتے ہوئے فرمایا ہمارے ہاں دو قانون ہیں،ایک قانون الٰہی ہے اور دوسرا قانون مردی ہے جسے لوگوں نے جعل کیا ہے،اگر بتوسط رسول اللہ انتخاب ہو جائے تو یہ خود قانون ہے،اگر لوگوں نے جعل کیا ہے تو وہ قانون نہیں ہے' یہاں پہلے عنوان کے مفردات وضاحت کرنے کی ضرورت ہے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ ہم کس کا سر منڈواتے ہیں یہاں تین کلمات ہیں:

۱۔منصوصیت

۲۔شوریٰ

۳۔قانون

منصوصیت:۔

اسے نقل حجر نہ سمجھیں،آپ کی اجازت سے غیر عربوں کے لئے لکھتا ہوں،منصوص اسم مفعول مادہ نص سے لیا ہے کتب لغت میں کلمہ نص کے لئے جو معانی بیان ہوئے ہیں اس تناسب سے اصطلاحی معنی وضع ہوتے ہیں ۔کیونکہ جاہلیت والے شیعہ نہیں تھے،ان کے ہاں کلمہ منصوص استعمال نہیں ہوتا تھا۔آپ اس کی روشنی میں اپنا مدعیٰ ثابت کریں تو آپ کو چاہیے کہ معنی نص مصطلح شیعی اور معنی لغوی میں تناسب کا خیال رکھ کر دعویٰ کریں ۔نص لغت میں جیسا کہ کتاب معجم الوسیط صفحہ ۹۵۴ پر آیا ہے "نص علی الشی ء؛کسی چیز کا تعین اور تصریح کرنا'' تاکہ کسی کو اشتباہ نہ رہے چنانچہ 'المنصة' دلہن یا خطیب کے لیے تیار کی گئی بلند کرسی

یا بلند تخت کو کہتے ہیں جسے کپڑوں سے آراستہ کیا جاتا ہے۔جس کی وجہ سے دلہا دلہن میں اشتباہ نہیں رہتا ہے۔

یہاں آپ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے حضرت علی کی جانشینی کا آغاز بعثت سے کیا اور بستر علالت وقت وفات تک نص بیان کی ہے، آپ نے اس دعویٰ کے ثبوت میں جو دلائل قائم کئے ہیں ان سب میں قرآن کریم میں آیات، کلمات اور جملات ساقط ہونے کا مذموم و منحوس دعویٰ کرکے قرآن کو حجت سے گرا کر حضرت علی اور اپنی من مانی شخصیات کو حجت بنایا ہے یا وضاعان احادیث سے احادیث موضوع خرید کر چسپاں کرکے ثابت کیا ہے یا آیات کی تفسیر بالرائے کی ہے اتنی جعلیات قرآن واسلام کے خلاف ذکر کی ہیں جن کی حد نہیں ہے۔

نص کا اصطلاحی معنی بیان کریں پھر اپنے مدعیٰ پر دلائل قائم کریں تاکہ کسی ابہام و اجمال یا شک و تردید کی گنجائش ختم ہو جائے آپ نے اب تک جتنے بھی ثبوت نقل کئے ہیں ان سے آپ کے علماء دست بردار ہو گئے ہیں، حضرت محمدؐ کی رحلت کے بعد مہاجرین وانصار میں حتیٰ بنی ہاشم میں سے خود حضرت علی نے بھی اس واقعہ سے استناد نہیں کیا۔مقام غدیر پر نبی کریمؐ نے امت سے جو خطاب کیا تھا، اس میں شک و تردید نہیں کہ آپ نے فرمایا کہ "من کنت مولا فهذا علی مولا" لیکن سب کا اتفاق ہے کہ کلمہ مولا ذو معنی ہے جب ذو معنی کلمہ استعمال کریں گے تو نص نہیں ہوگی۔غدیر کے اجتماع میں شریک اصحاب و مہاجرین حتیٰ خود خاندان نبوت میں سے کسی فرد نے اس سے استناد نہیں کیا دنیا میں شیعوں کے علاوہ سنیوں کے بھی عربی دان ہیں، غیر مسلم عربی دان بھی ہیں، وہ بھی جانتے ہیں کہ کلمہ مولیٰ ذو معنی ہے

نص نہیں ہے۔اس کے لئے احتمال قوی ہے کہ دوسری تیسری صدی میں شیعوں نے اس واقعہ پرڈاکہ ڈالا ہو جس طرح انقلاب فرانس جو مزدوروں نے سرمایہ داروں کے خلاف برپا کیا تھا اس پر سرمایہ داروں نے قبضہ کیا تھا آپ نے بھی اس پر ڈاکہ ڈالا اور نص رسولؐ کی جگہ نص وضعان سے استناد کیا ہے، وضع اتنا کیا کہ روایت متواتر کہلائے، پھر تواتر لفظی کی جگہ تواتر معنوی اختراع کیا اور یوں صحیح اور غلط روایات کی تشخیص کی نوبت ہی کو ختم کردیا۔آپ نے تواتر لفظی کو بدل کر تواتر معنوی کا شوشا چھوڑ کر حضرت علی کی امامت کا اعلان کیا ہے۔شور شرابہ اور طاقت کا ڈنڈا چلایا ہے چنانچہ معزالدین فاطمی نے نہ ماننے والوں کو برہنہ تلوار دکھائی لیکن آپ کے کمال کا کیا کہنا کہ آئمہ کی امامت تو ثابت نہیں کر سکے لیکن آئمہ کی نیابت کے مدعیان کے لئے اتنی درآمدات واختیارات مفت کے مفت بنائے جو رسولؐ اللہ کو بھی حاصل نہیں تھے۔چنانچہ یہ کامیاب طریقہ آخر میں امریکا استعمال کرکے آپ کی درخواست پر عراق آیا اور اسے خاکستر کیا، اور بہت کچھ ساتھ لے گیا۔

آپ جدیدترین وسائل سے آراستہ حوزہ علمیہ میں علم کے ساتھ کھیل کود کی سہولیات سے بھی مستفید ہورہے ہیں اس مدرسہ میں علم فلسفہ وکلام پڑھنے والوں کو یہ زیب نہیں دیتا ہے کہ وہ جعلیات کو حقائق کہہ کر پیش کریں۔خیابان ارم یا سہ راہ بازار چہار مردان وصبائیہ و دیگر خیابانوں میں جمہوریت وآزادی کا نعرہ بلند کرکے گلہ خشک کرتے تھے ہمارے ہاں جمہوریت نہیں منصوصیت ہے ہمارے رہبر عظیم الشان خمینی اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے تھے؟

آپ لوگوں نے الفیۃ ابن مالک یا علم الکلام کی رٹ لگا رکھی ہے۔آپ لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے سابق زمانے میں زمیندار کنویں سے پانی کھینچنے کے لیے گھوڑا، گدھا یا

بیل استعمال کرتے تھے تو ان کی آنکھوں پر پٹی باندھی ہوتی تھی، آج کل دہشت گردوں اور اغوا شدگان کی آنکھیں بھی بند کر کے رکھتے ہیں۔آپ کا علم بھی رٹا رٹایا ہوا ہوتا ہے گویا آپ کی عقل کی آنکھوں پر بھی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ کے علم میں ذرہ برابر بھی تعقل کی بو نہیں آتی۔ یہ جو آپ نے فرمایا جس قانون کو لوگوں نے بنایا ہے وہ قانون نہیں' یہ حکم آپ نے کہاں سے اخذ کیا ہے تہران میں مجلس شوریٰ اسلام بنی کیا اس کے فیصلے حکم قرآن و فرمان رسولؐ ہیں؟ اگر حکم قرآن و رسولؐ ہیں تو اس کے لئے وہ آیت اور فرمان رسولؐ کو پیش کریں اگر یہ قانون متکلمین ہے تو متکلمین کے قانون مسلمانوں پر لاگو نہیں کیونکہ وہ تفریق مسلمین کے داعی ہیں۔اس میں رسول اللہؐ بھی شریک نہیں، آپ نے فرمایا رسولؐ کا فرمان قانون ہے یہ چند آیات قرآن سے متصادم و متعارض ہے رسول مبلغ عن اللہ ہیں خود مقنن نہیں ''الا لہ الحکم '' حکم صرف اللہ کے لیے ہے ''الا لہ الامر ''حق امر صرف اسی کو ہے'' مجھے اپنی طرف سے کہنے کی اجازت نہیں'' نساء ۱۲۷، ۱۷۶۔منصوصیت قدیم زمانہ اور دور حاضر میں قائم استبداد و تشدد کا شاخسانہ ہے اس سے بدبختی اور شقاوت و قساوت کے علاوہ کچھ نہیں نکلا ہے۔علی کی منصوصیت کی بات کرنے والے اتنی شرم و حیاء بھی نہیں کرتے کہ انہوں نے کیسے اقتدار ابوالحسن کو دیا کیسے بارگانی کو کیسے احمد خاتمی کو کیسے بھٹو کو کیسے بے نظیر اور پرویز مشرف کو دیا، شوریٰ صرف قانون تطبیق و طریقہ نفاذ بناتی ہے اصل حکومت اللہ کی ہوتی ہے نفاذ ماہرین کا کام ہے۔تو مجلس شورائے اسلامی کو برخاست کریں شوریٰ حوزہ علمیہ کو انتخابات ریاست جمہوری کے لئے اپنی حمایت کا اعلان کرنے سے منع کرے، آغائے خامنہ ای کو قم یا مشہد بھیجیں کیونکہ یہ سب لوگوں کے بنائے ہوئے قانون سے بنے ہیں۔ ملک کے

در و دیوار میں جمہوریت کی حمایت و تائید کے نعرے بلند کرتے ہیں حتیٰ کہ یہ مدرسہ جن کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، وہ بھی نص کو عرصہ دراز سے خیر باد کہہ چکے ہیں۔انہوں نے بھی بارہا کہا کہ "اینجا جمهوریت است" جبکہ یہاں کے فاضل اپنے پایان نامہ میں لکھتے ہیں "در اسلام جمہوریت نیست، در مذہب ما نص است"، یہاں سے ثابت ہوتا ہے مکین و مکان میں جنگ و جدال ہے۔

عصمت آئمہ:۔

جناب حیدری صاحب کا کہنا ہے کہ عصمت ائمہ پر متکلمین متقدمین و متاخرین شیعہ کا اتفاق ہے، انتقادات یعنی ہشام بن حکم، مفضل بن عمرو، یونس بن عبدالرحمٰن، میں ہے امام خطاء ولغزش سے پاک ہوتا ہے، جبکہ اہل سنت والجماعت ائمہ کی عصمت کے قائل نہیں ہیں، اسی طرح شرف الدین نے بھی عصمت آئمہ سے انکار کر کے مذہب سنی کی غیر اعلانیہ حمایت کا اعلان کیا ہے یہاں میں آغا حیدری کے نقد کا جواب دینے سے پہلے چند حقائق کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

۱۔عقائد شریعت کا ستون ہیں' شریعت کی ہر شق و حکم کی سند قرآن یا سنت معتبرہ سے ثابت ہونا ضروری ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ فرع دلیل سے ثابت ہو اور ستون کو افراد مشکوک ومخدوش سے ثابت کریں؟ نیز عقائد وحی منزل سے ثابت ہوتے ہیں یہ اجماع و اتفاق سے ثابت نہیں ہوتے ہیں یہ معاشرتی ترقیاتی سکیم نہیں' متکلمین نے ائمہ میں ضرورت عصمت پر کونسی دلیل قائم کی ہے؟ اگر آئمہ عصمت نہ رکھتے ہوں تو کونسا حرج آئے گی؟۔

ایک شخص بے عقیدہ یا فاسد عقیدہ کی زندگی کسی ستون محکم پر قائم نہ ہونے کی وجہ

سے ہمیشہ مضطرب و دگرگون رہتی ہے۔اس کے اعمال ہمیشہ تیز ہوا کے طوفانوں کی زد میں رہتے ہیں ہلکی سے ہوا سے ، ادھر اُدھر ہوتے ہیں۔ جس طرح بوسیدہ گھروں کو یہ خطرہ رہتا ہے، فاسد عقائد کے حاملین میں غیرت مذہبی کا نام بھی نہیں ہوتا ہے، اگر کوئی ہزار بار انھیں غیرت دلائے انہیں غیرت نہیں آئے گی ،نیز ایسے لوگ نعروں کے پیچھے دوڑتے ہیں جیسے قوم ہود و عاد دوڑتی تھی ۔ایسے مذاہب بھی بنے ہیں جو چوری، خورد برد اور کرپشن تک میں قباحت محسوس نہیں کرتے حتیٰ یہ بھی کہتے ہیں کہ منکر امامت کا مال حلال ہے۔

دنیائے کفر ہندو، کمیونسٹ اور یہود و نصاریٰ اپنے رہبران کی عصمت کے قائل نہیں ہیں ،وہاں لوگ اپنے سربراہان کی نقل و حرکت اور سرگرمیوں پر نظر رکھتے ہیں لہٰذا عصمت ائمہ کی شرط ایک قسم کی خیانت و دھوکہ ہے۔ جس معاشرے میں لوگ اپنے پیشواؤں کی عصمت کے قائل نہیں وہ معاشرے اور جس معاشرے کے لوگ اپنے پیشواؤں کی عصمت کے قائل ہیں ان دونوں میں کیا فرق نظر آتا ہے؟ بلتستان اور پنڈی و کراچی میں یہ عصمت انسان کی دنیوی زندگی میں اثرات مرتب کرتی ہے یا نہیں؟ یہ اخروی زندگی میں کیا اثرات مرتب کرتی ہے؟ اگر دونوں معاشروں میں کوئی فرق نہیں تو یہ بحث محض وقت کا ضیاع ہوگی ، اگر آپ فرماتے ہیں، عقیدۂ عصمت رکھنے والوں کا معاشرہ نہ رکھنے والوں سے کئی گنا بہتر و افضل ہوتا ہے تو آپ نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ آپ کے عوام سے لے کر مراجع تک بدترین خورد برد و کرپشن اور اقرباء پروری میں غرق و محو ہیں دور نہ جائیں پہلے اپنی درسگاہ کا مسئلہ حل کریں کہ یہ کس کے پیسے سے بنی ہے؟ اگر اسلام مخالف بجٹ سے بنی ہے تو مسئلہ واضح ہے اگر کسی شخص کے ذاتی مال سے بنی ہے تو نہج البلاغہ میں حضرت علی کا خط شریح قاضی کے نام پڑھیں

۔اگر مال مسلمین سے بنی ہے تو اس بارے میں احکام دیگر خطب میں ملیں گے ۔

آپ اپنے اماموں کی معصومیت کے قائل ہیں لیکن آپ نے یہ وضاحت نہیں کی کہ آپ کس نوعیت کی عصمت کے قائل ہیں کیونکہ کسی کے معصوم ہونے کے چندین مصادیق بنتے ہیں ۔

۱۔عصمت فطری: اس عصمت کے حامل ملائکہ ہیں، ان کی عصمت میں آیا ہے ''لا یعصون ''قوت شہوانیت نہ ہونے کی وجہ سے وہ انسانوں کے لئے قابل تاسی و پیروی نہیں بنے ہیں لہذا اللہ نے فرمایا ہے اگر ملائکہ بھیجتے تو انسان بنا کر بھیجتے ۔

۲۔دوسری عصمت نقصی ہے یعنی اس کے اعضاء گناہ نہیں کرسکتے جیسے نابینا یا مادر زاد اندھے اور گونگے بہرے بہت سے گناہ نہیں کرسکتے ہیں ۔

۳۔عصمت اسماعیلی ہے یعنی غلطی کرتا ہے لیکن آپ باز پرس نہیں کرسکتے ہیں ۔جس طرح پی پی دور میں صدر مملکت کو استثناء دیا گیا تھا کہ دوران صدارت صدر مملکت باز پرس سے مستثنیٰ ہیں ۔

۴۔عصمت اجتہادی یعنی غلطی کرتا ہے لیکن انعام ملتا ہے جیسے مجتہدین ۔

۵۔عصمت نابالغان: ان پر تکلیف لاگو نہیں لہذا غلطی متصور ہی نہیں ہے ۔

آپ اپنے اماموں کی عصمت کو ان پانچوں میں سے کس گروہ میں شامل کروائیں گے ۔

آپ نے لکھا ہے کہ سنی عصمت کے قائل نہیں ہیں اس کا مطلب ہے کہ آپ نے طوطا بن کر رہنا ہے وہ جو سنتا ہے وہی پڑھتا ہے یہاں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ الفاظ کے چکروں سے نکلیں اور حقائق کے میدانوں میں اتر کر آنکھ کھول کر دیکھیں کہ سنی عصمت کے

قائل ہیں یا نہیں ''اصحابی کن النجوم بایھم اقدیتم اھدیتم'' کیا ہے؟۔
مذہب کی سلاخوں میں رہ کر تحقیق کے خواب دیکھنے کی خواہش چھوڑیں جب تک فرقہ و مذہب کی چار دیواری میں رہیں گے ہدایت نہیں پائیں گے۔
الفاظ و کلمات کے دائرے میں حبس ہونے کی وجہ سے اکثر لوگ معانی عصمت اور اس کے مصدر اور تقاضے سے نا آگاہ ہوتے ہیں آپ سے سوال ہے ایک انسان کے اندر عصمت کیسے پیدا ہوتی ہے؟ عصمت کا کیا فارمولا ہے؟ عصمت کیوں اور کیسے ضروری ہے؟ کیا یہ سرشت انسان میں ہوتی ہے؟ ملک میں مجرمین کا سراغ لگانیوالے اداروں کا ادنیٰ سا کارندہ، نام بدل کر جرم کرنے والوں کو آج آسانی سے پہچان لیتا ہے کہ اس نے یہ نام چھتری کے طور پر استعمال کیا ہے سنیوں نے عصمت کی جگہ دوسری عبارت انتخاب کی ہے اس لئے وہ روایت کے تحت کہتے ہیں میرے اصحاب میں سے جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ سنی کلمہ عصمت استعمال نہیں کرتے ہیں لیکن اصحاب کی عصمت کے بارے میں کہتے ہیں ان میں سے جس کسی کی اتباع کریں وہ صحیح ہوگی کیونکہ وہ خطا سے محفوظ ہیں لیکن قوم کی بد قسمتی کہ حوزے میں پڑھنے والے لکیر کے فقیر اصطلاحات کے اسیر ہوتے ہیں۔
۴۔ آپ نے فرمایا شیعہ عصمت آئمہ کے قائل ہیں، آپ سے سوال ہے آپ کیوں عصمت کے قائل ہیں اس کی کیا دلیل ہے؟۔
۵۔ اللہ نے انہیں معصوم بنایا ہے یا خود ائمہ نے کہا ہے کہ ہم معصوم ہیں۔
عصمت کے بارے میں علامہ حلی نے کتاب نہج الحق میں منصوصیت اور عصمت کو ملا کر اسے ثابت کیا ہے۔ جہاں علامہ حلی نے امام منصوص من اللہ ہونے کی دلیل کو امام کے

معصوم ہونے سے جوڑا ہے اور کہا ہے کہ غیر معصوم سے غلطی ہو سکتی ہے۔اللہ اگر امام غیر معصوم پر نص کرے گا تو نعوذ باللہ اطاعت فاسق و کاذب کا حکم دینا ہوگا لہٰذا انہوں نے امام کے منصوص من اللہ ہونے کی دلیل امام کا معصوم ہونا قرار دیا ہے اور امام کے معصوم ہونے کی دلیل کو منصوص ہونے سے جوڑا ہے آپ کہتے ہیں مرغی پہلے انڈے بعد میں دوسرے حوالے سے انڈے پہلے مرغی بعد میں۔

اس طرح سے تسلسل اور دور کے چکر میں پھنسایا ہے،ہم نے عصمت آئمہ کو فقدان دلیل سے رد کیا تھا کسی کے دعویٰ کرنے سے کسی کا معصوم ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے پہلے مرحلے میں اس کے فارمولے کو پیش کریں کہ ایک شخص عصیان اور غلطیوں سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہے اس کا کیا فارمولا ہے؟انسان کی تخلیق خطاء ولغزش پر مبنی ہے۔

۶۔عصمت حکمی ہے،اللہ حکم دیتا ہے گناہ ونسیان نہ کریں تو یہ حکم سب کے لئے ہے تنہا مخصوص بہ آئمہ نہیں ہے۔

۷۔غلطی کرتے ہیں لیکن آپ ان سے جواب طلبی نہیں کر سکتے جیسے اسماعیلی کہتے ہیں۔

۸۔بغیر وحی کوئی حکم نہیں دیں گے اگر غلطی کریں گے تو اللہ فوراً ان کی اصلاح کرے گا جیسے سورہ عبس میں نابینہ صحابی والا قصہ ہے یا یہ آیت کہ آپ کے لئے اللہ نے جو حلال کیا ہے اسے اپنے اوپر حرام قرار کیوں دیتے ہیں،لیکن آئمہ کے لئے اللہ نے ایسی کوئی ضمانت نہیں دی ہے جس طرح نبیؐ کو دی ہے اور نہ وحی سے ان کی رہنمائی کی ہے۔

۹۔آپ عصمت آئمہ کے قائل ہیں آپ کیا اسی تناسب سے مجتہدین اور ان کے

نائبین کو بھی اسی درجے پر دیکھنا چاہتے ہیں؟ عمر بھر عصمت آئمہ اور معصومین کا رٹہ لگانے والے انتخابات میں زرداری، عمران خان، قادری، بلاول راجہ اعظم خان ندیم اور مہدی شاہ کو کامیاب بنانے کی ہدایات دیتے ہیں ووٹ فروشوں کو ووٹ دینے پر جزائے خیر کا یقین دلاتے ہیں اور پرویزیوں کو سنیوں کی ضد میں مسلمانوں پر مسلط کرنے کے خواہاں رہتے ہیں۔

آپ تبلیغات والوں کی طرف سے یہاں بے نظیر، زرداری، گیلانی، عمران، قادری، کی حمایت کرنے والوں کو صبح عاشور الشکر امام حسین میں شامل ہونے والوں کا درجہ دیتے ہیں کیا یہی عقیدۂ عصمت ہے، یہی آپ کا اسلام ہے اور یہی امام حسین سے محبت کا ثبوت ہے؟ اس سے بڑا کیا جرم ہوگا کہ انسان خلاف قرآن ﴿وَ لا تَعاوَنُوا عَلَی الْاِثْمِ وَ الْعُدْوان﴾ کے خلاف سرگرم ہو جائے۔

آپ مجری قانون کو مقنن قانون میں خلط کر کے نتیجہ نکال کر فساد پھیلاتے ہیں بحث و مباحثہ کی جگہ ذاکرین کے ذریعے آنسو بہاتے ہیں، حق لینے کیلئے خواتین کے کردار پر آنسو گراتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ دنیا میں حق پر صرف آپ ہی ہیں جو بھی آپ کے عقائد کے خلاف بولے آپ اسے سنی و وہابی کہتے ہیں اور اس کے عقائد کو باطل کہتے ہیں۔ آپ نے جب کہا کہ قانون اللہ بناتا ہے۔ حضرت محمدؐ اس قانون کے لانے والے ہیں، نص قرآن کے مطابق حضرت محمدؐ نے قانون کی توضیح و تشریح عملی کی ہے تو یہ قرآن آپ کی درسگاہوں میں کیوں نہیں؟ جہاں تبین و تشریح کی ضرورت تھی وہاں حضرت محمدؐ نے وضاحت فرمائی ہے یہاں تک کہ آپ نے عرفات میں فرمایا ہم نے دیہ خارش تک بیان فرمایا ہے۔ اگر آپ

قرآن کواللہ کی کتاب مانتے ہیں تو اسے قانون اساسی میں کیوں نہیں لکھتے؟ یہاں مذہب جعفری ہے اگر آپ کے نزدیک قانون بنانے والے نبی کریم محمدؐ ہیں تو کیوں کہتے ہیں کہ ہم سنت محمدؐ، اصحاب سے نہیں لیتے ہیں۔

نبی کریمؐ کے بعد جانشین کا تعین قانون کا حصہ نہیں تھا لہٰذا اللہ نے اپنی کتاب میں اس جانشینی سے متعلق بیان نہیں فرمایا ہے، اسی طرح پیغمبرؐ نے بھی بیان نہیں فرمایا، اس لئے یہ کوئی قانون نہیں بن سکتا ہے یہ چند دن کا مسئلہ نہیں، یہ ایک خاص جگہ مکہ و مدینہ و حجاز کا مسئلہ نہیں بلکہ پورے خطہ ارضی کا مسئلہ ہے، جانشین پیغمبرؐ کی نامزدگی کے بعد اطراف واکناف مملکت کے امراء کا تعین آتا تھا اگر آپ اسلام کے حامی ہیں تو بتائیں اگر جانشین کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو فیصلہ کون کریگا؟ اگر نبی کریمؐ نے علی کو جانشین نامزد کیا ہوتا تو اس سوال کا کیا جواب ہے؟ کہ حضرت علی و بنی ہاشم اور آپ کے چاہنے والوں نے یہ مسئلہ کیوں نہیں اٹھایا، بتائیں آپ نے کیوں اس مسئلہ پر واویلا کیا؟ جبکہ حضرت علی نے حضرت ابو بکر کو خلیفۃ الرسول قبول وتسلیم کیا ہے، اسے امام حسن وحسین نے قبول کیا ہے، اس کو زید بن علی نے قبول کیا ہے، جس کے لئے آپ مرثیہ گویان ہیں۔ امام سجاد سے لے کر امام حسن عسکری تک سب آئمہ نے اس مسئلہ کو اٹھانے سے اجتناب وگریز کیا ہے آپ نے اس مسئلہ کے لئے آیات متشابہات سے استناد کیا ہے اور منصوص من اللہ و رسولؐ کہہ کر آیات محکمات کی دھجیاں اڑائی ہیں آپ نے نص کی بات کی لیکن نص کی تعریف بیان نہیں کی ہے۔

آپ نے اس مسئلہ کو قوتِ دلائل و براہین اور شجاعت و بے باکی کی بجائے عورتوں کی طرح گریہ و زاری کر کے زندہ و تازہ رکھا ہوا ہے اور سبحانی، میلانی، اراکی، عامی و نجفی

آیات متشابہات ،ضعیف ومرسل روایات اور معمات کا بارود چھڑکتے ہیں ۔آپ حضرت علی کی مظلومیت کے نام سے عالم اسلام میں کفر والحاد کی حکومتیں قائم کرنے کی راہ ہموار کرتے ہیں ۔آپ کی تاریخ بائیں بازو اور سیکولرازم کی حمایت میں رہی ہے،ہم حکومت قرآن کے داعی ہیں جس پر آپ لوگوں نے پابندی لگا کر بے معنی و بے مفہوم شور شرابہ قائم کر رکھا ہے ۔مراکز قرامطہ احساء وقطیف کے شیعہ قائدین نے دس بارہ سال جلاوطنی میں گزارنے کے بعد سعودی عرب میں آکر اختلافات ختم کر کے کہا کہ افہام وتفہیم سے مسائل حل کریں گے، یہ اعلان متعصب ترین عالم دین موسیٰ حسین صفار نے کیا ہے ۔اس طرح درس ولایت فقیہ امام خمینی کے آغاز میں امام نے یہی بات کی ہے کہ مسئلہ امامت مسئلہ ضرورت اجتماعی ہے انہوں نے نص کے بارے میں آیت تو دور کی بات، ایک حدیث بھی پیش نہیں کی ہے ۔

۳۔تیسرا نقطہ ضرورت اجتماعی ہے جس میں متاخرین علماء بھی یہی بات کرتے ہیں ۔

ا۔اگر امام نص من اللہ سے ہوتا ہے تو آیات محکمات سے ہوگا جبکہ ابھی تک آپ جن آیات سے استدلال کرتے آئے ہیں وہ آیات متشابہات ہیں ان آیات کے کلمات اور سیاق وسباق کا مسئلہ امامت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے آپ حضرات اصل عنوان کی وضاحت چھوڑ کر اپنے مدعٰی کو مفروغ عنہ تسلیم کروا کے آیات متشابہات کو روایات موضوعات سے سہارا دیکر مطالب کو شور شرابہ اور مخالفین کو گالم گلوچ سے منواتے ہیں اور نہ ماننے والوں کو دشمن اہل بیت اور سنی ووہابی کہہ کر کنارہ پر لگا کر اپنی جیت کا اعلان کرتے ہیں ۔

متکلمین شیعہ نے ائمہ کے بارے میں بعض شرائط ضروری گردانی ہیں، متکلمین کون ہوتے ہیں کہ وہ شرائط لگائیں یہ وضاحت کریں، کہیں یہ ہشام بن حکم، عبدالرحمٰن بن یونس،

نصیرالدین طوسی اسماعیلی تو نہیں؟ شرائط ہمیشہ دینے والے کی طرف سے عائد ہوتی ہیں، ان کو امامت کس نے دی ہے؟ آپ کے کلمات مضطرب ہیں کبھی کہتے ہیں اللہ نے دی ہے تو بتائیں اللہ نے یہ شرائط کہاں بیان کی ہیں اگر قرآن میں ہیں تو آیت پیش کریں۔ اگر رسول کریمؐ نے انہیں امام بنایا ہے تو کیا رسول کریمؐ اپنی طرف سے حجت بنا سکتے ہیں یہ اللہ کا بنایا ہوا دین مسلمین ہے یا دین قیصر و کسریٰ ہے؟۔

اس کا مقصد مسلمانوں کو قرآن اور سنت رسولؐ سے اعراض کر کے متکلمین کی بیان کردہ شرائط کا پابند بنانا ہے یہ اس عمامہ کی مانند ہے جس کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ اسے ولد حرام نہیں دیکھ سکتا ہے جو بھی کہیں گے ہم نے نہیں دیکھا تو وہ ولد حرام ہو جائیں گے۔

ہمارا انتقاد حوزات علمیہ پر یہ ہے کہ آپ لوگوں کی زبان میں دوئیت پائی جاتی ہے جہاں آپ کہتے ہیں اعتقاد میں تقلید نہیں ہے لیکن جب میدان عمل میں آتے ہیں تو اہل سنت اشعری اور ماتریدی کی تقلید کرتے ہیں آپ علامہ حلی اور نصیرالدین طوسی اسماعیلی کی بیان کردہ اصطلاحات کو ایک سرخ عنوان بناتے ہیں۔

نابالغ امام:۔

صاحب پایان نامہ نے میرے عقائد کو نقد کا نشانہ بناتے ہوئے مجھے نابالغ امام کی امامت سے انکار کرنے کا مجرم قرار دے کر فرمایا کہ شرف الدین نابالغ امام کو بھی نہیں مانتے حالانکہ ہمارے حوزے کے دو مایہ ناز محقق آغا سید احمد خاتمی اور آغا رسول جعفریان نے اس اشکال کا کافی وشافی جواب دیا تھا پتہ نہیں کتابیں نہیں دیکھیں یا نہیں دیکھتے ہیں یا نہیں پڑھتے

ہیں۔لیکن خود فاضل ارشد کے لئے برائے حفظ آبرو مناسب تھا اس شرمندہ و نا قابل ذکر مسئلے کو نہیں چھیڑتے چنانچہ امام خمینی اپنے وصیت نامہ سیاسی میں نہیں لکھ سکے کہ ہمیں یہ افتخار واعزاز حاصل ہے کہ ہمارے ہاں نابالغ بھی امام بن سکتا ہے۔

کیونکہ اسکو نمونہ بنا کر اپنی مساجد میں نابالغ بچے کی امامت کا اعلان نہیں کر سکتے کسی یتیم کو بلا ٹوک اپنے مال میں تصرف کرنے سے نہیں روک سکتے ہیں ریاست جمہوری، ریاست قضائی، ریاست عسکری غرض جہاں جہاں سن بلوغت کی شرط لگائی گئی ہے وہ سب منسوخ کرنا پڑتا تھا آپ کو چونکہ مذہب پر ہونے کی وجہ سے دلائل کا بحران رہتا ہے خاص کر طالب علمی کی زندگی میں سیاہ عینک پہن کر چلنا پڑتا ہے ان کتب کے مطالعہ کرنے پر بھی پابندی ہے جن میں اسلام کی بات لکھی ہوئی ہے کیونکہ آپ کے بزرگان کے نزدیک یہ مذہب کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔آپ لوگوں کو زیادہ وقت دین و دنیا دونوں کے لئے غیر مفید کتب کو دینا پڑتا ہے تاکہ نمبر زیادہ ملیں ۔

ہم نے اس سلسلے میں ایک سوالنامہ ارشدین حوزہ کو بھیجا ہے جسے وہاں کے فاضل استاد آغا یوسف عابدی نے جواب کے قابل نہ سمجھ کر بے اعتنائی برتی تھی۔

ہم اپنے دلائل بے شمار کو موقعہ محل ملنے پر پیش نہ کرنا بھی حقائق پیش کرنے میں بخل سمجھتے ہیں، اس میں کفایت و قناعت شعاری مذموم سمجھتے ہیں حوزے کی دو بزرگ علمی شخصیات مدافع از حریم امامت جناب آغا رسول جعفریان اور امام جمعہ تہران آغا خاتمی نے اپنی کتابوں میں اس اشکال کا جواب دینا اس لحاظ سے مناسب سمجھ کر لکھا تھا کہ ہمارے حوزے کے پرورده کے لئے پہلے کسی برجستہ شخصیت کا حوالہ قانع ہوتا تھا۔جس طرح آپ سے پہلے

بزرگان وعمائدین نے امام زمان کے بارے میں وارداشکالات سے نظریں ہٹاتے ہوئے یہ بتایا کہ اتنی عمر گزارنا اللہ کی قدرت سے محال نہیں ہے۔اگر اللہ چاہے تو کوئی انسان اس سے بھی زیادہ عمر گزار سکتا ہے جبکہ لوگوں کا اشکال اس پر یہ تھا کہ امام زمانہ کو پیدا ہونے کے بعد کتنے لوگوں نے دیکھا ہے،امام حسن عسکری نے اپنے بعد آپ کے حجت ہونے کا اعلان کتنے گواہوں کے سامنے فرمایا تھا؟اس سوال کا جواب دینے سے طفرہ کرکے طول عمر کا امکان ثابت کرکے گزر گئے۔ان دونوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔عیسیٰ و یحییٰ بچپنے میں نبی بنے تھے، یہ بھی انھوں نے اپنی تفسیر بالرائے ممنوع سے استفادہ کیا تھا۔

قرآن کے تحت تکالیف شرعی فردی و اجتماعی حتیٰ جرم و جنایت کے ارتکاب پر تعقیبات حد بلوغ کے بعد ہوتی ہیں والدین سے پوچھا جاتا ہے،دفتروں میں رجسٹر دیکھتے ہیں حد بلوغ ایک حد محسوساتی ہے جو کردار و رفتار و گفتار سے بطور نمایاں نظر آتی ہے لہٰذا قرآن میں بالغ ہوا ہے یا نہیں،آزمائش کرنے کا حکم ہے بلوغت عقل کی بنیاد پر رکھی گئی ہے۔قرآن کریم میں آیا ہے نابالغ بچہ اپنے لئے عقد نکاح اجراء نہیں کرسکتا ہے،کسی کا وکیل نہیں بن سکتا ہے وہ اپنے ذاتی مال میں تصرف نہیں کرسکتا ہے۔

لیکن اجتماعی وسیاسی حکمرانی کے لئے آج کل کی مقرر کردہ حد سے بھی زیادہ شرائط عائد کی گئی ہیں امور اجتماعی کے لئے حد بلوغ ۱۸۔۲۰۔۲۵ سال رکھی گئی ہے۔

امام ساز و قائد ساز حوزہ سے امام خمینی یا رہبر معظم سے استفتاء کرتے کہ حضرت آیت اللہ بعض وہابی اور روشن خیالوں نے ایک قسم کا جنجال چھوڑ رکھا ہے کہ نابالغ امام نہیں بن سکتا ہے اس بارے میں آپ کا فتویٰ بہت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ مملکت کی اکثریت آپ کی

تقلید کرتی ہے اس ناقص العقل کے خیال میں امام خمینی لکھ کر جواب قطعاً نہیں دیتے کیونکہ بقول سلمان نقوی اور آیت اللہ رئیسی یہ چیزیں بد بخت سنیوں کے ہاتھ لگنے کا خطرہ رہتا ہے، شفائی جواب فرماتے۔

امام نابالغ کے جواز میں حضرت عیسیٰ و یحییٰ کا بلوغت سے پہلے منصب نبوت پر فائز ہونے سے استناد کیا گیا ہے۔مفسرین قرآن کریم نے کہا ہے قرآن کی آیات کی تفسیر میں دو چیزیں دیکھنا ہوتی ہیں ایک کلمات آیت دوسرا سیاق وسباق آیتھے کہ حضرت عیسیٰ و یحییٰ دونوں نے بلوغت سے پہلے نبوت پر فائز ہونے کا اعلان کیا، دوسرا آیت کے سیاق و سباق سے ماخوذ ہے۔حضرت عیسیٰ و یحییٰ نابالغ عمر میں نبی ہو گئے یہاں ان دونوں کے نابالغ عمر میں نبوت کا اعلان کرنے کے پس منظر کو دیکھتے ہیں کیونکہ ان دونوں کو نابالغ عمر میں نبوت دی گئی ہے۔جولوگ امامت نابالغ اخذ کرنا چاہتے ہیں انہیں دیکھنا چاہئے کہ یہاں بھی پس منظر ان دو جیسا ہونا چاہیے، اللہ نے انھیں دیگران کی نسبت قبل از بلوغ نبوت عنایت کی جو غیر عادی ہے یہ ایک استثنائی صورت ہے یہ ایک قسم کی ترجیح ہے۔کیا آپ اس سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ ان کی طرح ہر نبی نابالغ عمر میں بھی نبی ہو گا یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے کیونکہ ایسا ہوتا تو عیسیٰ اور یحییٰ کی طرح سب نبیوں کے بارے میں یہی بات قرآن میں مذکور ہوتی لہٰذا نابالغ امام کا جواز ممکن نہیں کیونکہ اس کے لئے کوئی آیت نہیں اتری ہے۔

حضرت عیسیٰ نے گہوارے میں ماں کی بجائے خود جواب دیا، اس طرح حضرت یحییٰ کے بارے میں آیا ہے کہ آپ کو بالغ عمر میں حکم دیا گیا ہے، ان دونوں کے بارے میں اللہ نے خبر دی ہے کہ ان کو حکمت دی، آپ نے اپنے دو اماموں کے بچپنے میں امام بننے کے جواز

میں آیات پیش نہیں کی ہیں اور سورہ مبارکہ مریم کی آیت ۱۲ پیش کی ہے حالانکہ یہاں اللہ نے حضرت عیسیٰ کو بچپن میں حکم دیا ہے یعنی حکم سے مراد نبوت نہیں ہے اس سلسلے میں تفسیر المیز ان جلد ۱۴ اص ۱۹ پر صاحب المیز ان نے لکھا ہے کہ لوگ حکم سے مراد فہم عقل و معرفت، آداب اور فراست و ذہانت و نبوت لیتے ہیں، لیکن یہاں آیت میں نبوت مراد نہیں ہے کیوں کہ سورہ جاثیہ آیت ۱۶ میں آیا ہے ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب دی ہے نبوت دی ہے حکم نبوت کے مقابلے میں آتا ہے سورہ انعام آیت ۹۰ میں بھی حکم مقابل نبوت ہے دونوں آیات میں حکم غیر نبوت ہے یعنی صاحب المیز ان نے لکھا ہے حکم سے مراد نبوت لینا درست نہیں ہے۔

حضرت عیسیٰ کو بچپن میں وحی ہونا حضرت مریم اور خود حضرت عیسیٰ سے دفاع کی خاطر تک محدود تھا یہی سوال ان دو اماموں کی امامت کے بارے میں بھی آئے گا کہ ان دو نابالغوں کو بھی امام بنانے میں کونسی حالت درپیش تھی جسے یہاں اختیار کریں گے۔

جس عیسیٰ کی نبوت کا اعلان گھوارے میں ہو لیکن آپ نے نبوت تیس سال میں سنبھالی تھی' دنیا جانتی ہے کہ بچہ دو سال تک دودھ پیتا ہے چل پھر نہیں سکتا وہ خود اپنی والدہ سے ہدایت لیتا ہے کیسے اس عیسیٰ نے گھوارے کے اس اعلان کے بعد دعوت شروع کی تھی، کہیں نہیں آیا ہے۔

تفاسیر میں آیا ہے بنی اسرائیل میں حکم کی حیثیت سنت کی حیثیت ہے جس طرح '' **واذکروا نعمت اللہ علیکم، و ما انزل علیکم من الکتاب** '' کے بعد والحکمۃ آیا ہے سورہ احزاب ۳۴، اللہ نے انبیاء کو بنی اسرائیل میں دیگر اقوام سے زیادہ بھیجا یہاں تک کہ انھوں نے اسے اپنا افتخار و اعزاز بنایا ہے۔ بنی اسرائیل نے کثرت انبیاء کو اپنی فضیلت

اور محترم ومکرم ہونے کی نشانی بتایا ہے حالانکہ یہ ان کی مذمت میں تھا۔جس طرح بعض ملکوں یا علاقوں میں ہر دو تین سال بعد حکمران اور گورنر بدل جاتے ہیں کسی علاقے کی انتظامیہ کا بار بار بدل جانا ان کی فضیلت نہیں بلکہ ان کی سرکشی وطغیان کی دلیل ہے جیسا کہ وہاں ان کے انبیاء کے قتل ہونے کا بھی ذکر آیا ہے کہ وہ انبیاء کو قتل کرتے تھے سورہ بقرہ آیت ۹۱۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں اللہ کی طرف سے ہمہ وقت حجت ہونے کی نفی کی گئی ہے جب تک ضرورت نہ ہو اللہ نبی نہیں بھیجتا ہے۔

حضرت یحییٰ وعیسیٰ کے بچپنے میں وحی کے حامل ہونے کی حکمت میں تین نکات جو حضرت عیسیٰ نے بیان کئے ہیں، ان کے تحت تہمت کو رفع کرنے کے لئے بنے ہیں اسی طرح کہا کہ میرا بغیر باپ پیدا ہونے سے استدلال نہ کریں کہ میں اللہ ہوں، میں اللہ کا بیٹا بھی نہیں ہوں بلکہ میں اس کا بندہ ہوں اور میری ماں کے پاکیزہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے مجھے کتاب بھی دی ہے اور نبی بھی بنایا ہے۔اگر کسی فعل کے بارے میں صیغہ ماضی استعمال کیا جائے حالانکہ وہ وقوع نہ ہوا ہو تو یہ فریق کو یقین دلانے کے لئے کہتے ہیں کہ، بس ہو گیا سمجھو، جب کسی کو کوئی چیز دینے کا وعدہ کیا جائے تو وہ پوچھیں گے کب دیں گے تو وہ دوبارہ کہتے ہیں ،سمجھ لیں دے دیا، یہاں ماضی کا لفظ استعمال کرتے ہیں اگر کہنے والا عادی انسان ہے تو شک رہتا ہے کہ ہو گا یا نہیں، لیکن اگر یہ اللہ استعمال کرے تو یہاں جائے شک نہیں رہتی ہے ،وہ مخاطب کو بتاتا ہے کہ یہ ہو کے ہی رہے گا، نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا ہے ایسا صیغہ قرآن میں چندین جگہ استعمال ہوا ہے جہاں سامعین اس بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہوں جیسے عذاب کب نازل ہو گا، قیامت کب ہو گی۔

۱۔﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ﴾(قمر:۱)قیامت قریب ہوگئی ہے اور چاند شگاف ہوگیا ہے لیکن ابھی تیرہ چودہ سو سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے قیامت نہیں آئی ہے ۔ ﴿اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسابُهُم ﴾(انبیاء:۱)لوگوں کے لئے حساب کاوقت نزدیک ہوگیا ہے۔سورہ فرقان کی آیت ہے پیغمبرؐ قیامت کے دن فرمائیں گے یا﴿ يا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوراً ﴾پیغمبرؐ نے یہ اپنی حیات میں نہیں فرمایا بلکہ قیامت کے دن فرمائیں گے سورہ نحل کی آیت ۔امیں﴿أَتى‏ أَمْرُ اللَّهِ فَلا تَسْتَعْجِلُوهُ سُبْحانَهُ وَ تَعالى‏﴾ کا امر آیا ہے جلدی مت کرو۔

اگر داعی دین پانچ یا آٹھ سال کا بچہ ہواور وہ ایک بڑے منصب کا داعی بنے تو کیا لوگ مسخرہ نہیں کریں گے؟اس کا کیا جواب دیں گے؟۔اگر یہ خوبی آپ کے مذہب کو حاصل ہے تو اپنے مجلّات اور روزناچوں میں خطباء وسخن ور، ٹی وی سے اعلان کریں کہ ہمارے مذہب کو یہ افتخار حاصل ہے کہ پانچ سال کا بچہ امامت کرسکتا ہے،سربراہ مملکت بن سکتا ہے، یہ اعلان کیوں نہیں کراتے لیکن میں کہہ رہا ہوں کہ آپ ایسا کبھی نہیں کریں گے کیونکہ آپ طاقت استعمال کرنے کونعم البدل از دلیل سمجھتے ہیں۔

آپ بھی اپنے صوفی بھائیوں کی تأسی و پیروی کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہر چیز کی دلیل نہیں ہوتی ہے یا معزالدین فاطمی کی تأسی کرتے ہوئے طاقت استعمال کریں گے ۔ تمہاری ایسی کی تیسی ہم چاہے جس طریقے سے جواب دیں ، ہماری مرضی ، یا علامہ مؤرخ جلیل رسول جعفریان یا آغا احمد خاتمی کی طرح جواب دیں گے جو بلوغ طفرائی کے قائل تھے ۔یعنی ان کے مطابق سرعت اور تیزی سے چھلانگ مار کر بھی کوئی انسان بالغ ہوسکتا ہے،اس

پرآپ سے سوال ہے کہ بلوغ طفری کا کوئی فارمولہ ہے تو بتائیں ۔ابھی تک ایسا کوئی فارمولہ آیا ہے اور نہ آئے گا، البتہ چوزے نکالنے کا فارمولا گھٹا کے چند دن بنایا ہے لیکن وضع حمل میں نو مہینے چھ مہینے سے کم کرکے ہفتہ مہینہ نہیں بنا سکے ہیں، انھوں نے ایک اور جواب بھی دیا ہے وہ سورہ مریم آیت ۱۲ اور حضرت یحیٰؑ کے بارے میں سورہ مریم آیت ۲۹ کے تحت ہے، حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اللہ نے مشککین و معاندین ومنکرین کو قانع کرنے کے لئے مداخلت کی ہے، معجزہ دکھایا ہے، اگر انبیا کے معجزے کو آپ نے بھی استعمال کرنا ہے تو ٹھیک ہے۔

۳۔ہم اپنے مذہب کو بہتر دکھانے کی کوشش میں رہتے تھے اس حوالے سے بزرگان کی کتابیں پڑھتے تھے فلسفہ اور عقائد پڑھے چنانچہ اصول دین مرحوم آیت اللہ باقر الصدر سے پڑھے۔

جب ہم نے کتاب عقائدورسومات لکھی تو دفاع از شیعہ لکھی تھی کہ یہ تمام خرافات و شرکیات وفضولیات غالیوں نے پھینکی ہیں یہ سب مذہب اہل بیت میں نہیں ہیں لیکن یہ مذہب ابی الخطاب الاسدی، دیصانی، محمد علی نصیری، بحرانی اور شیخی والوں کا ہے لیکن جو علماء ان کے صدقات خور ہیں وہ انہی چیزوں کو اساس مذہب سمجھتے تھے وہ ان کے ساتھ مل گئے ہیں اس دفاع کرنے کے جرم میں مجھے اندر خانہ محصور کیا گیا یہاں تک کہ آغا نجفی نے مجھے منافق کہا اور میری کتابیں پڑھنا حرام قرار دیا، محترم محمد حسین صاحب نے ہمیں مذہب خمسہ غرابیہ و شیعہ سے نکالا، یہاں سے ہمیں پتہ چلا کہ اس مذہب کا رشتہ امام جعفر صادق سے نہیں ملتا ہے یہ مذہب جس گھرانے سے تعلق رکھتا ہے وہ اصیل نہیں لصیق ہیں جو کسی اور جعفر سے ملتے ہیں

اس کا نام تاریخ میں جعفر کذاب کے نام سے معروف ہے۔

لیکن بدقسمتی سے ہم بری طرح سے نا کام ہوئے، ان مجالس میں توحید سے زیادہ شرکیات، علم سے زیادہ خرافات، ہدایات سے زیادہ ضلالت محمدؐ رسول اللہ کی جگہ مجتہدین و علماء کی شرکیات نے فضاء کو بہت آلودہ کیا ہے یہاں ایک فاضل ارشد قم ہمارے پڑوس میں نزول فرما ہیں، میرے لئے سوہان کے تحفہ کی جگہ غیظ وغضب لائے اور چار پانچ مہینے سے پڑوس میں رہنے کے باوجود اس بدنام بوڑھے کی خیرو عافیت پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا۔

میں نے دل کا درد عرض کرنا مناسب سمجھا، ہم نے کہا جناب محترم آپ سے ایک سوال ہے، ہمارے علماء جہاں نبی کریمؐ کا ذکر کرنا ہوتا ہے وہاں بھی حضرت علی کا ذکر کرتے ہیں، جواب میں برجستہ بغیر تامل کے فرمایا ''علی نفس رسول ہیں'' یہی جواب ہم عمر بھر سنتے رہے تھے، حق وانصاف تو یہ تھا کہ کسی دن علی کے ذکر کے موقع پر رسولؐ کا ذکر بھی کرتے لیکن کبھی ایسا دن نصیب نہیں ہوا گویا ان کے مطابق علی نفس رسولؐ تھے لیکن نبیؐ نفس علی نہیں بنتے تھے، اسے انھوں نے تین چار دفعہ دہرایا، آخر میں نے عرض کیا آپ جانتے ہیں علی نفس رسول ہونے کا نتیجہ کیا بنتا ہے، ایک نتیجہ فقہی ہے اس صورت میں اس کا نتیجہ حلول میں ہوتا ہے کہ نبی علی میں حلول کر گئے یہ غرابیوں کا عقیدہ ہے اس پر انھوں نے آخر میں اپنا فیصلہ سنا کر کہا تم مافیا کے لئے کام کرتے ہو۔

جناب فاضل ارشد مدرسہ امام خمینی نے میرے نظریہ امام مہدی کو میری کتاب علماء و دانشوران بلتستان سے نقل کرنے کے بعد جہاں آپ نے لکھا ہے امام کو پیدا ہونے کے بعد دو عادل گواہوں نے نہیں دیکھا ہے، فاضل محترم کے عاصمان اجتہاد میں تحقیق کرتے وقت

ہاتھ پھسل گئے، ہوش اڑ گئے، میں بلتستان کے دیہات میں ہوں یا اجتہاد سازی کے کارخانہ جات کی گلی میں بیٹھا ہوں، حدیث کساء وتوسل پڑھ رہا ہوں یا علوم مشرکین یونان و روم و منافقین بصرہ و بغداد پڑھ رہا ہوں، اجتہاد تلاش حقیقت نہیں بلکہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ سے اعراض کر کے حکم دینے کو کہتے ہیں۔

۴۔ہم نے نجف سے واپسی کے بعد ترویج دین، عزاداری امام حسین کے ذریعے کرنا سوچا تھا کیونکہ نجف میں سنا تھا ''ان **الحسين مصباح الهدىٰ و سفينة النجات** ''یہ حسین کون تھے؟ یہ کیوں اور کس بنیاد پر یزید بن معاویہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے؟ حسین کیسے اور کیوں سفینہ نجات ہیں؟ مراسم عزاداری میں طوفان بدتمیزی، خرافات گوئی اور ابہام وتہمت وافتراء سند العہد علی الراوی کہہ کر اسلام کا بیڑا غرق کرنے والا جیش ابرہہ جو کعبہ کو مسمار کرنے آیا تھا اب عزاداری کے نام سے اسلام پر حملہ کر رہا ہے۔امام حسین کو یزید اور یزید کے نمائندوں وکیل عبید اللہ بن زیاد اور خوارج و منافقین نے گھیر کر قتل کیا تھا، لیکن عزاداری میں تمام ترغم وغصہ اور سب وشتم ولعن کا نشانہ پہلے دن سے رسولؐ اللہ کو'' آمنا و صدقنا'' کہنے والے اور قریش کے نوجوانوں کو چن چن کر حضرت محمدؐ کے پاس لانے والے حضرت ابوبکر کو بناتے اور ان کے خلاف غلیظ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

اس پر اکتفاء نہیں کیا حضرت عمر کو بھی نشانہ بنایا ہے پھر اس پر بھی اکتفاء نہیں کیا بلکہ پورے سنیوں کو یزیدی کہہ کر لعن کرنا شروع کرتے ہیں سب وشتم بر خلفاء، قرآن اور سنت محمدؐ کے علاوہ حضرت علی کی سیرت کے بھی خلاف ہے جہاں آپ نے مالک اشتر نخعی، حجر بن عدی، عمرو بن حمق کو سب معاویہ سے منع کیا تھا، علی کی نظر میں ابوبکر معاویہ سے بدرجہ ہا بلند و بالا

اوصاف کے مالک تھے، باقر صدر اور محمد حسین کاشف الغطاء نے شیعوں کے اس فعل کو حرام قرار دیا ہے۔

یہاں تک کہ خلفاء کو سب وشتم سے منع کرنے والے بھی ان کا نشانہ نہ بنے، آپ کے انقلابیوں نے ہمیں منافقین کی بھی سند دی ہے، حالانکہ ہم نے انہیں کبھی غاصب و ظالم و کافر نہیں کہا تھا یہ چیزیں مجھے ابھی پتہ چلی ہیں کہ یہ بدعت غلات مردود نے چلائی تھی۔ جس فرقے کو اہل سنت والجماعت معتدل کہتے تھے ان کے بنیادی بلکہ ابتدائی عقائد میں سے ایک سب وشتم بر خلفاء ہے۔ یہ بدعت تاریخ بشریت میں کسی اور قوم کے پاس نہیں ہوگی، ملک کی موجودہ صورت حال اسی فعل شنیع کا نتیجہ ہے، جب فعل شنیع کا ذکر آتا ہے سب کے روکنے کے بعد اس کے ٹکنے کی جگہ نہیں بنتی تھی۔ ہم نے کہا حضرت سے منسوب کتاب نہج البلاغہ میں نص کا ذکر نہیں ہے، یہاں صلاحیت و اہلیت کا ذکر ہے تو وہ منکر نص اور منکر امام مہدی کہنے لگے، یہاں سے ہم نے امام مہدی سے متعلق کتب جو امام مہدی کے بارے تحقیق نہ کرنے کی وجہ سے میرے لئے ایک سرمایہ تھیں انہیں دوبارہ پڑھنا اور اس موضوع پر لکھنا شروع کیا، بحث حول المہدی آیت اللہ باقر صدر، موسوعہ امام مہدی آیت اللہ محمد صدر، سلسلہ الندوہ محمد حسین فضل اللہ وغیرہ کو دوبارہ پڑھا، امام مہدی پر لکھی گئی خالص عربی میں جتنی کتابیں میرے پاس پڑی ہیں الحمد للہ پاکستان کی کسی لائبریری میں اتنی کتابیں امام مہدی کے بارے میں نہیں ہونگی۔

سنی کہتے ہیں مہدویت ہے یعنی کوئی مہدی آئے گا، شیعہ کہتے ہیں مہدی پیدا ہو کر غائب ہو گئے ہیں، وہی دوبارہ آئیں گے، بلتستان کے شہر چلو جسے آج کل گانگھے کہتے ہیں

وہاں ۱۵ شعبان کو میلاد مہدی منائی گئی تو سنی عالم نے آ کر تقریر میں کہا، ہمارے اور آپ کے درمیان امام مہدی کے بارے میں صرف اتنا اختلاف ہے کہ ہم کہتے ہیں کوئی مہدی آئے گا اور آپ کہتے ہیں وہ مہدی پیدا ہوا ہے تو محترم جعفری نے خطبہ صدارت میں فرمایا دونوں کی برگشت ایک ہے، یہاں نزاع معمولی ہے۔ محترم سید جوادنقوی نے اس حوالے سے بہت چکر چلایا ہے آپ نے کسی سے کہا امام مہدی کے منتظر ہیں اور کسی سے کہا مہدویت کے منتظر ہیں غرض فلسفہ مہدویت اسی پر قائم ہے۔

آغا صلاح الدین سختی سے منصوصیت کے حامی اور مدافع رہے ہیں جب بھی امام خمینی کا بیان آتا تھا، یہاں ہمہ چیز دست ملت است آتی تھی، میں ان کو سناتا تھا لیکن وہ نہیں مانتے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے ولایت فقیہ پر کتاب لکھی، اس میں بھی منصوصیت کو اٹھایا تھا، مجتہدین کے لئے لمبے اختیارات لکھے، آج بھی ان کی سرپرستی میں ایک محکمہ شرعیہ چل رہا ہے، وہاں مجتہدین کی اجازت کے تحت فیصلہ دیتے ہیں، معلوم نہیں ہوا اب تک کتنی عورتوں کو طلاق جاری کر چکے ہیں۔

نقد بر نظریات علی شرف الدین در بارہ امام مہدی:۔

ناقد ظریف نے اپنے نقد میں لکھا ہے آیات قرآن و سنت رسولؐ میں ظہور امام زمان کی بشارت دی گئی ہے، اس بات پر فرق اسلام کا اجماع و اتفاق ہے کہ ظہور مہدی قائم آل محمد آخر الزمان میں ہوگا، یہ قیام روحانی عالمی دنیا کو ایمان باللہ اور احکام شریعت اسلام پر استوار کرے گا اور دنیا کو ستم گروں کے چنگل سے نجات دلائے گا، پرچم عزیز اسلام کو پوری دنیا میں بلند کرے گا، یہ وعدہ الٰہی تخلف ناپذیر ہے دنیا اس کی طرف رواں دواں ہے، آسمان

ظہور مہدی کے لئے نظارہ کر رہا ہے۔ دین اسلام دین عالمی ہوگا، اس پر آیات قرآن، روایات متواترہ اور اجماعات شاہد ہیں، ہر مسلمان جو قرآن و سنت محمدؐ کا معتقد ہے امام مہدی کا معتقد ہے۔

یہاں آپ سے ایک سوال کر سکتے ہیں کسی کے گھر میں تین بچے ہیں تینوں کا نام محمد رکھتے ہیں تو اپنے گھر والوں کے لئے اپنے بچے نکرہ بن جاتے ہیں امام مہدی کا انتظار کرنے والوں کے لئے اب تک کم سے کم چار سو امام مہدی آچکے ہیں، آپ بھی امام مہدی کا انتظار کر رہے ہیں آپ سے سوال ہے کہ اب تک آنے والے چار سو مہدیوں میں سے آپ کون سے مہدی کا فرماتے ہیں ذرا وضاحت کرتے تو اچھا تھا۔

فاضل ارشد مثل دیگر افاضل تجر گرایان قمیون جیسے ہیں ان کا کیا کہنا عالی شان عمارت چمک دمک میں مثل ریاست جمہوری میں مفت خوری، چلو مرغ، چلو کباب سے لطف اندوز ہونے کے بعد بغل میں پانچویں صدی کی لکھی گئی کتاب لے کر اجتہاد یعنی بلا اسناد موثق فتویٰ دینے کے لیے نکلتے ہیں۔

امام خمینی نے ولایت فقیہ کے آغاز میں فرمایا ہے، ہزار سال گزر چکے ہیں امام مہدی نہیں آئے اور آئندہ بھی ہزار سال میں تشریف نہیں لائیں گے، آغا سید محمد جواد نے مہدی کو ثابت کرنے سے عاجز ہونے کے بعد کہا کہ ہمارے ہاں مہدی نہیں مہدویت ہے، سعودیہ کے شیعہ عالم دین شیخ حسین صفار نے فرمایا عقیدہ امام مہدی سے ہمیں نقصان پہنچا ہے ان فرمودات کا کیا ہوگا؟

آپ اجماع کو بابنگ دہل رد کر چکے ہیں، اجماع والوں کے خلاف سب و دشنام

سے بھری غلیظ زبان استعمال کر چکے ہیں، آج اجماع سے کس منہ سے اور کس رو سے استناد کرتے ہیں؟ اگر پوری امت اسلامیہ نے اجماع کیا ہے تو بھی ان اجماعات کی کیا سند ہے آپ پہلے اس اجماع کا مسئلہ حل کریں کہ اجماع کیا ہوتا ہے؟ کیسے بنتا ہے؟ کہاں بنا ہے؟ اور کس نے اس کو حجت گردانا ہے؟ اگر اجماع حجت ہے تو آج ہی بغیر کسی تاخیر کے خلفاء ثلاثہ کو تسلیم کریں اور اپنی سبّ وشتم کی معافی مانگیں اور علی اور امام مہدی میں سے ایک کو پکڑیں۔

اگر امام مہدی کے پیدا ہونے پر اجماع ہے تو دس بیس چشم دید عادل گواہان کو سامنے لائیں۔ امام مہدی کو ثابت کرنے کے لیے سابقہ مطعون ومردود اجماع سے تمسک تعجب آور اور شرم آور ہے۔ فقہ میں عورت تین طلاق ہونے کے بعد حرام ہو جاتی ہے جبکہ آپ اجماع کو ہزار سال سے ہزار بار طلاق دے چکے ہیں، پھر اس سے رجوع کیسے ہو سکتا ہے؟ شیعہ سنی دونوں کا امام مہدی کی آمد کے بارے میں اجماع سے استناد کرنا مطلقہ بائن سے رجوع کرنے جیسا ہے یا کسی معدوم سے مدد مانگنے جیسا ہے۔ آپ بھول گئے ہیں کہ آپ اجماع کو رد کر کے حضرت علی کی خلافت بلافصل ثابت کرتے آئے ہیں، اگر اجماع سے امام مہدی ثابت ہو جائے تو پہلے خلفاء کی امامت ثابت ہو جائے گی جو آپ کی بنیاد کو ہلا دے گی ایک مہدی کو ثابت کرنے کے لئے آپ کو تمام خلفاء بنی عباس تک کو قبول کرنا پڑے گا۔ آپ کی خدمت میں ایک سوال ہے ایک شخص جو ہفتہ مہینے میں فتویٰ بدل لیتے ہیں اس کے مقابل میں وہ بھی ہیں جو فتویٰ نہیں بدلتے ہیں فتاویٰ ثابت رکھتے ہیں اگر آپ دس مجتہدین کے فتاویٰ دیکھیں تو ہر ایک کا فتویٰ ایک دوسرے کے خلاف ہوگا اس صورت میں آپ کس کے

فتویٰ کو ترجیح دیں گے۔

بتائیں مجتہدین خامنہ ای اور سیستانی کے نام سے عالم تشیع کو کیوں ٹکڑے کیے ہوئے ہیں ''وابھذہ اتکلمات المتضاربة المتناقضة المتشاکسة المتنافرة عمن تخادعون ، تخادعون ا لشیعه ، ام ا تخادعون المسلمون ام تخادعون انفسکم ام تخافون الله و الله یخادعکم ان شاء الله'' آپ نے یہ جو قرآن اور سنت جماع کی کھچڑی سے امام مہدی کی آمد کا دعویٰ کیا ہے یہ صریح آیات قرآن سے متصادم ہے آپ لوگ امام مہدی کے ذریعے دنیا مہد عدالت امن و امان ہو جائیں گے ظالمین کا ریشہ ختم ہو جائے گا۔اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ ایسا نہیں کرے گا اگر کرنا ہوتا تو وہ خود سب کو ہدایت کے راستے پر گامزن کر دیتا اور انبیاء مبعوث نہیں کرتا۔یہ جو آپ اور دیگران کہتے ہیں کہ امام مہدی دنیا کو عدل و انصاف سے پر کریں گے یہ آیات قرآن سے متصادم ہے اللہ فرماتا ہے حق و باطل کی جنگ قیام قیامت تک جاری رہے گی۔

﴿فَأَغْرَيْنا بَيْنَهُمُ الْعَداوَةَ وَ الْبَغْضاءَ إِلى يَوْمِ الْقِيامَةِ﴾ (مائدہ۔۱۴)

آپ لوگ دلائل عقلی اور قرآنی سے محروم ہونے کے بعد روایات سازی ومبالغہ آرائی کرنے کی وجہ سے شرمندہ ہیں اور اپنی دو تین سو روایات کو چھوڑ کر آپ کا صحیح بخاری و مسلم اور صحاح ستہ سے متوسل ہونا شرمناک ہے ان کا حشر بھی کافی اور من لا یحضر الفقیہ سے بہتر نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے اجماعات بلا اجتماع کا سلسلہ شروع کیا ہے،اجماعات بلا اجتماع میں بھوسہ بھر کر پیش کرتے ہیں اور دلیل نقلی دینے سے فرار اختیار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہر دور میں اللہ کی طرف سے ہادی آیا ہے وہ ہادی کہاں گئے؟ ان کا نام کیوں نہیں لیتے

ہیں۔

۲۔جناب محترم شفا نجفی استاد بزرگ جامعہ اہل بیت و جامع کوثر امیر کاروان، حجاج کو اسلام آباد کے ہوائی اڈے پر بے حجاب خواتین و مسافرین کے بیچ میں احرام بندھواتے اور تلبیہ پڑھاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ دسویں کو اگر قربانی نہیں ہوئی تو گیارہ ذوالحجہ کو محل نہیں ہو سکتے ہیں، انہوں نے اپنے حاجیوں کو مجھ سے ملنے پر پابندی لگا رکھی ہے اور جمعہ کے خطبوں میں مجھے منکر امام زمان کہہ کر نفرت دلاتے ہیں۔

بہر حال ہم نے قرآنی معارف پر سوالات اٹھائے، آپ ہم سے زیادہ علوم کے حامل ہوتے ہوئے مقابلہ میں شریک ہوئے تھے، سوالات میں سے ایک آیت اولی الامر تھی اس کا مصداق کون کون ہیں تو جواب میں آئمہ معصومین لکھا تھا، میری نظر میں جواب غلط دیئے تھے، انہوں نے مطالعہ کرنے اور غور وخوض کرنے کی زحمت نہیں فرمائی تھی، جوبات عالم بننے سے پہلے سنی تھی وہی لکھی تھی لیکن میں نے ان کی تواضع وانکساری کو پسند کرتے ہوئے انعام بھیجا تھا۔

۳۔جناب استاد دانشگاہ تہران محمد باقر نے علوم قرآنی پر ڈاکٹریٹ کیا اور اس پر کتاب لکھی، آپ سے مکہ میں بعثہ رہبری میں ملاقات ہوئی، جناب آغا واحدی نے مجھ سے فرمایا یہ آغا محمد باقر ہیں یہ بزرگ آپ کے کام آئیں گے یعنی ان کا مقصد یہ تھا میں اس وقت سیمنار قرآن منعقد کرتا تھا، اس کے لئے مقالہ نویس ومقرر چاہیے تھے، خوشی ہوئی اس کمرے سے نکل کر ٹیلی فون خانہ میں گئے۔آغا بزرگ وہاں تشریف لائے، میں نے موصوف سے ایک سوال کی اجازت چاہی، آپ نے عنایت فرمائی، میں نے عرض کیا آیت اولی الامر کی کیا

تفسیر فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا'' **ائمہ معصومین هستند** ''میں نے عرض کیا امام خمینی اور رہبر کی اطاعت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں تو کہا واجب ہے میں نے عرض کی، یہ اطاعت کس آیت سے ثابت ہے تو خاموش ہو گئے۔

اس دوران مرحوم آغا عارف نے کھارادر میں مقصد قیام امام حسینؑ کو شہادت قرار دیا ،صبح ہمارے دوست آئے اور کہا آپ نے جو رد شہادت لکھا ہے،اس کو مٹادیں کیونکہ آغا عارف نے فرمایا ہے امام حسینؑ کا مقصد شہادت تھا،میں نے کہا میری کتاب کے مصادر بزرگان کی جذباتی تقاریر پر مبنی نہیں بلکہ عقل،آیات قرآن و فرامین رسولؐ اور خود سیرت امام حسینؑ پر مبنی ہیں،آغا عارف حسین میرا بہت احترام کرتے تھے،اس کے باوجود اس ملک میں حتیٰ ایران و عراق میں کتابوں پر تعارف و تقریظ لکھنے اور رونمائی کی سنت ہوتے ہوئے بھی ہم نے ان سے اپنی کتاب پر کچھ لکھنے کی درخواست نہیں کی کیونکہ میں اپنے مقاصد کے لئے دوستوں کو استعمال کرنے کے حق میں نہیں تھا لہٰذا نہ تقریب رونمائی منعقد کی اور نہ کسی سے تقریظ لکھوائی۔

صاحب پایان نامہ نے لکھا ہے کہ امام ہر دور میں ہوتا ہے، زمین حجت سے خالی نہیں رہ سکتی ہے اللہ پر فرض ہے کہ وہ ہر دور میں ایک حجت کو باقی رکھے یہ عقیدہ اسماعیلیوں کا ہے جو کہ آیات قرآن کے مطابق تعداد انبیاء سے متصادم ہے انبیاء وقفہ وقفہ سے آتے رہے ہیں وہ امام جو ہر دور میں ہوتا ہے وہ عوام منتخب کرتی ہے حضرت علیؑ کے فرمان کے مطابق جہاں آپ نے فرمایا ہر قوم کے لئے ایک امیر یا امام ہوتا ہے اہل تقویٰ امام عادل انتخاب کریں گے جبکہ اہل باطل امام باطل انتخاب کریں گے۔اہل مدینہ نے حضرت علیؑ کو انتخاب

کیا، اہل شام نے معاویہ کو انتخاب کیا، امت مسلمہ نے راشدین کو انتخاب کیا، ہندوستان والوں نے گاندھی کو انتخاب کیا امریکا والوں نے بش کو، رشیا والوں نے لینن اور اسٹالین کو انتخاب کیا، جرمنی والوں نے ہٹلر کو انتخاب کیا، عراق والوں نے صدام کو انتخاب کیا، بلتستان والوں نے آغا خان کو انتخاب کیا، علاقہ شگر والوں نے منکر معاد اعظم خان اور ندیم کو انتخاب کیا، کوارڈو والوں نے کاچو امتیاز ووٹ فروش کو انتخاب کیا۔ اس نے حاصل کردہ ۶ کروڑ کو کس قومی ضرورت یا ترقی میں صرف کیا ہے، معلوم نہیں۔ کھرمنگ والوں نے محقق خمس محمد علی شاہ کو انتخاب کیا، خود آغا خانیوں نے غلام محمد اور جعفری کو انتخاب کیا، امام مہدی والوں نے بہلول، بہجت، مرتضٰی زیدی اور صلاح الدین کو انتخاب کیا۔

جناب منصف عادل:۔

آپ نے فرمایا کہ نظریہ امام مہدی کے بارے میں ہم نے تضاد نویسی کی ہے، اسے اصطلاح کو حوزہ میں دلیل نقضی کہتے ہیں، آپ نے ''سچ لکھا لا اکذبک ''لیکن آپ کچھ مزید جدت والے ہو گئے ہیں۔ آپ جانتے ہیں ''در تناقض ہشت وحدت شرط دان ''مؤلف کتنا ہی نوابغ دہر کیوں نہ بنے، ایک کتاب جو ابتدائی دور میں لکھی دوسری کتاب ایک عمر تحقیق کرنے کے بعد لکھی تو تضاد ہوگا، دور نہ جائیں عصر معاصر کے نوابغ آیت اللہ باقر صدر، محقق نامور مطہری، رہبر نامدار خمینی نے بھی عقائد و احکام شرعی بعض مسلمات پر قائم کر کے تضاد گوئی کی ہے۔

باقر الصدر نے بحث حولہ لولایۃ میں آغا عبد الحسین شرف الدین اور عسکری کے نظریہ اجتہاد و نص پر بھروسہ کر کے حضرت علی کی خلافت بلا فصل کو ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے

کہ ایک گروہ تابع نص تھا جبکہ دوسرا تابع اجتہاد تھا، تابع اجتہاد والوں نے خلیفہ انتخاب کیا تابع نص والوں نے حضرت علی کو انتخاب کیا۔ جبکہ آپ نے سارا ڈھانچہ اجتہاد پر چلایا ہے اور مجتہد کو بہت سے اختیارات بلا سند دیئے ہیں' شاید جتنے اختیارات مجتہدین اوران کے وکلاء نے استعمال کئے ہیں نبی کریمؐ نے بھی نہیں کئے ہوں گے، جتنے اختیارات ہمارے آغائے ساجد نے استعمال کئے ہیں سیستانی و خامنہ ای نے نہیں کئے ہوں گے۔ امام خمینی اور دیگر عمائدین نے جو تضاد گوئی کی ہے، اس کے لیے ایک موسوعۃ کم ہے، نجف میں بحث ولایت فقیہ میں فرمایا، مجتہدین نیابت از امام زمان حکومت قائم کرتے ہیں اور جب انقلاب کامیاب ہوگیا تو فرمایا یہاں جمہوریت ہے۔

آیات قرآن جو امام مہدی سے متعلق بتائی جاتی ہیں ہاشم بحرانی نے اس بارے میں ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب کا نام ''**المحجة البيضاء في مانزل في الحجه**'' ہے اس میں امام مہدی سے متعلق آیات متشابہات سے استناد کیا گیا ہے۔ اپنے مطالب و مقاصد کے لیے آیات متشابہات سے استناد کرنے والوں کو سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۷ میں منافقین سے متعارف کرایا گیا ہے۔ امام مہدی پر موسوعات لکھنے سے اور کثرت کتب میں نقل ہونے سے وہ حجت نہیں بن جاتی ہیں، جس طرح اعلیٰ مناصب پر مسلط افسران کی کرپشن کے مختلف طور طریقے ہیں مذاہب والوں کے پاس بھی خلاف قرآن وسنت کی باتوں کو منوانے کے کئی طریقے ہوتے ہیں، رشوت ستانی کی ثقافت بہت پرانی ہے روایت کی سند کتاب منقول سے لے کر رسولؐ اللہ تک راوی کا عادل ہونا ضروری ہے۔ نیز رسولؐ اللہ کے علاوہ کسی اور کا قول چاہے آئمہ یا اصحاب بر جستہ کا ہی کیوں نہ ہو، نساء ۱۶۵ کے تحت حجت

نہیں ہے۔

صاحب ریاض العلماء نے ہاشم بحرانی کی معجزات کے بارے میں جمع روایات کو بے سند مرسلات قرار دیا ہے، آیات متشابہات اور روایات مرسلات وموضوعات سے استناد کرکے آپ نے ان پر اعتماد کی سند دی ہے۔

ابھی تک کوئی ایسا اجماع تاریخ میں نہیں آیا ہے جس میں شیعوں کے تمام فرقوں نے کسی مسئلے پر اتفاق کیا ہو چہ جائیکہ شیعہ سنی دونوں اس پر اتفاق کریں، شیعوں کے ۷۳ فرقے ہیں، شیعہ سنی ملا کر ہزار سے زائد ہو چکے ہیں۔ شیعہ قوم میں کبھی بھی دینی امور میں اتفاق نہیں ہوا ہے۔

الحادیوں سے آپ جلدی اجماع کرتے ہیں آغا خانیوں اور نصیریوں سے معمولی فرق ہونے کا اعلان کرتے رہتے ہیں، اثنا عشری دکھاوا ہے۔ آپ نے سنیوں کی بجائے ملحدین کا ساتھ دینا ہے جس پر بلتستان سے لے کر قم تک افاضل وغیر افاضل کا اجماع ہے آپ ذرا ارکان اجماع کا تاریخ سے حوالہ تو دیں۔ ۵۶۰ھ میں یحییٰ بن محمد شیبانی نے اختلاف ائمہ کے نام سے دو جلد کتاب لکھی، ذرا اس کو بھی پڑھیں کیونکہ فلسفہ فرق مسلمانوں میں اتفاق و اجماع کو روکنے کیلئے بنایا گیا ہے، پانچ آئمہ میں کسی مسئلہ اصولی یا فروعی میں اجماع ثابت کریں گے تو یہ پایان نامہ زیادہ جائزہ کا مستحق قرار پائے گا، یہود و نصاریٰ نے مسلمانوں میں احزاب بنائے ہیں تا کہ قوم ان کے خلاف متحد نہ ہو جائے، شیعوں کی تاریخ میں سنیوں سے اتفاق کرنے کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے، ان کے ہاں کفر سے اتفاق ہوتا رہا ہے اور ابھی بھی ہو رہا ہے، مسلمانوں میں اجماع ممکن نہیں، ان میں اجماع کا دعویٰ دھوکہ، فریب، اور سفید

جھوٹ ثابت ہو چکا ہے،اب آپ کسی اور جھوٹ کیلئے سوچیں۔

آغا محسن نجفی نے امام مہدی کے ثبوت کیلئے صحیح مسلم میں منقول احادیث کے علاوہ اپنی طرف سے یہ اعلان کیا کہ اگر ۱۵ شعبان روز ولادت امام مزعوم کے دن اپنی عزیزہ کی رخصتی کریں گے تو ابتدائی سالوں میں پچاس ہزار اور اب سنا ہے پچھتر ہزار روپے دیں گے، علامہ نجفی کے اس اقدام کے بارے میں ایک جوان نے اخبار میں ایک بیان دیا تھا جو آپ سے مطابقت رکھتا ہے، جب اخباروں نے آف شور کمپنیوں میں نواز شریف کو شریک دکھایا تو کسی نے کہا کہ ملک کا وزیر اعظم بننے کے لیے علم نہیں چاہیے بلکہ مال چاہیے۔محترم نجفی کو بھی نوجوان کی تحقیق پسند آئی ہوگی جس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا ہوگا کہ امام زمان کو دلیل کی بجائے پیسے سے بھی ثابت کر سکتے ہیں گویا وہ کہنا چاہتے ہیں کہ امام زمان اگر آیات و روایات سے ثابت نہیں کر سکے تو ہمارے پاس اور بھی ہتھکنڈے موجود ہیں۔علامہ نجفی پاکستان کی مایہ ناز شخصیت ہوتے ہوئے امام موہوم کو جہیز ملعون سے سہارا دینا انتہائی حیرت انگیز بات ہے یہ اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ وہ عقیدہ مہدی کو آیات و روایات سے ثابت نہیں کر سکے ہیں نہ جانے آپ کا وہ علم کہاں کھو گیا ہے؟ کہ جس کی وجہ سے آپ کو بہت اعزاز وافتخار ملا ہوا ہے۔

۲۔فاضل موصوف نے امام زمانہ کے پیدا ہونے پر گواہان پیش کرنے سے عاجز ہونے کے بعد دلیل عقلی سے استناد کیا ہے مذہب کے کل وجود کو مہدی موہوم کے نام سے چلانے والوں کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ دلیل عقلی کہاں چلتی ہے اور دلیل نقلی کہاں چلتی ہے چنانچہ معاد دلیل عقلی سے نہیں دلیل نقلی سے ثابت ہے،چونکہ عقل صرف اللہ کی وحدانیت اور ضرورت بعثت انبیاء تک محدود ہے،نبوت خاصہ دلیل عقلی سے ثابت نہیں ہوتی ہے۔آئمہ کی

امامت دلیل عقلی سے ثابت نہیں ہوئی، چہ جائیکہ امامت مہدی کو دلیل عقلی سے ثابت کیا جا سکے۔

ہمارے علاقے کے حالیہ پڑوسی علامہ مجلسی کی تحقیق کے مطابق امام حسن عسکری مخالفین سے ڈر کر اعلان نہیں کر سکے کہ مجھے اللہ نے ایک فرزند عنایت کیا ہے آپکو صرف تین افراد نے دیکھا امام حسن عسکری، نرجس خاتون، حکیمہ خاتون۔ امام عسکری عندالمورخین لاولد گزرے ہیں جبکہ حکیمہ خاتون کے متعلق کہتے ہیں یہ بھی ثابت نہیں، اور نرجس پھول کو کہتے ہیں یعنی خوبصورت، پرکشش، دنیا میں غیور گھرانے اپنی خواتین کی خوبصورتی کا ذکر اجتماع میں کبھی نہیں کرتے، ہاں اچھی صفات وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں لیکن خوبصورتی کا نہیں، اسی سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بھی جعلی ہیں اور اسے جعل کرنے والا بھی کوئی فاسد انسان تھے، ان دونوں کا وجود فرضی ہے۔ نعوذ باللہ اللہ بھی ڈر گیا، لاپتہ کرنے والے نہ جانے کہاں لے گئے ہیں زمین کی تہہ میں چھپایا ہے یا کرات میں لے گئے ہیں اگر تورہ بورہ افغانستان میں چھپایا ہوتا تو امریکا والے تو ضرور دیکھ لیتے۔ اگر کہیں آسمان کی طرف فضاء میں لے گئے ہیں تو چاند یا مریخ پر جانے والے دیکھتے، بہلول اور بہجت نے چندین دفعہ ملاقات کا دعویٰ کیا ہے، ان سے پوچھئے کہ آپ ان سے کہاں ملے ہیں؟ تو شاید کچھ پتہ چل جائے۔

اگر اللہ کی طرف سے کوئی ایسی ہستی ہوتی تو کم سے کم اپنے ماننے والوں کی سرپرستی کرتی دنیا کو عدل و انصاف سے پر کرنے والی ہستی اپنے نائبین کی اولادوں اور خاندانوں کو لوٹ مار نہ کرنے دیتی، امام خمینی نے اپنے اوج اقتدار اور سیاہ و سفید کے مالک ہونے کے دوران بھی ایک اینٹ دوسری اینٹ پر مسجد یا مدرسہ کے نام سے نہیں رکھی ہے اور قناعت

کا اعلیٰ مظاہرہ کیا تھا لیکن آج امام خمینی کے نام سے واشنگٹن، لندن، فرانس اور کراچی وغیرہ میں عمارات عاد وثمود بنانا لمحۂ سوالیہ ہے۔

امام وامت میں امام مہدی کو ثابت کیا جبکہ باطنیہ اور علماء دانشوران میں امام مہدی کو نفی کیا یہ تضاد گوئی ہے۔

یہ اعتراض عرصہ سے ہو رہا ہے کہ آپ کی کتابوں میں تضاد و تناقص پایا جاتا ہے، جبکہ آپ کا مذہب ہی اجتہاد کے نام پر تضاد گوئی کے تار عنکبوت سے بنی ہوئی چھتری میں پناہ لئے ہوئے ہے۔ اس قسم کے اعتراضات کہ پہلے یہ کہتے تھے ابھی یہ کہتے ہیں، کونسا صحیح ہے یہ منطق یہود ہے چنانچہ قرآن نے پہلے ہی خبر دی ہے کہ ﴿وَ لَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَهُوْدُ وَ لَا النَّصَارٰی﴾ میرے ناقدین حضرات زیادہ تر یہ تنقید کرتے آئے ہیں کہ آپ نے خود پہلے یہ کہا تھا اور بعد میں آپ اس سے کیوں برگشت ہوئے، یہ منطق دو گروہ استعمال کرتے ہیں، ایک اسرائیلیوں نے استعمال کی چنانچہ جب تحویل قبلہ ہوا تو انہوں نے مسلمانوں سے پوچھنا شروع کیا، بتاؤ تمہارا پہلا عمل کیسا تھا، اگر وہ صحیح تھا تو یہ باطل ہے، اگر یہ صحیح ہے تو وہ باطل تھا۔ (بقرہ:۱۴۲)

اس کو " الغریق یتشبث بکل حشیش" کہتے ہیں۔ اپنے مذہب کا دو طرح سے دفاع کرتے ہیں، ایک انجام دیئے جانے والے افعال سے جو دیگران نہیں کرتے ہیں جیسے عزاداری، امام مہدی، علم پرستی، تقلید اور لعن وتبراء وغیرہ یہ عقائد بے بنیاد اور خلاف قرآن وسنت ہونے کی وجہ سے مورد ہجوم اور موجب طعن رہے ہیں، اور یہ مذاہب عقل، قرآن اور سنت وسیرت حضرت محمدؐ و اہل بیت کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے اکثر و بیشتر نے سب وشتم

زیادہ استعمال کیا۔چنانچہ احمد رضا خان نے اپنے خلاف بولنے حتیٰ اپنی حمایت نہ کرنے والوں تک لعن جاری کیا اور فساد و ہنگامہ سے خود کو بچایا لیکن ابھی تک کوئی بھی اپنے مذہب کے لئے چہرہ نہیں بنا سکا، طعنہ زن ہمیشہ تحقیق کرنے والوں کو دشمن اہل بیت یا سنیوں کا ایجنٹ کہہ کر خوف و ہراس میں رکھتے آئے ہیں ہم نے جب عقائد و رسومات شیعہ لکھی تو شیعوں پر اس وقت دو قسم کی طعن ہوتی تھی۔

۱۔گھوڑا پرستی، پرچم پرستی کی بات سنتے ہی سر شرم سے نیچے ہو جاتے تھے۔

۲۔دوسرا امامت، عصمت، عدالت اور امام مہدی وغیرہ جو ان کے مقابل میں زیادہ شرم آور نہیں تھے۔

ہم جب پہلے قسم کے مظاہر کو دیکھتے تھے تو شرم و حیاء سے سر نیچے ہو جاتا تھا لیکن قم میں مقیم حضرات کے بال بھی نہیں ہلتے تھے، لیکن جب ہم نے اس مذہب کے دو امتیازی اصول عدالت و امامت دیکھے تو پیارے اور دلکش لگے، عدالت کتنا اچھا اصول ہے، اس لفظ کو کمیونسٹوں کی زبان سے سن کر حوزہ علمیہ قم کے طلاب کا لعاب دہن باہر آتا ہے، خاص کر حوزہ والوں کی امتیازی سنت ظریفی استحصاری دیکھنے والی ہے، اس لئے شیعہ عمر بھر بھٹو خاندان کے ساتھ رہے اور حال ہی میں عدالت کی خاطر طاہر القادری کے گرویدہ بنے ہیں، ان کو پتہ نہیں طاہر القادری کس قسم کی عدالت کی بات کرتے ہیں ۔دوسرا امامت ہے اس کے تحت شیعہ علی و حضرات حسنین و آئمہ اطہار کی قیادت کی بات کرتے ہیں یہ ذوات رسولؐ اللہ کے عزیز ہونے کی وجہ سے امت کی آنکھوں میں بھی عزیز تھیں، لیکن جہاں جہاں سنی دیکھا ان پر لعن بھیجا تو تحقیق دقیق سے واضح ہوا کہ انہیں اہل بیت عزیز ہیں نہ اسلام عزیز ہے ۔انہوں نے

صرف اہل بیت کو استعمال کیا ہے یہ شیعوں کو نظام قیصر و کسریٰ کے تحت اوپر لانا چاہتے تھے، جس نظام کو قرآن اور حضرت محمدؐ نے دفنایا تھا۔شیعوں نے اپنے کردار سے ثابت کیا ہے کہ ان کا ان ذوات سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے جب سے کتاب ''دراسات فی الفرق والمذاہب'' لکھنا شروع کی تو اس وقت آنکھ کھلی کہ ''مذاہب'' دین میں داخل ہونے کے دروازے نہیں بلکہ دین سے خارج ہونے کے راستے ہیں،نعوذ باللہ یہ ذوات اس فعل شنیع والحادی کی سرپرستی نہیں کرسکتی ہیں۔

شرف الدین نے امام مہدی سے انکار کر کے تضاد گوئی کی ہے:۔

امام خمینی کے جانشین رہبر معظم کے سائے میں امام خمینی سے منسوب مدرسہ میں اسلام مخالف علوم میں تحقیق کرنے والے امام خمینی کے نام سے شہریہ لینے والے ''**من المهد الی اللحد**'' تحقیق کرنے والوں کو کچھ لکھتے بولتے وقت نمک حلالی کا پاس رکھتے ہوئے اپنے مجتہدین کی تضاد گوئیوں کو بھی نہیں بھولنا چاہیے۔امام خمینی مجتہد معاصر نے نجف میں درس ولایت میں فرمایا تھا مجتہدین کو حق حکومت امام زمان نے دیا ہے،مجتہدین امام زمانہ کی طرف سے حکومت کرتے ہیں لیکن تہران میں اقتدار میں آنے کے بعد اپنے دیدار کے مشتاقوں سے خطاب میں فرمایا اب یہاں حکومت اس ملت کی ہے، یہاں میری حکومت ہے نہ رئیس جمہوری کی ہم سب اس ملت کے خدمت گزار ہیں۔اس طرح عالمی سربراہان جو عراق ایران جنگ کے میانجی بن کے آئے تھے ان سے بھی یہی فرمایا یہاں حکومت ملت کی ہے ان کا دیا ہوا حق استعمال کررہے ہیں۔

۲۔اسی طرح شاہ کے دور میں حکومتی عہدوں پر کام کرنا ناجائز اور تنخواہ کو حرام قرار دیا

تھا۔امام خمینی نے اپنے خطابات اور رسائل عملیہ میں لکھا تھا ان کے پیچھے نماز بھی باطل ہے لیکن انقلاب کے بعد دربار ہلاکو کے وزیر بننے والے نصیرالدین طوسی اور صفویوں کے دربار میں وزیر مذہبی امور ثقۃ الاسلام آغا کرکی اور علامہ مجلسی کو تجلیل کے ساتھ یاد کرتے تھے۔

میں نے امام و امت میں امام مہدی کے بارے میں جو لکھا ہے وہ میرے عقائد تقلیدی کے تحت تھا جسے ہم نے معاشرے میں رائج مسلمات سے اخذ کیا تھا۔لیکن جب آپ کے علماء نے مجھے دبانے کے لئے منکر امام مہدی کا پروپیگنڈا کیا تو میں نے امام مہدی سے متعلق کتابوں کو پڑھا تو دیکھا امام مہدی سے متعلق دلائل حشیش برابر بھی نہیں تھے دوسری طرف ان کے نام سے ضد اسلام حرکات کو دیکھا۔

جب امام مہدی کے نائبین نے اپنے جمع شدہ مال سے زرداری،نواز شریف اور پرویز مشرف جیسے ہمارے ملک کے حکمرانوں کی طرح لندن اور امریکہ میں ہنڈی سے مال بھیج کر وہاں عمارتیں خریدنا شروع کیں تو یہ خبریں جب عالم میں عدل و انصاف قائم کرنے والے کے منتظرین نے سنیں تو نمائندوں سے پہلے خود امام مشکوک ہو گیا۔نیز آغا گلپا ئیگانی کے فرزند ارشد نے خمس امام مہدی جمع کرنے کا ٹھیکہ خوجہ جماعت کو ۳۵ ملین روپے میں دیا۔اس امام مہدی کے نام پر پاکستان میں دروغ گوئی،مزاحیہ و ضد اسلام اشعار اور الحادیہ و شرکیہ اشعار نشر کرنے والے ٹی وی چینل کھولنے کے لئے بھی مال امام کی اجازت دی گئی ہے۔اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمیں احساس ہوا کہ ہمارا ادارہ بند ہو گیا اور خمس امام مہدی بے دینی کے پروگراموں میں صرف ہوتے دیکھا تو ہم نے اعلان کیا کہ ہمیں خمس نہیں چاہیے،جو لاتے تھے اس کو بھی رد کیا۔اگر کسی کو شک ہے کہ جنہیں رد کیا وہ کون لوگ ہیں تو ان کی بھی

فہرست دینے کو تیار ہوں ۔اگر ہم رد نہیں کرتے تو ہر الحاد کے لیے جائز ہوتا اور صرف شرف الدین کے لئے حرام ہوتا اور پھر پمفلٹ تقسیم ہوتے کہ شرف الدین کو مال امام نہ دو ۔یہاں سے یقین ہوگیا یہ ایک دھوکہ ہے اصل میں یہ لوگ اسماعیلی ہیں ۔

جب دلائل جمع ہو جائیں تو میں ان پر مطمئن ہونے کے بعد جرأت سے بولتا اور لکھتا ہوں چنانچہ ہم نے اس سلسلے میں چند صفحات پر مشتمل کتابچہ چپلو کے آغا خان کے اسکالرشپ خوروں کے نام اسلام کے زرین اصول وشریعت میں مکھی نکالنے والوں کو بھیجا تھا اسی طرح اساتید ہائی اسکول کچورا کو بھیجا تھا اسی طرح ہمارے چھورکا میں ایک خاندان ہے جس میں باپ بیٹے سب پڑھے لکھے ہیں اور جلوس میں پرچم ہلاتے نظر آتے ہیں۔اس پڑھے لکھے گھرانے میں ایک جوان کے باپ کو بھیجا تھا آخر میں کتاب ''علماء و دانشوران بلتستان'' میں بھی لکھا تھا۔

یہاں سے احساس ہوا کہ امام مہدی جو پوری دنیا کو دگرگوں کرنے والے ہیں بلکہ پورے کرۂ ارض پر حکومت کرنی ہے، جب قرآن کریم میں ایک شہر میں مبعوث ہونے والے نبی کا بھی ذکر آیا ہے، کیوں امام مہدی کا ذکر نہیں،عورت کی ماہواری کا ذکر آیا ہے،ایسی ہستی کے پیدا ہونے کے بعد دو مرد عادل نے اسے نہیں دیکھا۔اسے مطہری جیسے محقق نامدار فلسفی نے اقوام عالم کے مفاد پرستوں کی سنت وسیرت سے ثابت کیا ہے۔ یہاں سے ہمارے مہدی سے عقیدت ومحبت وتڑپ میں پڑھنے والی دعا ندبہ میں بہائے جانے والے آنسو خشک ہونے لگے،آپ کا وجود دور دور تک سراب نظر آنے لگا۔تیسری وجہ ہمیں یہ بتائی گئی تھی اور سنا تھا کہ خمس کا صحیح مصرف ترویج دین ہے لیکن انگلش میڈیم سکول وکالج جن کا نصاب و نظام

اندر سے مشنری چلا رہے ہیں جہاں بے حجابی میں کوئی کراہت محسوس نہیں کی جاتی آخر ایسی جگہوں اور دیگر ضد اسلام کاموں کی ترویج پر خمس خرچ کرنے کا کیا جواز ہے ۔کلمہ امام مہدی جو خلاف قیاس لغت ہدایت کنندہ کے معنیٰ میں استعمال ہو رہا ہے، ان کے والد کے بارے میں آیا ہے وہ لاولد دنیا سے گزرے ہیں۔ان کی ماں کے لئے جو چند نام انتخاب کئے گئے ہیں، وہ عاشقانِ عشقِ حرام کرنے والے کی معشوقہ کے نام ہیں ایسے نام عرب جاہلیت میں نہیں رکھتے تھے چہ جائیکہ خاندان طہارت میں ایسے نام رکھے جائیں ۔نبی کریمؐ نے خدیجۃ الکبریٰ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، عائشہ اور فاطمہ زہرا کے لئے ایسے نام نہیں رکھے، کسی بھی امام کی زوجات و بنات کے نام نرجس، سوسن، صیقلہ وغیرہ نہیں تھے یہ نام عشق و محبت کے نام پر بے حیائی میں مبتلا فاسدین رکھتے تھے۔

انتظار کرنے والوں نے مہدی کے آنے کے دلائل کے لئے آیات متشابہات سے استدلال کیا ہے جبکہ قرآن میں آیات متشابہات سے استدلال کرنے والوں کو منافقین کہا گیا ہے ۔حیرت کی بات ہے بعض جیداور نابغہ علماء نے سنت اقوام و ملل سے استدلال کرکے دین کا مذاق اڑایا ہے گویا اسلام کے مصادر میں سے ایک سنت اقوام بھی ہے یہاں سے ثابت ہو جاتا ہے انتظار کرانے والے مفاد پرست ہیں کیونکہ قرآن جیسے لاثانی لا رطب ولا یابس والی کتاب ہوتے ہوئے فاسقین، مفاد پرستان و فاجرین ہندو اور بوذیوں کی سیرت پر چلیں تو معلوم ہوتا ہے۔

ان کی بشارتوں کے مصادیق بابیوں، بہائیوں، قادیانیوں اور آغا خانیوں کے قائدین جیسے ہیں ہمیں ایسے لوگ انتظار کروار ہے ہیں ۔مہدی کا انتظار کرنے والے لوگ

تاریخ میں مفاد پرست اور فاسدین و فاسقین ثابت ہوئے ہیں، بہت سے مہدی آئے لیکن وہ منتظرین کے ہاتھوں قتل ہوئے یا زندانوں میں گئے ہیں اور جن لوگوں نے امام مہدی کا انتظار کرایا ہے، ان کی تاریخ اچھی نہیں نکلی ہے، وہ مجہول الحال یا معلوم الفساد نکلے ہیں۔

امام خمینی امام مہدی کے بارے میں ہمیشہ فرماتے آئے ہیں امام تشریف لائیں گے، کبھی فرماتے تھے ہر کام خود کو کرنا ہے، ملک و ملت کو خود درست کرنا ہے، کسی کا انتظار نہیں کرنا ہے، کتاب ولایت کے پہلے درس میں ضرورت تشکیل حکومت کے بارے میں فرمایا، ابھی ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے، امام مہدی تشریف نہیں لائے اور آئندہ ہزار سال بھی تشریف نہیں لائیں گے۔

وہ اس حوالے سے ہمیشہ تردّدی و تشکیکی بیانات دیتے رہے ہیں اور ان سے سہارا دیتے رہے ہیں۔امام مہدی کے بارے میں کوچہ گلپایگانی میں جا کر دیکھیں تو حسن ابطحی نے اپنی عمر اسی انتظار میں گزاری ہے لیکن وہ ان روایات سے شرمندگی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں کر سکے۔اما یہ جو آپ نے کہا ہے پرچم اسلام کو دنیا میں لہرائیں گے اور دنیا کو ستم گروں کے چنگل سے آزاد کرائیں گے تو گویا اس وقت آپ لوگوں کی دھاندلی سے بھی لوگوں کو نجات ملے گی ورنہ قرآن کریم کی آیات کے تحت حق و باطل کی جنگ اور مومنین و کافرین کی عداوت و دشمنی قیام قیامت تک رہے گی، جن آیات میں غلبۂ دین کی بات کی گئی ہے وہ غلبۂ دلیل ہے جسے آپ چھوتے تک نہیں، آپ کی تمسکات ہمیشہ خس و خاشاک تک رہی ہیں۔آپ کے دل اتنے سخت ہو چکے ہیں کہ آپ لوگوں کو احساس نہیں ہو رہا ہے۔

جس کے پیدا ہونے کی دو عادل مسلمانوں نے گواہی نہیں دی، اس وقت سے جس

نے جو منہ میں آیا بولا اور کہا ہے، کسی نے کہا کہ ہمیں شرف ملاقات نصیب ہوا، دوسرے نے دعوائے دیدار کرنے والے کو جھٹلایا کسی نے کہا کہ آپ کی معرفت کے بغیر مرنے والے جاہلیت پر مریں گے، مرتد و کافر مریں گے، اس کے مقابل میں کسی نے کہا کہ آپ کی معرفت ممکن ہی نہیں، شاید یہ روایت سچ ہو کیونکہ جو پیدا ہی نہیں ہوا ہے، اس کی معرفت کیسے ہوگی، اس کے باوجود کہتے ہیں وہ ہماری ہدایت و نظارت فرما رہے ہیں، ہم ان کی نگرانی میں ہیں، آپ اپنے ماموین کی نگرانی فرماتے ہیں۔ آپ لوگ اپنی تضاد گوئی اور تضاد گرائی میں ہر حد سے گزر گئے۔ تو اس امام مہدی کے دیدار و ظہور و تعجیل کے لئے آنسوؤں کی بارش اس وقت خشک ہوگئی۔

۱۔ مجتہدین اکثر و بیشتر فتاویٰ بدلتے رہتے ہیں ان کے فتاویٰ شرق و غرب اور جنوب و شمال پہنچے ہوئے ہوتے ہیں لیکن ایک عرصہ کے بعد فتاویٰ بدل جاتا ہے معلوم نہیں پہلا فتویٰ کہاں تک پہنچا ہوتا ہے۔

۲۔ امام شافعی کا بغداد میں جو فتویٰ چلتا تھا مصر میں اس کے خلاف چلتا تھا۔

۳۔ ہمارے ایک استاد تھے جو ہمارے استاد حقیقی اور واقعی ہیں ایک انسان جس نے دس پندرہ سال پڑھائی میں گزارے ہوں، اس کے لئے یقیناً بہت سے اساتید تھے لیکن ان میں قابل تعظیم و تکریم صرف وہی استاد ہیں جنہوں نے انسان کو راہ راست پر لگایا ہو، جس استاد نے مجھے کفر و الحاد کے نظریات سے آگاہ کیا، جس نے مجھے فی زمانہ اسلام و مسلمین کے دشمنوں کے عزائم سے آگاہ کیا یعنی نظام فاشسٹ و سرمایہ داری نظام الحاد و سوشلزم و کمیونزم کے عزائم سے پردہ ہٹایا، وہ آیت اللہ محمد علی تسخیری تھے ان کی عمق ذات میں اسلام دوستی اور

الحادیوں سے گریزی تھی۔

انقلاب اسلامی میں چند بڑے اداروں کے سربراہ رہے پہلے سازمان تبلیغات اسلامی میں رہے، اس کے بعد مجمع جہانی اہل بیت میں رہے جوان کے مزاج سے ہم آہنگ نہیں تھا، پھر دار تقریب میں رہے ان سے پہلے آغا واعظ زادہ تھے وہ تقریب کے نام تفریق کے داعی تھے اما یہ تقریب ہی کے داعی تھے غرض آپ نے فرمایا میں نے تین دفعہ ولایت فقیہ کے موضوع پر لکھا ہے اور تینوں دفعہ پہلے سے مختلف لکھا ہے۔

کس کا انتظار کروا رہے ہیں:۔

آپ ایسی ہستی ہیں جو نظروں میں ناپید ہو جس سے انسان کسی قسم کے ارتباط میں نہ ہوں، چنانچہ اب تک جتنے بھی مہدیوں کا انتظار ہوتا رہا ہے وہ سب دھوکہ باز اور اقتدار پرست نکلے ہیں بعض قتل ہوئے بعض خود فرار ہو گئے ہیں آپ جس مہدی کا نام لیتے ہیں تاریخ میں اس کے والد کو لاولد بتایا گیا ہے والدہ کا جو نام بتایا ہے وہ خاندان اہل بیت کیلئے نا زیبا و ناشائستہ بلکہ ناروا ہے شریف غیرت مند گھروں کی خواتین کو خوبصورت خوش گل کہہ کر نہیں پکار سکتے ہیں۔ یہ حجت بالغہ نہیں بلکہ ناقصہ بھی نہیں ہے، نبی کریمؐ کے بعد حجت کے آنے کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ دلائل ساطعہ وقاطعہ موجود ہیں مہدی کی آمد کا انتظار کرنے والے منکر ختم نبوت ہیں نبوت کے علاوہ کوئی اور حجت جعل کرنے والا بابی بہائی قادیانیوں میں شمار ہوگا۔

۱۔ حوزہ علمیہ قم سے یہاں تبلیغات کیلئے آنے والے بھٹو، بے نظیر، پرویز مشرف، عمران خان اور قادری کا ووٹ بنانے آتے ہیں۔ جب ایسی خبریں سنیں تو حیرت زدہ ہو گئے

۔ایسے منتظرین کی جنایتوں کا احتساب نہ کرنے والے امام مہدی عالم میں کیسے عدل و انصاف قائم کریں گے۔

۲۔مجتہدین ومراجع تقلید کی خورد برد، شہر سازی، کاروباری مراکز، منگنی مراکز، قبرستان سازی اقرباء پروری اورزیارتیں بھی امام مہدی کی ہدایت پر ہوتی ہوں گی۔

۳۔خمینی جنہوں نے قیام کیا اور اقتدار حاصل کیا لیکن ہر قسم کی عیش وعشرت سے دور رہے، نہ اپنے لئے گھر بنایا نہ شہریہ لیا حتیٰ رسالہ عملیہ مفت میں دینے سے منع کرتے تھے، آپ نے نہ مدرسہ بنایا، نہ سوئمنگ پول بنایا، نہ ہاکی گراؤنڈ بنایا اور نہ کالج و یونیورسٹی کے لئے ہوسٹل بنایا لیکن امام خمینی کے بعد کتنا اسراف وتبذیر کیا گیا، یہ سب کے سامنے ہے۔

۴۔آغا خان جو دعوائے حلول کرتا ہے اور الوہیت وربوبیت کے بعد اپنی مسجودیت کا اعلان کرتا ہے، وہ پوری شریعت کو تنسیخ وتعطیل کرکے محرمات کی آزادی دیتا ہے آغا خانیوں کو اسلامی تنظیموں میں رکنیت نہیں دی جاتی ہے لیکن علماء بلتستان آغا خانیوں کے مذہب فاسدہ سے دفاع پر کمر بستہ ہیں ترویج اثناعشری کی چھتری استعمال کرکے اسماعیلیوں کو تحفظ دے رہے ہیں۔

۵۔جس طرح ہماری حکومتیں امریکا و برطانیہ و یورپ والوں کو وطن کے مقدرات تک رسائی دیتی ہیں اسی طرح انہوں نے آغا خانیوں کو مسلط کر رکھا ہے، دین اسلام سے جسارت واہانت کرنا ان کے نزدیک روشن خیالی ہے۔آغا خانی ان مظاہر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں وہ عاشورا میں بے دین علماء سے تند و تیز بیانات دلواتے ہیں امام بارگاہیں اور مساجد ضرار بنا کر دیتے ہیں۔

۶۔ صلیبیوں اور مسلمانوں کی جنگ میں صلیبیوں سے اتحاد اور اسلام اور سیکولروں کی جنگ میں سیکولروں کے اتحاد میں شمولیت بھی امام مہدی کی ہدایت سے ہوتی ہوگی۔

تقاریب اتحاد المسلمین میں یہ اعلان بڑے زور وشور سے کراتے ہیں کہ ہمارے تین اصول ہیں، اللہ کی وحدانیت، حضرت محمدؐ کی نبوت و رسالت اور ایمان با آخرت ہے۔ لیکن اپنوں سے خطاب میں کہتے ہیں ہمارا اصلی دشمن سنی ہی ہے یہ بھی امام مہدی کی ہدایت سے ہی کہتے ہوں گے۔

آغائے محسن نجفی نے بحرانی اور حر عاملی کی چار پانچ سو روایات پر اعتماد کھونے کی وجہ سے مسلم کی چودہ روایات پر زیادہ اعتماد کیا ہے چنانچہ انہوں نے بلتستان میں ازدواج پر پچاس ہزار اور پھر پچھتر ہزار جہیز کی صورت میں امام زمانہ کے نام سے دیا۔ یہاں فیلسوف نامدار مکتب تشیع دلسوز آغا مطہری نے ایک کتاب انقلاب مہدی کے نام سے تالیف کی، جب میں نے مہدویت پر کتاب لکھنا شروع کی تو اس کو تلاش کیا تو مرحوم نے لکھا تھا کہ وہ بھی آیات و روایات سے مطمئن نہیں تھے، امام مہدی کو امید اقوام عالم قرار دیا گویا ہمارے مصادر میں سے ایک اقوام و ملل ملحدین بھی ہے، لیکن واضح ہے کہ اقوام عالم سے مراد لادین لوگ ہیں جو امام مہدی کا طویل انتظار کرنے والوں کا مذاق کرتے ہیں مرحوم نے متعہ کو بھی برطانیہ کے فیلسوف برٹرینڈ رسل سے استنادکیا یعنی تاریخ اقوام ہے کہ ہمیشہ مفاد پرست لوگ جب اپنی قیادت و رہبری نہیں چلا سکے تو انہوں نے ایک قائد غائب اختراع کیا اور کہا کہ آپ ان کی تأسی و پیروی کریں۔

تضاد گوئی شرف الدین:۔

جناب فدا حسین حیدری نے پایان نامہ میں لکھا ہے کہ شرف الدین نے امام و امت میں لکھا ہے کہ امام مہدی ہے پھر علماء و دانشوران میں امام مہدی کے وجود سے انکار کیا، یہ ان کی تضاد گوئی ہے، جناب نقاد کلامی آپ کی نظر نقد صرف ایک تضاد گوئی پر پڑی ہے، میں نے اپنی عمر میں سینکڑوں تضاد گوئیاں قولی اور فعلی انجام دی ہیں، ان میں سے چند کے نمونے پیش کرتے ہیں لیکن پہلے ایک مثال پیش کرتے ہیں، انسان پہلے ماں کی ہر بات کو تسلیم کرتا ہے، جب بڑا ہوتا ہے تو ماں کی جگہ باپ کو مانتا ہے پھر جب سکول جاتا ہے تو استانی و استاد کی بات کو مانتا ہے۔ ماں باپ سے لڑتا ہے اور ضد کرتا ہے۔

ہم پہلے ماں باپ سے بغاوت کر کے حوزہ میں گئے تو حوزہ والوں کی بات کو مانتے تھے پھر بظاہر ایرانی دیندار لوگوں کی بات کو من وعن مانتے تھے خاص کر جناب آغا انصاریان، توسل کے نام سے شرک فروشی کرنیوالے کی تقلید کرتے تھے، ان کی چھاپی کتابوں کو نشر کرتے تھے، ان کے کہنے پر یہاں دعائے ندبہ شروع کی، دعائے ندبہ میں روتے اور رلاتے بھی تھے ان کی زیارت جامعہ کو دیکھ کر ہم نے اس کو یہاں چھپوایا ہے۔ اس کو لے جا کر بقیع کے قبرستان میں عباء اوڑھ کر زائرین کے بیچ میں چھپ کر پڑھتے اور روتے تھے، اس کے بعد ثابت ہوا یہ غالیوں کی گھڑی ہوئی زیارت ہے، آغا خوئی نے اس کے راوی کو غلط اور غالی ٹھہرایا ہے۔ ہم انصاریان کی صحیفہ دعا برائے حجاج کو لے کر جنت المعلی میں بنی ہاشم کے مشرکین کی زیارت کرتے تھے سلیم بن قیس ہلالی کی گھڑی ہوئی حکایت احراق باب فاطمہ کو پڑھ کر خود بھی روتے تھے لوگوں کو بھی رلاتے تھے۔ جب آغا خوئی نے سلیم بن قیس ہلالی اور ابان بن عیاش کو مجہول

ومشکوک قرار دیا تو یہاں سے ثابت ہوا کہ قصہ احراق مجوسیوں کی اختراع ہے۔اس طرح ہم نے تنہا نہیں، بہت سے نوابغ علماء وفقہاء نے ایسی بہت سی تضاد گوئیاں کی ہیں خاص کر شیعہ مذہب تضاد گوئی اور جھوٹ پر جھوٹ سے زندہ ہے اگر کوئی کہے ہم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ہے سمجھیں اس نے تضاد گوئی کی ہے۔

امام خمینی نے انقلاب سے پہلے حوزہ کے عمائدین کوطعن ونقد کا نشانہ بناتے ہوئے فرمایا،ہمیں خارجی زبان نہیں سیکھنے دی گئی زبان خارجی سیکھے بغیر ہم بلاد مغرب میں تبلیغ کیسے کریں،گے وہاں پیغام اسلام کیسے پہنچائیں گے جبکہ انقلاب کے بعد آپ نے فرمایا،ہمیں سب سے زیادہ نقصان فرہنگ غرب نے پہنچایا ہے جس میں سب سے نمایاں مصداق فرہنگ زبان ہے اہل ایران کی ہر چیز غربی ہے لیکن ان کا لہجہ مغرب سے نہ بن سکنے کی وجہ سے انگریزی بولنا ان کے لئے مشکل ہوگیا ہے لیکن ان کی نظر میں انگریزی بولنے والوں کا بہت مقام ہے۔اس طرح فرماتے تھے یہاں امام زمان کی حکومت ہے،انقلاب کامیاب ہونے کے بعد فرمایا آئندہ ہزار سال تک امام مہدی کے آنے کا کوئی پتہ نہیں ہے، یہاں حکومت ملت کی ہے۔صحیفہ نور میں لکھا ہے کہ صحیفہ سجادیہ' تالیف صاحب وسائل و مستدرك شیعہ باعث افتخار ماست ''کسی اور جگہ فرمایا محدث نوری کی کتابوں سے ہمارا چہرہ مسخ ہوگیا، آپ تضاد گوئی نہیں کرتے بلکہ تضاد گوئیوں کا کارخانہ چلاتے تھے۔امام کی آمد کے بارے میں روایات بنا کر موسوعات بنانے کے باوجود دوسروں کو چھوڑو خود اپنوں کے ہاں اطمینان کھوگیا ہے۔

کجا حجاج کجا مختار:۔

بقول ایرانی یہ بہت زندہ جملہ ہے میرے خیال میں پورے پایان نامہ میں اس جملے سے زیادہ رکیک اور تحقیر آمیز جملہ نہیں پڑھا، ان دونوں میں فرق تو ثابت کرنا نہیں ہے ہمارے پاس یزید اور عبید اللہ کے درمیان عمر سعد اور شمر و سنان کے درمیان فرق بتانے کا وقت کہاں ہے ہم تو ابھی خیر و شر اور حق و باطل میں تمیز نہ کرسکنے کی وجہ سے اللہ کی جگہ مخلوق سے متوسل ہوتے ہیں کیونکہ شمر عمر سعد اور عبید اللہ بن زیاد میں فرق نہیں ہوتا ہے اور ان میں یا ان جیسوں میں فرق ثابت کرنا لائق داد نہیں بنتا ہے ۔اگر چہ مدارس اور حوزات کے افاضل عمائدین متکبرین عرصے سے ہمیں اسلام کی خاطر سوشلزم اور آغا خانیوں کو بہتر گردانے کا درس دیتے ہیں ۔راجہ کی جگہ دو بروں کے درمیان کم برے کو ترجیح دینے کا کہتے آئے ہیں عقل اور قرآن نے انسان مسلمان کو دو بروں میں فرق و تمیز کرنے کا نہیں کہا ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ ہمیشہ افضل و اشرف کا انتخاب کرنے کا حکم دیا ہے۔

حجاج اور مختار دونوں قصاب اور مسلمان کش تھے البتہ فرق اتنا ہے کہ بعض مصنفین و مؤلفین حجاج بن یوسف سے دفاع کرتے ہوئے شرم و حیاء سے چور ہو کر ان کے بارے میں اظہار خیال یا رائے پردازی کے لئے تیار نہیں تھے سلیمان بن عبد الملک نے حجاج کے حامیوں کو جہاں جہاں ملے، زندان کیا ان کے ایک حامی کو ایک دن حاضر کرکے حجاج کے بارے میں اظہار خیال کرنے کا کہا تاکہ اسے دردناک سزا دے، اس سے پوچھا حجاج کے بارے میں کیا کہتے ہو، اس نے کہا امیر المومنین آپ کے گھرانے کے اعزازیافتہ ہیں، میں کیا کہہ سکتا ہوں، اس پر سلیمان شرمندہ ہو کر چپ ہو گیا۔لیکن فرقہ کیسانیہ والے مختار کا دفاع

کرنے اوران کو حامی و دوست اہل بیت اظہار دکھانے پرمصر ہیں شرماتے نہیں ہیں ۔اس کے قتل عام مسلمین ،دعوائے علم غیب ،دعوائے وحی سے دفاع کے لئے کتاب پر کتاب قلم پرقلم لکھ کر پیش کرتے ہیں ۔

پوری دنیا میں اسلام کی بالا دستی دیکھنے کے خواہش مندوں نے انقلاب اسلامی ایران کوخوش آمدید کہا ہےاورایک دوسرے سے پوچھنے لگےاس کےثمرات یہاں کب آئیں گے؟اس انقلاب سے مسلمانوں کاسراونچاہوگیا،حکومتوں سے ہٹ کرمسلمانوں نے دل کی گہرائیوں سےاس کی کامیابی کے لئے دعائیں کیں لیکن فرقہ کیسانیہ کی بالادستی چاہنےوالے الحادکے حامیوں کومسلمانوں کی دوستی پسند نہ آئی اور بخت نصر کی یادگارمدعی نبوت،سریال مختارثقفی (سی ڈی فلم)اورکتاب نشرکرکے مداحان انقلاب کے منہ پرطمانچہ مارا ہے۔یہاں سے مسئلہ واضح ہوگیا کہ یہ انقلاب اسلامی تھایا کیسانیہ ونصیری۔

آپ لوگ مختلف انواع کی جنایت کے مرتکب مختار سے دفاع کرکےنہیں شرماتے ہیں کیونکہ انسان جب ظالم ہوجاتا ہےتو پھراسےاحساس نہیں رہتا،جس طرح عورتیں فاحشہ ہوجاتی ہیں تو انہیں فاحشہ کہنے سے شرم نہیں آتی ہے۔

مختار نے وہ قتل عام کیا جوحصین بن نمیر نے مدینہ اورمکہ میں کیا تھا،جوعبداللہ سفاح نے شام میں بنی امیہ کے باقی ماندہ کے ساتھ کیا۔مختار پرلکھی گئی کتابوں میں اس کے کارناموں کوکسی دلیل شرعی سے استثناء نہیں کیا گیا ہے۔کسی کو پناہ دینے کے بعدقتل کرنا یہ سیرت عبدالملک بن مروان تھی سیرتِ علی نہیں تھی۔

ا۔حضرت علی کے اخلاق جنگی کی ہدایت میں آیا ہے کہ پناہ دینے کے بعدقتل کرنا جا

ترنہیں۔

۲۔حضرت علی نے وصیت کی ''الا یقتلن الا قاتلی ولا تضربه الا ضربة واحدة''۔

قرآن کریم میں آیا ہے ﴿وَ لا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوکُم﴾۔ بتائیں درسگاہ جعفر صادق کے فضلاء کس کی سیرت پر عمل پیرا ہیں۔

یہاں پہ مختار کے ذکر کے بعد مناسب سمجھتے ہیں کہ ان سے متعلق ایک دو مسئلے کی وضاحت کروں۔ارباب فرق و مذاہب نے ایک فرقے کا نام کیسانیہ بتایا ہے۔کہتے ہیں فرقہ کیسانیہ اسی مختار سے منسوب ہے۔مشہور ہے کہ مختار ایک بہت عقلمند انسان تھا،''کیس'' عقل کو کہتے ہیں،یعنی یہ مذہب مختار عاقل کی اختراع تھا۔بعضے نے کہا ہے کہ یہ اس کے ایک غلام کا نام تھا،وہ ہر بات میں اس سے مشورہ کرتا تھا۔بہر حال یہ فرقہ مختار سے منسوب ہے۔ مختار اپنی جگہ چند چیزوں کا دعویدار تھا،ایک تو وہ مدعی تھا کہ اس پر وحی ہوتی ہے،دوسرا وہ محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل تھا۔محمد بن حنفیہ جب زندان عبداللہ بن زبیر سے رہا ہوئے تو چاہا کہ کوفہ میں مختار کے پاس اس کی پناہ میں جائیں۔مختار جانتا تھا کہ اگر محمد بن حنفیہ یہاں آگئے تو اس کا پول کھل جائے گا،اس لئے اس نے اپنے ایک خطاب میں کہا کہ امام پر تلوار اثر نہیں کرتی۔یہ خبر سنتے ہی محمد بن حنفیہ ڈر گئے اور راستے سے ہی شام عبد الملک بن مروان کے پاس پناہ کیلئے چلے،لیکن راستے میں ہی وفات پا گئے اور وہیں دفن ہوئے۔مختار اور محمد بن حنفیہ کے بعد یہ مذہب کیسانیہ وجود میں آیا۔جنہوں نے دعویٰ کیا کہ محمد بن حنفیہ مرے نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور کیونکہ وہ عبد الملک بن مروان کے پاس جانا چاہتے تھے اس جرم میں

اللہ نے انہیں اسی جبل االرضی میں قید کر دیا ہے۔وہ ہی مہدی موعود ہیں اور پھر ظہور کریں گے۔بعضے کا کہنا تھا کہ وہ مر گئے ہیں لیکن پھر واپس آئیں گے۔

سب سے پہلا شیعہ مذہب مذہب سبائیہ ہے۔عبداللہ بن سباء نے دعویٰ کیا تھا کہ علی مرے نہیں ہیں زندہ ہیں،وہ ہی مہدی موعود ہیں اور حضرت عیسیٰ کے ساتھ دوبارہ ظہور کریں گے۔عبداللہ بن سباء کے مرنے کے بعد سباء کے ماننے والے مختار کے لشکر میں مدغم ہوئے۔عبداللہ بن سباء اور مختار دونوں کے چہرے مسلمانوں کے نزدیک منسوخ ہونے کی وجہ سے شیعہ کا چہرہ مسخ ہوگیا،بدنام ہوگیا۔یہاں سے شیعوں کو اپنا نام شیعہ کی بجائے امامیہ رکھنا پڑا۔یعنی نام بدلنا پڑا۔اب اصل سوال پہ آتے ہیں۔آیا موجودہ شیعہ وہی سبائیہ اور کیسانیہ کا ترقی یافتہ مذہب ہے؟یا یہ ان شیعہ مذاہب کا مسخ شدہ مذہب ہے؟اس سلسلے میں آیت اللہ مرتضیٰ عسکری اور مجلہ تخصص اسلامی صادر از قم میں محققین نے چند اقساط میں ثابت کیا ہے کہ سبائیہ اور کیسانیہ بس خیالی ہیں ان کا کوئی وجود نہیں تھا۔تو لوگ سوال یہ کرتے ہیں کہ چاہے عبداللہ بن سباء ہو یا نا ہو مختار کے نا ہونے کا کوئی نہیں کہہ سکتا۔وہ عقیدہ امام مہدی آئیں گے یا بداء ہوتا ہے اللہ کو،امام علم غیب جانتا ہے،امام تصرف در کائنات رکھتے ہیں،یہ عقیدے مختار کے تھے۔آپ بے شک کہیں کہ اس نام سے مذہب تھے یا نا تھے،وہ مذاہب برے تھے یا اچھے،اس وقت پذیرائی یافتہ مذہب شیعہ اثنا عشری میں یہ عقائد جوں کے توں موجود ہیں۔اور مختار کے عقائد بھی زندہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس کے نام سے اس کی حرکتوں کی اس کی حیات کی فلم سریالی پوری دنیا کے شیعوں میں پسندیدہ فلم ہے۔باقی فیصلہ اہل علم اور عقل وخرد خود کریں۔

جب تک میرے پاس کسی مسئلہ کے بارے میں دلائل نہیں ہوتے میں اس فائل کو نہیں کھولتا ہوں اور جب دلائل مل جاتے ہیں تو پھر کوئی شخصیت نابغہ بھی میری راہ میں حائل نہیں ہوسکتی ہے چاہے آیت اللہ جواد آملی ہوں یا رسول جعفریان، احمد خاتمی ہو یا صاحب المیز ان، باقر الصدر ہوں یا استاد والا مقام صاحب فرقان مظلوم حوزہ یا امام خمینی ہی کیوں نہ ہوں غرض ہر ایک کے مقام علمی وعرفانی واجتماعی وسیاسی کے اوج بلندی پر فائز ہونے کے باوجود مجھے ان کے نظریات وافکار کے بارے میں مؤدبانہ سوال واعتراض کرنے سے اللہ نے بھی نہیں روکا ہے چہ جائیکہ غیر اللہ کو یہ حق حاصل ہو یہ میرا حق ہے یہ حق دین واہل دنیا دونوں نے مجھے دیا ہے۔

نائبین امام:۔

نائب امام کن امور میں تھے بیان نہیں کیا ہے شاید نبی کریمؐ جن امور میں تصرف نہیں رکھتے تھے ان میں بھی نائبین حق تصرف رکھتے ہیں، کیونکہ ائمہ معاشرے میں کوئی کردار نہیں رکھتے تھے کہ ان کی معذوریت یا غیاب کی صورت میں کوئی نائب منتخب کریں پوری تاریخ میں مفاد پرست ازخود نائب بنتے تھے نائبین امام وہ مفاد پرست لوگ تھے کہ وہ جب میدان خالی دیکھتے ازخود دعویٰ کرتے تھے۔امام موسیٰ بن جعفر جب زندان گئے مفاد پرست میدان میں اترے امام حسن عسکری لاولد گزرے تو محمد بن نصیر نمیری نے ازخود نیابت کا اعلان کیا یہ سلسلہ دن بدن بد سے بدتر خطرناک صورت حال اختیار کر گیا۔

لہٰذا ان سے چون و چرا کیا تو انہوں نے امام علی ہادی کی الوہیت اور اپنی نبوت کا اعلان کیا۔محمد بن نصیری کی حرکت کو دیکھ کر امام حسن عسکری کے پڑوس میں گھی فروش عثمان بن

سعید نے بھی دعویٰ نیابت کیا،باپ کے مرنے کے بعد بیٹے محمد نے نیابت کا دعویٰ کیا،محمد بن عثمان سعید کی وفات کے بعد ایک قرمطی سزا یافتہ حسین بن روح نے دعویٰ کیا،اس کے بعد علی بن محمد سمری نے دعویٰ کیا پہلے تین کا نام کتب رجال میں بطور مہمل آیا ہے لیکن علی بن محمد سمری کا نام بھی نہیں آیا ہے۔جب یہ سلسلہ نہیں چل سکا تو نیابت عامہ جنجالی کا اعلان کیا پہلے تین نائبین سے کسی قسم کے دین سے متعلق ہدایات واحکام نہیں سنے سوائے جمع خمس بلا حساب کے،لیکن عامہ والوں نے دو چیزوں کا اور اضافہ کیا بیان شریعت میں اختیارات غیر محدود کے ذریعے احکام شرعیہ جعل کر کے فرقہ سازی شروع کی۔

امامت مجتہدین کو نائبین امام متعارف کرتے ہیں لیکن اس نیابت کی کوئی سند شرعی نہیں دیتے ہیں۔یہ نیابت دنیا بھر کے نیابتی اصول سے مختلف ہے،دنیا بھر میں کسی صاحب منصب کی معذوریت یا غیاب میں کسی کو رکھنے کے لئے قانون واضح اور روشن ہوتا ہے، نیابت کا استحقاق ان کی تعلیم،منصب اور تجربہ کے تحت ہوتا ہے لہٰذا جب بھی کسی معذوریت کی صورت پیش آئے تو نائب فوراً بغیر اختلاف خود بخود بن جاتا ہے،جیسے جب بھی ہمارے ہاں صدر مملکت غیاب میں جاتا ہے تو ایوان بالا کے سربراہ صدر مملکت بنتا ہے۔اسی طرح دیگر بڑے اداروں میں کون نائب بنتا ہے کسی قسم کا اختلاف نہیں ہوتا ہے لیکن یہاں نائب کا منوب عنہٗ سے لیاقت وقابلیت کا دور سے بھی واسطہ نہیں ہوتا ہے بلکہ آسمان وزمین جیسا فاصلہ ہوتا ہے امام معصوم اور نائب خطاء وقصور اور غلطی پر بھی اجر کماتا ہے۔

امامت مجتہدین:۔

مجتہدین جیسا کہ کتب اجتہاد میں جو تعریف آئی ہے وہ یہ ہے کہ کتاب اللہ وسنت

رسولؐ سے ہٹ کر احکام وضع کرنے والے کو کہتے ہیں۔ان سے صادر احکامات کا کوئی مصدر نہیں ہوتا ہے لیکن ان کی رائے کو کوئی روک نہیں سکتا ہے،ان کو حاصل اختیارات سب سے بالاتر ہیں۔یہاں یہ بات واضح کرنے کی ضرورت ہے شیعہ یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ تک اجتہاد کے سرسخت مخالف اور اسے بدعت اور بدنیتی پر مبنی سمجھتے تھے۔

اجتہاد کا جو تصور ابو حنیفہ نے اختراع کیا ہے اس پر شیعہ ابو حنیفہ کے بارے میں غلیظ ترین کلمات استعمال کرتے ہیں۔ بہر حال اجتہاد کی تحریری صورت محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ سے شروع ہوئی ہے۔جبکہ اہل تشیع کے ہاں کب سے شروع ہوا اس کے اقوال مضطرب ہیں،بعض وحید بھبہانی کا کہتے ہیں۔امام حسن کے تنازل کے بعد کوئی امام امور اجتماعی و سیاسی و اقتصادی میں دخل نہیں رکھتے تھے چہ جائیکہ اجتماعی و سیاسی و اقتصادی امور میں مداخلت کریں یہ جعل در جعل بغیر کسی دلیل و برہان آیات متشابہات اور روایات موضوعات کے ذریعے اٹھایا ہوا منصب ہے۔اس منصب کو امام حسن کے تنازل کے بعد آپ اور پورے خاندان میں سے کسی نے چھیڑ چھاڑ ہی نہیں کیا۔امام حسین کے قتل کے بعد اس کا پرسان حال کوئی نہیں تھا۔یہ منصب اپنی جگہ سر بریدہ دم بریدہ و کمر خمیدہ ہونے کی وجہ سے کسی اصول و قانون کے دائرے میں محدود نہیں رہا ہے،نہ ان کا انتخاب کسی اصول و ضابطہ میں آتا ہے نہ ان کے پاس جمع شدہ اموال کسی حساب و کتاب میں آتے ہیں۔افسوس صد افسوس بلتستان کے سب سے اچھے پڑھے لکھے لائق و قابل عالم آغائے محسن نجفی، آغائے جعفری، آغائے صلاح الدین اس نظام فاسد کے محافظ بنے ہوئے ہیں۔مسلمان ان کی نگرانی و سرپرستی میں پھیلنے والے انحرافات اور بدعات کی شکایت کہاں کریں؟اس سب سے بڑی

بدعت کے ساتھ پشت پناہی کفروالحاد نے اہل ایمان کوانگشت بدندان کمرخمیدہ بنایا ہے۔

جب حوزہ نجف کمیونزم کے نرغے میں تھاسکول وکالج وجامعات کی لڑکیاں چھاتی کھول کرعلماء کا استقبال کرتی تھیں علماء ومجتہدین وائمہ مساجدتو چھوڑیں ۔وہاں لوگ اللہ کی اہانت وجسارت کرتے تھے اگر کوئی ان کواللہ کا واسطہ دیتا تو کہتے تھے کس خواب میں ہو،ہم نے اللہ کوتم سے پہلے ملک بدر کیا ہے،مرجعیت ایران میں تھی اس وقت کے مرجع آغائے بروجردی متوفی ۱۳۴۰ھ تھے ۔ہم ان دنوں نجف میں تازہ پہنچے تھے ہم آغائے بروجردی کی تقلید میں تھے کسی بھی دن نہیں سنا کہ عراق کی صورت حال کے بارے میں آغائے بروجردی نے کوئی حل دیا ہو یا نجف میں موجود علماء کومشورہ کے لیے بلایا ہو۔

آپ کی بھی ترجیحات تعمیر مساجد،حسینیات ، مدارس ونشر کتب قدیم تک محدود تھیں جس طرح ان سالوں میں ہمارا ملک پاکستان فرقہ واریت کے شعلوں اورخاک وخون میں غلطاں ہے،اس دورمیں اسی طرح نجف وعراق کے حالات تھے،لیکن قم وتہران سے کسی نے نجف کے علماء وشخصیات کے ساتھ ان مسائل کے بارے میں کوئی نشست رکھی ہو،تجاویز طلب کی ہوں،ہدایت ونصیحت کی ہو کوئی چھوٹی سی مثال بھی نہیں ملتی ہے بلکہ وہ الٹا فتنہ میں ایندھن ڈالنے کی کوشش کرتے رہے ۔آپ کی وفات کے بعدعراق کے حوالے سے آغائے حکیم کی شخصیت متقاضی تھی لیکن بقول آغائے نقشوانی مرجع ساز نے آغائے عبد الھادی نابینا کومرجع بنایا،اس پرمرحوم ذیشان حیدرجوادی نے فرمایا مجتہدین رسالہ میں لکھتے ہیں تقلید زندہ وآگاہ کی ہونا چاہیے مردہ کی تقلید صحیح نہیں جو دنیا و مافیہا سے ناآگاہ ہواس کی کیسے تقلید کریں۔

لیکن تقدیر الٰہی کہ اللہ نے عبدالہادی کو اٹھایا تو اس وقت عراق میں کمیونزم کے کفرو الحاد کی بڑھتی ہوئی صورتحال کے پیش نظر آغا محسن حکیم کا مرجع بنا ضروری تھا لیکن ادارہ مرجع ساز نے تہران میں مقیم شاہ نواز مجتہد کو مرجع بنایا اسلام و مسلمین کی مصلحت کو پس پشت ڈال کر اپنی علاقائی مصلحت کو مقدم رکھ کر مرجع بنانے کی صورتحال کو دیکھ کر کمیونسٹوں کی ہمت بڑھی۔ تو جب انہیں میدان میں دندناتے دیکھا تو بادل ناخواستہ آغا محسن حکیم میدان میں اترے، انہوں نے الشیوعیہ کفرو الحاد کا فتویٰ صادر کر کے اپنی لیاقت، زعامت مسلمین اور مرجعیت کا لوہا منوایا۔ شاعر معروف عراق نے ان کی شان میں کہا ''**قلم الحکیم بکفہ سیف علی ھام طغات**'' عراق میں دین کا بول بولا ہوا کفرو الحاد کے نعرے مظاہرے پس پشت ہوئے، لیکن اہل دین و دیانت کی جلد بازی اور کفرو الحاد کی بیداری نے آغا حکیم کو مصیبت میں ڈالا تو صدام کی حکمت عملی نے شیعوں کا جعلی ترجمہ پیش کیا تو پھر کانے بہرے کو مرجع بنایا۔ جس طرح عزادار ہمیشہ سے مسلمانوں کے ساتھ کرتے آئے ہیں حرم امام حسین کو سرکاری ملازمین سے دھلوایا اور عزاداروں کے رؤسا کو کھانا کھلا کر خود برسر اقتدار آیا۔ آغا حکیم کا گھیرا تنگ کر کے گھر تک محدود و محصور کر دیا گیا۔

فرزند کبیر سیاست مدار آغا سید مہدی حکیم روپوش ہو گئے چند مہینے گزرنے کے بعد اس مصیبت میں آغا حکیم علیل ہوئے۔ بستر علالت سے بسوئے آخرت گئے۔ اس دوران مہدی حکیم پاکستان پہنچے مسلمانان پاکستان نے والہانہ استقبال کیا لیکن جلد ہی قرامطہ پاکستان میدان میں اترے اور الحادی نعرہ بلند کیا اور انہیں یہاں سے راتوں رات بھگایا۔ بلتستان کے مرجعیت پرست علماء نے مرجعیت الحادیت کو ترجیح دی چند ہفتہ پہلے سوشل

ازم کی یلغار سے ڈرانے والے علماء نے اس منطق کے تحت فتویٰ بدل دیا تھا کہ ہمیں انگریزی نہیں آتی اصل میں سوشل ازم کا معنی سادات ہے سادات اسلام میں ہیں۔

شیعہ پاکستان اور خاص کر ہمارے بلتستان میں مرجعیت کے ترانے گانے والے مرجع کو امام غائب کا وکیل کہنے والوں نے کمیونزم جس کو آغا حکیم نے کفر والحاد قرار دیا تھا بلتستان کے علماء وذاکرین وخطبا اور امام جماعت وماموین نے کمیونیزم سوشل ازم' آغا خانی ازم غرض ہر قسم کے کفریزم والحادیزم کا دل کھول کر استقبال کیا اس دوران پاکستان میں سوشلزم اور اسلام کے درمیان الیکشن ہو رہا تھا، سید مہدی نے سوشلزم کی حمایت کرنے سے منع کیا تو ان کو صبح سے پہلے پاکستان چھوڑنا پڑا۔

مصلحت شناس مقیم جامع مسجد ضرار نے سوشلزم کا شاندار استقبال کیا اس وقت سے ابھی تک الحادیت کی جڑیں محکم سے محکم تر ہو رہی ہیں ذاکر و خطیب اپنے ہاتھ سے اپنی آخرت برباد کرنے پر روتے اور رلاتے ہیں' اسلام کا نام لینے والوں کا گھیرا تنگ کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ ہم امام مہدی کے انتظار میں ہیں یہ صرف اسلام کے حامیوں کو دبانے کی حد تک امام مہدی غائب کی بات کرتے ہیں' لیکن ان کے ہاں امام مہدی ظہور ہو چکے ہیں ایک پاکستان میں ہے دوسرا یورپ میں ہے انہیں اچھے طریقے سے احساس ہے انسان عاقل کا امام حاضر کی جگہ امام غائب کا انتظار کرنا ایک دھوکہ ہے۔

چنانچہ راجہ شگر صبا نے کہا ہمارا امام غائب ہونے کی وجہ سے ہمارا پرسان حال کوئی نہیں ہے جبکہ ہمارے قصر میں رہنے والوں نے اعلان کیا ہے کہ امام حاضر سے رابطہ یہاں کریں۔وہ امام حاضر کو "یا علی مدد" کہہ کر پکارتے ہیں' ان سے ہم بھی مستفیض ہیں البتہ یہ

ہمارے برخودار خاندان کا کردار ہے۔

ایک دن آغائے خوئی ابھی تشریف نہیں لائے تھے کہ ایک زائر مرجع نے وہاں پہنچ کر آغائے نقشبانی کو جھک کر سلام کیا ہاتھوں کو چوما اور عرض کی آپ مرجع ہیں تو آپ نے انتہائی تواضع سے فرمایا ہرحوالے سے نہیں میں مرجع ساز ہوں۔امام خمینی کی وفات کے بعد انقلاب اسلامی کو مرجعیت کا بحران آیا آغائے گلپائگانی کی شخصیت علمی ایران کی حد تک شہرت کی حامل تھی لیکن ضد ولایت فقیہ ہونے کی وجہ سے حکومتی ارکان میں تشویش ہوئی خاص کر ولایت فقیہ کا کیا ہوگا انقلابیوں نے کوشش کی ان کو ولایت فقیہ کیلئے قائل کریں۔

لہٰذا امام کا جنازہ ان سے پڑھوایا انقلابیوں نے ان کو انقلاب کی خاطر ولایت فقیہ کو تسلیم کرنے کی درخواست کی لیکن ادارہ مرجع ساز نے ان کی پیش کش کو مسترد کیا' خود مستقل اعلان کیا چنانچہ اپنی مرجعیت کے افتتاح پر پوری دنیا میں اس دن عید منائی گئی یہاں سے بے چارے انقلابیوں کو دست خالی مایوس باہر آنا پڑا۔اب کہاں جائیں بہت سوچ بچار کرنے کے بعد ایک گوشہ نشین ریاست زعامت سے دور حتیٰ علمی بحوث سے دور امام خمینی کی انقلابی تحریک سے اختلاف کرنے والے آغائے اراکی یاد آئے جو مسجد امام حسن عسکری میں امام جمعہ تھے البتہ انقلاب کے بعد علماء اور روحانیوں کو عزت ملنے کا مشاہدہ کرنے کے بعد انقلاب کے گرویدہ ہو سکتے تھے انقلابیوں نے آغائے اراکی کو بحق انقلاب بحق روح امام کا واسطہ دیکر درخواست کی کہ آپ اس مرجعیت کو قبول کریں ورنہ انقلاب خطرہ میں پڑ جائے گا آغائے اراکی جو پہلے تحریک کے دوران لوگوں کے قتل و کشتار اور بعض کو زندان میں دیکھ کر فرماتے تھے اس سید نے لوگوں کو مروا دیا ہے۔وہ انقلاب کے حق میں نہیں تھے لیکن انقلاب آنے کے بعد

پتہ چلا انقلاب نے کیا کھویا کیا پایا، شاہ کے ساواک کے خطرے سے لباس علماء چھوڑنے والے یا انقلاب مخالف نے اس وقت عیش و نوش کو دیکھ کر مرجعیت کوقبول کیا، جلدی میں رسالہ عملیہ لانا مشکل تھا آغائے خونساری کے رسالہ کو اپنے نام سے چھپوایا۔ البتہ مرجعیت کا جوتصور اعلم ہونا چاہیے، سیاست مدار ہو، جدید مسائل سے آگاہ ہو، اس کی چنداں ضرورت نہیں تھی وہاں اساتید و سیاست دان کثرت سے موجود تھے خاص کر وقت و حالات کے ساتھ چلنا یعنی ''نان بنرخ روز'' کھانے والوں کی کمی نہیں تھی لیکن وہ مرجعیت کے نام سے خاندان کی چند پشتوں کی کفالت کے حق میں بھی نہیں تھے اس صفت نے آپ کی دیگر فاقد صلاحیتوں کی جگہ لی ہے۔ مرجعیت تاریک زندانوں میں یاس و ناامیدی میں رہنے والوں کے لئے نوید ہے، ہم جیسے بے ادب علوم حوزہ میں فیل ہونیوالوں کے لئے خط سرخ رہی ہے۔ مرجعیت سازاداروں سے وابستہ کے لئے کوئی مسئلہ نہیں، امام خمینی کے مشاور اعلیٰ آغائے سراج موسوی آغائی ارا کی وفات کے بعد بدل گئے کہنے لگے ہمارے ہاں مرجعیت غیب سے منتخب ہوتی ہے۔

مجتہدین کو نائب امام کہتے ہیں' جب ان کے امام کی امامت کسی دلیل و برہان سے مستندنہیں ہوتی تو ان کے بقول ہمارا نظام امام حسینؑ کے قتل کے بعد آپ کی نسل کے گوشہ نشین ہونے سے بدنظم ہوگیا۔ باقیوں کو اہل فارس اٹھا کر لے گئے، ان کو امام بنایا یہ لوگ ان کے نائبین ہیں جوکہ اپنی جگہ درست نہیں تاہم وارثین کہنے میں چنداں مضائقہ نہیں، کیونکہ وراثت سے مُراد ان کے نام سے گدائی کرنے والے کو بھی کہتے ہیں جیسے سید کو وارثین اجر رسالت کہتے ہیں چاہے اصل رسالت کی لوٹ مار ہی کیوں نہ کریں، ہمارے داماد جناب علی

عباس کے نزدیک سید اور ذاکر ہونے کے بعد کسی اور فضیلت کی ضرورت ہی نہیں رہتی ہے، کیونکہ ان دونوں سے اچھی کمائی ہوتی ہے۔فضائل و معارف کسی سے از خود نقل نہیں ہوتے جب تک خود تگ و دو نہ کریں علوم و فضائل ادعا بھی ہوتا ہے، ابن العالم، نصف العالم گھرانہ سے بھی انتساب کافی ہے، مجتہدین اور علماء کی اولادین سے نفرت و کراہت اور بے دینوں سے الفت و محبت رکھتی ہے اور چرس و افیون خور ہوتی ہے لیکن دین کے نام سے جمع مال سے لطف اندوز ہوتی ہے۔

ان کے نائبین بقول سید جواد نقوی ''تالی تلو'' عصمت کے حامل ہوتے ہیں انبیاء ماسبق کے برابر ہوتے ہیں۔ان کا فتویٰ ہے مسلمان حکومتوں کی املاک و خزانے کے مالک امام ہیں' امام کے غیاب میں نائب امام اور ان کے وکلاء ہوتے ہیں' سنی حکومت کا مال تو چھوڑیں اپنے فاسد عقیدے سے انحراف کرنے والوں کا مال بھی حلال ہے۔آیت اللہ سیستانی کے نمائندہ یوسف نفسی کے نمائندے ڈیرہ غازی خان میں مدارس کا شہریہ تقسیم کرتے ہیں لیکن پندرہ سال سے میرے ادارے سے خریدی گئی کتب کی رقم روک رکھی ہے، یہاں ان کو وکیل بنانے والے دیندار رضوان نے سفارش کی تھی یہ کتب آپ پر اعتماد کرکے دی تھیں لیکن انہوں نے ہمارے امام مہدی سے انکار کے بعد اس کو روک کر رکھا ہے۔آغا سید جواد شہرستانی کو قم میں ای میل کیا، جواب نہیں دیا، میری بعض دوسری کتابیں ابھی بھی لاہور میں مصباح القرآن اور مجتہدین سے کمیشن پر خمس جمع کرنے والوں اور بعض دوسرے اداروں نے ہماری اجازت کے بغیر چھپوائی ہیں غرض یہ سب کچھ علماء و فقہاء کے حکم سے ہوا ہے۔

مجتہدین کہتے ہیں کہ آپ مجہول المالک اور مال سود کی رقم نصف کمیشن پر ہم سے

اجازت لے کر خرچ کر سکتے ہیں، چوری کر سکتے ہیں، احتمال قوی ہے کہ پاکستان کے وزیر اعظم ہمارے ان مراجع میں سے کسی کی تقلید میں ہوتے تو پانا مالیکس کا مقدمہ سپریم کورٹ میں عمران خان اور سراج الحق سے جیت جاتے۔

دیگر ملکوں کا مجھے پتہ نہیں اپنے ملک کے بارے میں سرسری معلومات رکھتا ہوں کہ ہمارے ہاں چاہے علوم مروجہ پڑھنے والے طالب علم ہوں یا عالم دین بننے کی نیت میں، اپنی زندگی کے اہداف و غایات ہی پہلا اور آخری ہدف ہوتے ہیں۔ جس طرح ان کی نیت میں سربلندیٔ اسلام نہیں، ملک کی خدمت بھی نہیں ہوتی، اسی طرح ملک کی بنیادی ضروریات بھی نہیں ہوتی ہیں۔ ابتدائی علوم کے بارے میں نہیں کہتا ہوں کیونکہ ابتداء سے اہداف کا تعین نہیں ہوسکتا کیونکہ وہاں تو پڑھنا ہی ہوتا ہے لیکن دوسرے مرحلے میں جہاں سے شعبہ جات نکلتے ہیں وہاں انتخاب اہداف وترجیحات کا تعین ہونا ضروری ہے مثلاً ایک لڑکا دسویں کلاس میں اچھے نمبروں سے پاس ہونے کے بعد اس کو اپنے ملک کی ضروریات دیکھنا چاہئیں، ہمیں یہاں کس علم کی ضرورت ہے؟ کس چیز کی کمی ہے؟ اس ضرورت اور کمی کو میں کیسے پر کرسکتا ہوں؟ لیکن ایسا کہیں ہوتا نہیں، دیکھا ہے نہ سنا ہے۔ وہ دوست احباب سے پوچھتا ہے مجھے آگے کس شعبے میں پڑھنا چاہیے تو پہلے مرحلے میں ان کے نمبر پوچھتے ہیں۔ ان کا مقصد ملک کی ضروریات نہیں زیادہ کمائی والی نوکری ہوتا ہے علوم دینی بھی ایسے ہی مراحل سے گزرر ہے ہیں۔

یہاں لوگ عقائد اسلامی، قرآن وسنت عملی رسولؐ اللہ اور تاریخ اسلامی سمجھے بغیر حجۃ الاسلام بنتے اور اسلام پڑھے بغیر مفتی بنتے ہیں۔ اسلام پڑھے بغیر رسالہ عملیہ چھاپنے

والوں کی عیش ہوگئی ہے ان کا اچھا کاروبار چلتا ہے جب پوراقم آیت اللہ نگر بن گیا تو مجتہد کے اوپر ایک اور مقام بنانا پڑا اس کا نام مرجع رکھا' یہ عام مجتہد نہیں یہ مرجعیت والے مجتہد ہیں۔حوزہ علمیہ میں علماء کی کثرت اور القاب کی قلت نے بحران پیدا کیا بحران یہاں تک پہنچا ہے کہ تین آدمیوں کو کہیں سے پکی ہوئی مرغی ملی تینوں میں سے ایک نے کہا یہ ہم تینوں کیلئے کافی نہیں ہے مزہ بھی نہیں آئے گا محض منہ کا ذائقہ خراب ہوگا۔بہتر یہ ہے جس کا نام اچھا ہے وہی کھائے گا ایک سے پوچھا بتائیں آپ کا لقب کیا ہے اس نے صاحبان عزت پر نظر دوڑائی اور غور سے سوچا سب سے بڑا لقب کس کا ہے کافی غور کے بعد کہا میرا نام حیدر کرار ہے تو دوسرے حیران ہو گئے مرغی تو یہ لے گیا سب سے بڑا لقب تو اسی کا ہے دوسرے سے پوچھا بتائیں آپ کا نام کیا ہے اس نے سوچ کے کہا میرا نام احمد مختار ہے تیسرا آدمی رہ گیا اب اس کے بعد کیا رہ گیا سوچا کہ میں کیا پیش کروں اس نے سوچنے کے بعد کہا میرا نام پاک پروردگار ہے، اس سے اوپر تو کوئی نہیں ہوتا ہے۔یہاں سے آپ سوچیں کہ جب مرجعیت کا اتنا مقام ہے تو مرجع کے صاحب زادوں کا کیا مقام ہوگا ان کے دامادوں کا کیا مقام ہوگا ان کے گھر کے چوکیداروں کا کیا مقام ہوگا ان کی بیویوں بیٹیوں کا کیا مقام ہوگا اوران کے بینک اکاؤنٹ کا کیا نام ہوگا۔سابق زمانے میں بڑے سرمایہ دار کو لاکھ پتی کہتے تھے اس کے بعد کروڑ پتی ہوگیا اس کے بعد ارب پتی و کھرب پتی ہوا لیکن یہاں مراجع کی دولت کی مثال ملاحظہ کریں تو انسان مبہوت ہو کے رہ جاتا ہے چنانچہ آغا بہجت میں فقہی یا اجتماعی وسیاسی نظریات تو پیش کرنے کی صلاحیت نہیں تھی تو امام معدوم کا نام لے کر مال جمع کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کی وفات کے بعد ملیا رڈ ان کے پاس تھے۔

آپ لوگ اقتدار پر کافرین کو سوار کرتے رہے، اسی طرح الٹے سیدھے بے فائدہ عقائد سکھانے کی وجہ سے دین کو لات مارتے چلے گئے، مظلوموں کی حق تلفی ہوتے دیکھ کر عراق میں جوان کمیونسٹ ہو گئے، ہمارے بلتستان میں سیاسیوں کے ساتھ علماء بھی کمیونسٹ و سوشلسٹ ہوئے ہیں، آپ کے علماء میں سے ایک معروف عالم محمد علی شاہ نے بھٹو کی آمد پر کہا بلتستان میں ایک پیغمبر آیا ہے۔

اسلام و مسلمین کو سب سے بڑا دھچکہ اس دن لگا جس دن اجتہاد میں غلطی کرنے والے کو ایک اجر اور غلطی نہ کرنے والے کو دو اجر کا مستحق قرار دیا گیا۔ مدرسہ امام خمینی کے پایان نامہ لکھنے والوں سے درخواست ہے کہ بتائیں اجتہاد میں صحیح کو دو اجر اور غلطی پر ایک اجر دینے کی سند عقل و قرآن میں کہاں سے نکالی ہے؟

اب وقت آچکا ہے کہ اپنی غلطیوں کا اعتراف کریں جس طرح زوجہ عزیز مصر جس نے یوسف کو زندان بھیجا، اس نے بغیر کسی تشدد کے اعتراف کیا کہ میں ہی قصوروار رہوں۔ امت مسلمہ کو فرقوں میں بانٹنے، تتر بتر اور منتشر کرنے والے اور اسے زوال و نیستی کی طرف دھکیل دینے والوں نے اسلام سے مسلمین کو باغی کرنے کیلئے اور یہود و صلیبیوں ہندوؤں اور سیکولروں کو اقتدار پر لانے کے لئے اسلامی سربراہ کے لئے امام معصوم ہونا اور دیگر شرائط ناممکن و محالات کو کس عقل و منطق اور آیات محکمات و سنت موکدہ رسول اللہ سے لیا ہے؟ اسی طرح اصحاب و خلفاء کو غلطیوں سے محفوظ گردانے اور مجتہدین کو غلطیوں سے معاف گردانے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ سب کی رائے کو صحیح گردان کر قدیم یونان کے نظام فسطائیزم کو اتنی آسانی سے کیسے نافذ کیا ہے؟ مجھے بتائیں کہ تمام اقوام و ملل کو علم و تحقیق نے سرفراز کیا ہے جبکہ

مسلمانوں نے اجتہاد کے نام سے فسطائیزم و جہالت اور تاریکیوں میں اضافہ ہی کیا ہے، اگر یہ اجتہاد شیطانی نہ ہوتا تو آج اس روزگار کا سامنا نہ ہوتا۔

۱۔ مرجع وقت کو لائق و نا لائق کا تعین کئے بغیر تعین کرنا پھر اس کی طرف سے چن چن کے نالائق ترین وکلاء کا تعین کہاں کا انصاف ہے۔ اگر ہم کراچی کو ہی لے لیں تو یوسف نفسی اور علی مدبری وہ شخصیات ہیں جو مراجع کے ماتھے پر داغ سیاہ ہیں۔ وہ علم اسلام سے بے بہرہ ہونے کے علاوہ نام نہاد علم حوزہ سے بھی بے بہرہ ہونے کے باوجود وکیل مرجع اعلیٰ خوئی اور خمینی و خامنہ ای قرار دیئے گئے ہیں ان دونوں نے کسی قسم کی کوئی اصلاح کی ہو، ایسی کوئی مثال نہیں ملے گی۔

۲۔ کہتے ہیں کہ مرجعیت کا تعین غیب سے ہوتا ہے یہ آمریت و استبدادیت کی بدترین مثال ہے۔

۳۔ مرجعیت دنیا میں تنہا ہمارے ہاں نہیں دیگر مذاہب مسیحیوں، قادنیوں اور آغا خانیوں کے ہاں بھی ہے ان کی مرجعیت امور دنیا سے مربوط ہے۔

ا۔ قادیانیوں کا مرجع لندن میں بیٹھ کر پاکستان کی نگرانی کرتا ہے۔ اگر مرجاتا ہے تو جلد ہی دوسرے کا تعین کرتے ہیں زیادہ پیچیدہ نہیں ہے۔ قادیانی فاسد ہیں لیکن مسلمانوں کو رلا رہے ہیں وہ ان کی اہانت و جسارت کرتے ہیں، اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچے تو دنیا کے اخباروں میں سرخی لگتی ہے۔ آغا خانیوں کے مرجع یورپ میں بیٹھ کر بلتستان' گلگت' پاراچنار سے یاعلی مدد کا ورد کراتے ہیں اسلام مخالف رسومات کی تجدید و پشت پناہی کرتے ہیں اور انھیں کنٹرول کرتے ہیں۔ اسلام کا نام لینے والوں کو مشکلات میں مبتلا کرتے ہیں انہیں بدنام

کرکے مردہ یا زندہ درکور کرتے ہیں جس کو اپنا نمائندہ بناتے ہیں وہی متکلم ہوتا ہے۔

۲۔ بوہروں کا بھی مرجع ہوتا ہے ان کے مسائل کی برگشت بھی ایک ہے متعدد نہیں جبکہ شیعوں کے مراجع اپنوں میں فتنہ برپا کرتے ہیں۔

۴۔مرجع کی وفات کے بعد نجف وقم اور پاکستان میں دکانوں پر اور دفاتر میں مرجع جدید کے کتبے لگتے ہیں۔سنت خوارج دوبارہ زندہ کر کے ملت کوٹکڑوں میں بانٹ دیتے ہیں۔۲۹ رمضان گزرنے کے بعد رویئت کے بغیر ۳۰ رمضان کو روزہ افطار کروا کر عید کرا کے مرجع کو چکانے کی تلاش میں ہوتے ہیں۔شیعوں کے مرجع آغائے بروجردی اور ان کے جانشین عبدالھادی شیرازی، آغائے بہجت اسلام و مسلمین کے مسائل سے ناواقف و بے درد تھے، مرجع بننے والے کے خاندان کی سالہائے سال کی زندگی کا بندوبست ہو جاتا ہے لیکن مسلمانوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔مرجع کے وفات پاتے ہی قوم وملت انتشار کا شکار ہو جاتی ہے یکم شوال اور ایام حج مراجع کی فصل کاٹ کا مہینہ ہوتا ہے' مثل قرامط حاجیوں سے خمس کے نام پر ٹیکس لیتے ہیں انہیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ میقات توڑیں یا فٹ پاتھ سے احرام باندھیں یا حرم مکہ اور مدینہ سے روکیں۔ان چند سالوں میں پاکستان میں مسلمان فرقہ واریت کے شعلے میں جل کر خاکستر ہو رہے ہیں اس حوالے سے کسی مرجع کا کوئی بیان یا کوئی ہدایات یہاں آئی ہوں، سنا نہیں ہے۔

میں مسجد نبوی میں چھتری کے نیچے والی جگہ پر بیٹھا تھا، میرے قریب ہی ایک شخص صاحب حلیہ بیٹھے ہوئے تھے، ہاتھ کھول کر نماز پڑھ رہے تھے، ہم نے ان سے پوچھا، کہاں سے آئے ہیں تو کہا عراق سے، عراق کی کس جگہ سے، کہا نجف اشرف سے، تو میں خاموش ہو

گیااوراس نے مجھ سے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں تو میں نے کہا پاکستان سے آیا ہوں، تو اس نے کہا حضرت آیت اللہ مرجع اعلیٰ حافظ بشیر کو تو جانتے ہوں گے، ہم نے ان سے پوچھا آپ اجازت دے دیں تو ایک سوال کروں تو انھوں نے کہا جی، میں نے پوچھا مرجع اعلیٰ کیا ہوتا ہے؟ مرجع تو سمجھ میں آتا ہے یعنی برگشت ہے مرجع اعلیٰ تو بڑی برگشت ہے پھر اللہ کے لئے کیا رہ گیا ہے قرآن نے کہا سورہ (علق ۸) کہ بے شک تیری برگشت تیرے رب کی طرف ہے تو وہ چپ ہو گیا۔ حافظ بشیر صاحب نے پاکستانی زائرین سے خطاب میں فرمایا پاکستان و ہندوستان والوں کو یہ فخر وافتخار حاصل ہے کہ یہاں یہ حقیر ان کا خدمت گار ہے انھوں نے نقل غرابی البحر والی مثل قائم کی ہے۔ ان کے زعم میں مرجع کو چمکانے کیلئے ایک نیا تجربہ کرکے غلو کو اٹھایا ہے لکھنؤ' الہ آباد' بھکر' پاراچنار اور بلتستان و گلگت والے خود غلو صادر کرتے ہیں انہیں وہاں سے غلو کا نیا فتاویٰ بھیجا گیا، جبکہ اس سال یہاں غلو کے بادشاہ شوکت رضا شوکت کو نجف میں ''علی کو رب'' کہنے پر جیل بھیجا تو حافظ بشیر صاحب کو تلاش کرنا پڑا۔ ساتھ ہی آپ نے درآمد کے لئے ایک نیا کھیل کھیلا ہے، پاکستان اور ہندوستان میں اقتصادی کھیل کھیلنے والے خوجہ و خواجگان کو کتنی اجازتیں دی ہیں؟ ملک میں دین و دیانت سے مذاق پر مبنی گھوڑا پرستی، پرچم پرستی، پنجرہ پرستی کے بعد رقص و گانا اور موسیقی والے چینلز کھولنے کی اجازت دی، یہاں تک سننے میں آیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ لوگ سینہ زنی کے بارے میں اعتراض واشکال کرتے ہیں، ہم کیا جواب دیں تو آپ نے فرمایا اور زور سے سینہ مارو، ان سے کہو اپنا سینہ مار رہا ہوں تمہارا سینہ تو نہیں مار رہا ہوں۔

مرجع دینی سے مرجع اعلیٰ تک چھلانگ لگانے والوں نے دین کو کہاں سے کہاں تک

پہنچادیا ہے اب تو دینی جماعتوں کا نام بھی ہٹانے کی تحریک شروع ہوگئی ہے، دین کی اصطلاح ختم ہوتی جارہی ہے اب دینی مناصب کفر کے خدمت گاروں کو دیئے جاتے ہیں دین سے دور رہنے والوں اور گندی و قابل نفرت سیاست اور کفر و الحاد کی ترویج کرنے والوں کو خوب عیش و نوش کے مواقع دیئے جاتے ہیں دین و دیانت داری کی بجائے اب کفر ہی معیار بنا ہوا ہے۔ دین کو ٹشو پیپر بنا دیا گیا ہے یہاں انتخابات کے موقع پر تبلیغات کے لئے آنے والوں کو مرجعیت کی طرف سے یہ ہدایت و پیغام دیا جاتا ہے کہ لوگوں سے کہیں ووٹ پی پی کو دیں، یا بتوسط وحدت المسلمین تحریک انصاف کو دیں ساتھ ہی قادری کی بھی تائید کریں۔

دینی لبادہ اوڑھ کر رہبر کے حکم پر فوٹو یا درخت کو ووٹ دو۔ یہ کہتے ہیں کہ اس وقت ووٹ دینا صبح عاشورا امام حسینؑ کی رکاب میں میدان جانے والوں جیسا ہے۔ دینی لبادہ اوڑھنے والوں کی عیش و عشرت دیکھ کر کرپشن اور رشوت میں ملوث افراد بھی تمنا کرتے ہیں کہ کاش ہمارے بچوں میں بھی کوئی بچہ اس شعبے میں ہوتا، چنانچہ دینی حلیہ رکھنے والے ناشخین شریعت کے علماء ونگ کے انچارج ہمارے پرانے مہربان دوست جناب ڈاکٹر حسن خان صاحب نے مجھے کہا آغا صاحب میں نے ایک بچے کو عالم بنانا ہے حالانکہ مجھے پتہ تھا وہ دینی معاملے میں عالم نہیں بلکہ مجتہد و مرجع نہیں بلکہ دین کو بھی نہیں مانتے ہیں۔

اسلامِ علماء:۔

اسلام میں اضافہ اللہ کے علاوہ کسی اور کے توسط سے خیانت اور بدنیتی پر مبنی ہے گرچہ حضرت محمدؐ کے ذریعے ہی کیوں نہ کیا جائے۔ کیونکہ قرآن میں اسلام کو اللہ سے نسبت دی گئی ہے اسلام محمدی کی اختراع محمد بن عبدالوہاب نے پیش کی تھی ایران میں اسلام محمدی

امام خمینی کی زبان سے سنا تھا لیکن بدقسمتی سے اس لفظ کی تشریح وتوضیح ان کی حیات میں نہیں ہوئی اور نہ اس انقلاب کے آئین وترجیحات میں دیکھا ہے بلکہ اس کے خلاف دستور اساسی میں اسلام محمدؐ کی جگہ جعفری کو اٹھایا گیا۔مجتہدین ووکلاء کو قریب سے نجف، قم، کراچی، لاہور، اسلام آباد اور بلتستان میں دیکھا اور سنا ہے، آئیں دیکھتے ہیں اسلام ناب محمدیؐ کی تشریح لفظی وعملی دونوں کے بارے میں جو احتمالات بنتے ہیں ان کو پیش کرتا ہوں، قارئین بتائیں کونسا احتمال درست اور کونسا نا درست قرار دیا جائے۔

ناب کو لغت میں دیکھ کر سمجھا تو معلوم ہوا کہ لغت میں ناب سے مراد خالص ہے گویا اسلام ناب محمدی کا مطلب بہت خطرناک ہے کیونکہ اسلام خالص اللہ کا ہے اس کو ناب محمدی گردانا اللہ سے چھیننے کی مانند ہے، اگر اسلام خالص محمدؐ کا ہے تو یہ کفر ہے۔اگر اسلام بنانے میں اللہ ومحمدؐ دونوں شریک ہیں تو یہ شرک ہے، قرآن میں آیا ہے۔﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ ﴿أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ﴾ دین خالص اللہ کا ہے الا له الامر ،امر صرف اللہ کیلئے ہے۔اس کے لئے عام طور پر مثال دیتے ہیں کہ رات بھر قصہ یوسف وزلیخا سننے کے بعد ایک روشن خیال دانشور نے آگے بڑھ کر عالم دین سے اجازت لے کر عرض کیا، حضور ایک سوال ہے، عالم نے سمجھا ایک سمجھدار آدمی ہے کہا فرمائیں، کہا ان دونوں میں سے مذکر کون تھا اور مونث کون، اس کلمہ کے بارے میں بعض کہتے ہیں یہ کلمہ غلط اور شرک ہے اسلام بنانے میں حضرت محمدؐ کا کوئی حصہ نہیں، یہ خالص اللہ کا ہے اور اللہ کے حکم اور مدد سے حضرت محمدؐ نے پھیلایا ہے۔

جیسا کہ قرآن میں آیا ہے﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ ۔اسلام کا مصدر

صرف قرآن ہے اور حضرت محمدؐ شارع و مبلغ قرآن ہیں۔اللہ نے سابقہ ادیان کو خود سے نسبت دی ہے لیکن یہودی اور مسیحیوں نے اپنی ملتوں کی طرف نسبت دی ہے جب مشرکین نے احد میں حضرت محمدؐ کے قتل ہونے کا اعلان کیا تو اللہ نے آیت نازل فرمائی (عمران ۱۴۴) محمدؐ کے قتل ہونے سے اسلام ختم نہیں ہوتا ہے محمدؐ کوکسی دن جانا ہے، لیکن اسلام کو باقی رہنا ہے۔اگر اسلام کو حضرت محمدؐ یا کسی اور سے منسوب کیا تو یہ نسبت انتہائی خطرناک ہوگی یہ کام تو بڑے سازشی لوگ کرتے ہیں، یہ دین سے نکلنے کا راستہ بنانے والے کرتے ہیں، یہ خیانت ہے اسلام اللہ کے نام سے باقی ہے، کیونکہ اللہ باقی ہے۔اسلام محمدؐ کے نام سے باقی نہیں رہ سکتا ہے کیونکہ محمدؐ کو دنیا سے جانا تھا۔دینی کتاب وقبور کی جعلی نسبت اور جانشینی پرانی سنت ہے۔اس سلسلہ میں دو نقل معاصر پیش کرتے ہیں ۔

۱۔محمد باقر الصدر کی حیات کے بارے میں لکھا ہے کہ عراق کے صدر صدام نے اپنا ایک نمائندہ آغا صدر کے پاس بھیجا، اس نے باقر صدر سے کہا سید و رئیس اپنی مصروفیات سیاسی کی وجہ سے فارغ نہیں، ان کی خواہش ہے کہ اس موضوع پر آپ ایک کتاب لکھ کر ان کے نام سے نشر کریں، اس سلسلہ میں جتنا بھی خرچ ہوگا وہ حکومت ادا کرے گی جسے امام صدر نے مسترد کیا اور یہی چیز ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی۔

۲۔آغا خوئی کے تین برجستہ شاگردوں میں آپ کی جانشینی کے لیے مقابلہ ہوا، سید محمد روحانی، آغا سیستانی محمد حسین فضل اللہ۔آیت اللہ سیستانی کی قابلیت متنازع و مشکوک تھی اس دوران ایک دورہ فقہ ان کے نام سے نشر ہوئی، دکانوں میں آنے سے پہلے علمی شخصیات میں تقسیم ہوئی۔ان کی خوش قسمتی یہ کہ پہلے جس کے ہاتھ میں یہ کتاب آئی تھی اس نے ان کو

نصیحت کی کہ یہ کتاب کسی اور کو نہیں دکھانا کیونکہ یہ کتاب آغا سیستانی سے تناسب نہیں رکھتی ہے۔اس بات کے راوی ہمارے عزیز سید محمد علی شاہ فاضل قم ہیں۔بقول صاحب پایان نامہ، پایان نامہ فلسفہ ہے۔اسی طرح شیعوں نے بہت سی انحرافی کتابیں امام جعفر صادق سے منسوب کی ہیں جیسے رسائل اخوان صفا مصباح شریعہ وغیرہ

نائبین امام اوران کے وکلاء کی بدعنوانیاں:۔

تاریخ اسلام میں زعامت حضرت محمدؐ اور خلفاء راشدین میں عدل خلیفہ دوم و چہارم ضرب المثل ہیں۔نہج البلاغہ میں ایک خطبہ ہے مجھے پابند سلاسل کرکے کانٹوں پے سلایا جائے تو مجھے گوارا ہے لیکن کسی چیونٹی کے منہ سے جو کا چھلکا چھینوں یہ مجھے گوارہ نہیں آپ کے بھائی عقیل نے کثرت عیال کی وجہ سے رواتب کو نا کافی قرار دے کر اضافے کی درخواست کی تو لوہے کی سیخ آگ میں رکھ کر اس کے ہاتھ میں رکھی یہ تمھاری درخواست کا جواب ہے۔ ایک آدمی رات کو کوئی تحفہ لایا تو چیخ کر فرمایا کہ تو مجھے دین سے ہٹانے کے لئے دین کے راستے سے آیا ہے۔خلفائے بنی امیہ اور بنی عباس خود عیش ضرور کرتے تھے لیکن ان کے وزراء جب انحراف کے راستے پے گامزن ہوتے تھے تو عبرت آور سزا دیتے تھے اس کی تمام جائیداد کو بھی خزانے میں واپس کرتے تھے،اس کی ایک روشن مثال ہارون رشید کا یحیی برمکی سے سلوک ہے،ان کے بیٹے کو قتل کیا، باپ کو زندان میں ڈالا اور پوری دولت کو خزانے میں ڈال دیا۔ائمہ کی عصمت یا نابالغ کو امام بنانے یا کسی غائب کو منوانے کا فلسفہ یا راز چوری کے دروازے سے ہے امام علی کی امامت کا دعوی کرنے والے اور عالمی سطح پر قیام قسط وعدالت کی بات کرنے والوں کی خود اپنی اور اولاد و اقرباء کی کتنی دولت ہے؟ ذرا آغائے سیستانی

،آغائے خامنہ ای،ناصر مکارم شیرازی بگلپائے گانی ،اور آغا بہجت مرحوم کی املاک اور حساب کتاب بینکوں میں دیکھیں تو معلوم ہو جائے کہ یہ قیام قسط وعدل کے لئے ہورہا ہے یا ان کی اپنی ذات اور خاندان کے لئے ،نظام صالح کے لئے ان حضرات کے بنک بیلنس اور مال و دولت کا موازانہ ذرا حضرت ابا بکر وعمر حتیٰ حضرت عثمان کے جانے کے بعد ان کے متروکات سے کریں تو اگر کچھ بھی شرم و حیا ہوئی تو ان کا نام احترام سے لیں گے ۔لیکن وہ زیارت عاشورا تو دیوار پر لٹکانے اور پڑھنے کی سفارش کو نہیں چھوڑتے ہیں۔

پاکستان جو کہ بیس کروڑ مسلمانوں کا ملک ہے جس میں بے نظیر اور ان کے شوہر زرداری نے دنیا بھر میں کتنی کمپنیاں بنائی ہیں وہ سب کو پتہ ہے ۔لیکن ایک چھوٹی سی مثال اپنے علاقے سے دیتا ہوں علماء شگر نے وظیفہ دینی سمجھ کر پی پی کے نمائندہ ندیم کو کامیاب کروایا اس نے گزشتہ سال اپنے حق ووٹ کو تین کروڑ میں فروخت کیا اسی طرح علاقہ سکردو سے کاچو امتیاز نے اپنا ووٹ تین کروڑ میں فروخت کیا اھالی سکردو کو یہ خوشی ہے کہ ان کا نمائندہ آغائے رضوی عبا قباء میں اسمبلی میں ہیں لیکن وہ دور پرویز مشرف میں قاف لیگ کے حق میں ووٹ دیتے رہے ہیں ،جس طرح پاکستان کے بعض سیکولروں کو یہ خوشی ہے کہ ان کی ایک بیٹی ملالہ عالمی سطح پر ابھری ہے ۔غرض ملک میں ہر ظلم و ناانصافی کا ازالہ کرنا اس پر احتجاج کرنا اور اس کی مذمت کرنا ان کی ذمہ داری ہے ماہ دسمبر ۲۰۱۷ء کے تیسرے عشرے میں بتایا گیا کہ پاکستان میں ایک سال میں ۱۵۵ ارب کی بجلی چوری ہوئی ہے' لیکن یہ حضرات ایسی خرد برد اور مظاہر بے دینی کے خلاف زبان نہیں کھولتے ہیں ۔قومی خدمت کی درخواست کرنے والا سیاستدان حکمران پارٹی ،بجلی چوروں سب کا متفقہ عقیدہ ہے حکومت سیکولر چور ہے تو ہمیں

بھی چوری کرنے کا حق حاصل ہے، ساتھ یہاں کے نمازی روزہ داروں کا عقیدہ یوم الحساب پر نہیں ہے۔

امام وامت میں دیئے گئے مصادر پر نقد:۔

محترم نقاد گرامی نے میری کمزوریوں کی ایک نشاندہی مصادر کو متن میں نہ لکھنا قرار دیا ہے۔ آپ علم میں بزرگ، ہم علم میں کوچک ہیں آپ سے عرض ہے جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے اسے غذا چمچہ سے دیتے ہیں کیونکہ وہ ہاتھ سے نہیں کھا سکتا ہے یا مریض ہو تو اس کی ہمت وحوصلہ نہیں ہوتا کہ خود کھائیں تو چمچے سے دیتے ہیں، جب بچہ بزرگ ہوتا ہے اس وقت اگر اسے چمچے سے کھانا کھلائیں تو سوال ہوتا ہے کیوں چمچے سے کھلاتے ہیں' خود کیوں نہیں کھاتے چونکہ اس وقت علماء اعلام میں تبلیغ وارشاد کے بارے میں آیات قرآن اور سیرت نبی کریمؐ سے استناد کی بجائے سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب موضوعات ومختلفات ومرسلات اور مقطوعات سے استناد دینے کی سنت چل رہی ہے۔ آیت اللہ محمد صادق صدر نے چار جلد کتاب امام مہدی پر لکھی چاروں جلدوں میں نیا انداز تالیف پڑھنے کے لئے دلچسپ ہے، لیکن امام مشکوک کو بحار اور کتب شیخ صدوق کی روایات سے پر کیا ہے۔ اصفہان میں موسوعہ امام مہدی سنی روایات سے بنائی ہے آغائے نجفی سمیت سنیوں کے عقائد پر چیخنے والوں کو ان کی کتب مثل بخاری ومسلم سے استناد کرنے میں سکون ملتا ہے۔

زیادہ سہولیات استعمال کرنا بھی ایک قسم کی عزت افزائی ہے لہذا سہولیات آپ حضرات کے لئے اجتہادی حکمت عملی ہے لہذا ہر جدید چیز کو استعمال کرنا روشن فکری کی نشانی سمجھتے ہیں اور بغیر غور وخوض کے تقلید کورانہ کرتے ہیں گویا آپ دین کو گدھا گاڑی پر چلاتے

ہیں۔نا معلوم ومجہول الحال بے دینوں کے قیل وقال سے استناد کرتے ہیں خود جدید ترین سہولیات استعمال کرتے ہیں۔آپ نے جدید دور کے مصادر لکھنے کی تقلید کورانہ کوشروع کیا ہے۔لہٰذا کتاب کے اندر لکھی گئی تمام احادیث اور آیات کو بھی کتاب کے آخر میں لگاتے ہیں۔

بھٹو کے دور میں گندم وچینی وغیرہ حکومتی سطح پر قائم کردہ ڈپوؤں کے ذریعے سرکاری نرخ پر دینا شروع کیا گیا تو ایام محرم میں ماتمسراؤں کی نذورات خوروں نے بھی تبرکات کے لئے درخواست دے کر گندم وچینی وغیرہ لینا شروع کیا تو شکر کے مشہور مزاحیہ انسان وزیر علی دندان پا سے حال واحوال پوچھا کہ آج کل کیسی گزر بسر ہورہی ہے تو اس نے کہا بہت اچھا دور گزر رہا ہے بھٹو نے جینا بہت آسان کیا ہے بس ایک چیز باقی ہے ہاتھ سے سینہ زنی اور پشت پر مارنے کیلئے خودکار زنجیر مشین کی ضرورت ہے۔اگر اس سنت کو مستحسن گردانا گیا تو آئندہ سالوں سے طلبہ انتظامیہ سے مطالبہ کریں گے ہمیں پایان نامہ لکھنے میں زحمت پیش آرہی ہے آپ آئندہ جاپان سے خودکار مشین بھی منگوادیں۔

آپ کے ملک کے مایہ افتخار بننے والے آغا سید جواد اس وقت مشرب ناب میں جو لکھتے ہیں ان سے اس مجلّے کے مضامین کا حوالہ پوچھنے کی کسی میں جرأت نہیں ہوتی ہے، آغائے حافظ بشیر کی دیوانہ پندی اور مراسم عزاداری کے فتاویٰ کے حوالہ پر منی کی قربانی نجف میں کرنے کا حوالہ پوچھنے کی کسی میں جرأت نہیں لیکن آپ لوگ بے بس و بے سہارا مظلوموں پر ہمالیہ سے بڑا الزام عائد کرتے رہتے ہیں کہ مصادر نہیں دیتے ہیں۔آپ تو اس مذہب پر قائم ہیں جہاں حوالے حذف کرتے ہیں کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں پانچ ہزار روایات

میں سے آدھی روایات کا حوالہ حذف کیا گیا ہے، نہج البلاغہ آپ کے نزدیک فوق کلام مخلوق ہے لیکن بیشتر خطب وکلمات میں متکلمین معتزلہ کا اختلاق ہے۔مسانید دینے سے دلائل صحیح نہیں ہوتے ہیں آپ کے مسانید کے بھی مسانید نہیں ہیں۔

۴۔آپ کے مسانید و مصادر سب کو پتہ ہیں ان میں سے چند اہم مصادر کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔بحارالانوار ۲۔وسائل الشیعہ ۳۔مستدرک الوسائل

۴۔مناقب شہرابن آشوب ۵۔مراسل صدوق ۶۔اکمال الدین اتمام نعمۃ

۷۔حلیۃ الاولیاء ۸۔مدینہ علم گمشدہ صدوق ۹۔ثواب الاعمال

۱۰۔ناسخ التواریخ ۱۱۔منتہی الامال ۱۲۔مفاتیح الجنان

۱۲۔اثبات وصیت ۱۳۔الغدیر ۱۴۔مصائب دروغی اسرار الشہادہ دربندی

۱۵۔طریقۃ البکاء

فضائل امیرالمومنین کے لئے حملہ حیدری بومان علی مجوسی کو اگر نا کافی سمجھتے ہیں تو پاکستان کے شہر میانوالی سے صادر مجلّہ بنام زینب آپ کو دیگر مصادر سے بے نیاز کر سکتا ہے۔یہ مصادر اتنی طاقت وقدرت کے حامل ہیں کہ نعوذ باللہ، اللہ کو مغلوب کرکے اس کی کتاب کو پیچھے چھوڑ کر آغاز حدیث کساء سے کرتے ہیں، آپ نے کبھی حدیث کساء کی سند نہیں پوچھی ہے اگر پوچھیں گے تو آپ کی خیر نہیں۔آپ کے مصادر کی مثال کچھ اس طرح سے بھی بنتی ہے کہ کسی کی زمینوں پر قبضہ کرنے کے بعد پٹواری وتحصیل دار سے گٹھ جوڑ کرکے انتقال بنوایا جائے۔اسلام کے خلاف مذاہب کو جب مزاحمت ہوئی تو سند کے لئے علم

فروشوں سے اسناد لکھوائی گئیں بعض نے لکھنے کے بعد تحقیق سے روکنے کے لئے اس کا نام صحیح رکھا آپ نے امام معدوم سے منسوب روایات کافی کو کافی سمجھا۔

ارسطو نے فلسفہ لکھا حوالہ نہیں دیا، اگر ہم نے آیات سے استناد کیا ہے اور آیت کا نمبر نہیں دیا تو آپ خود نکالیں اس میں کونسی مشکل درپیش ہے نہج البلاغہ میں کلمات امیرالمومنین کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے تاریخ سے متعلق کتابوں میں جو مواد ملتا ہے اس میں زیادہ تر حوالے کے بغیر ہی ہوتا ہے لیکن یہاں آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا ہے اور آپ لوگ تو ''العھدہ علی الراوی'' کہہ کرا کاذیب کی برسات برسانے والے ہیں، آپ نواسۂ رسول امام حسین کے قیام کو بے اسناد نقولات سے افسانہ بنانے کے لئے رسول اللہ پر افتراء باندھنے والے ہیں آپ نے کبھی مفاتیح الجنان کی مسانید کے متعلق پوچھا ہے۔کبھی زیارت عاشورا کی سند پوچھی ہے آپ سارے اعمال کی ذمہ داری مجتہدین پر ڈالنے والے ہیں۔

میں نے جو مصادر دیئے ہیں، ان کی کہیں سے فہرست نہیں لایا ہوں، مجھے کسی کتابخانہ میں ایک گھنٹہ بیٹھنا برداشت نہیں ہوتا ہے میں عرصہ دراز سے لیٹ کر پڑھتا ہوں، میں کرسی پر بھی آدھ گھنٹہ نہیں بیٹھ سکتا ہوں محقق نامدار صاحب موسوعہ کبیر آیت اللہ محمد صدر کے امام مہدی سے متعلق مصادر بحار الانوار، اکمال الدین اتمام النعمہ، ثواب الاعمال پر اعتماد آئے گا یا اعتماد اٹھ جائے گا، مصادر لکھنے کے لیے نہیں ہوتے، مصادر رہنمائی کے لئے ہوتے ہیں تا کہ اگر دیکھنا ہو تو ان میں دیکھیں، میں آئندہ مصادر نہیں دوں گا، اگر میں نے آیت قرآن کا حوالہ دیا ہے تو کیا ضروری ہے کہ آیت کا نمبر بھی دوں، آپ خود معجم سے نکال سکتے ہیں۔

تہران میں جب امام خمینی اور نہضت عاشورا کے عنوان سے سہ روزہ سیمینار رکھا گیا تو آپ کو صحیح عزاداری کے داعی کے طور پر بلایا گیا تھا، آپ سے سوال کرنے والے نے پوچھا ، یہ جو واقعہ کربلا کی نقولات کے بارے میں شکایت کرتے ہیں کہ اس میں بہت جھوٹ ہے، اس سلسلے میں آپ کیا فرماتے ہیں تو آپ نے بغیر کسی تامل کے فرمایا، واقعہ کربلا سے متعلق بہت سے واقعات کو دشمنان نے چھپایا یا کم کیا ہے اور جو چیز اس وقت ہمارے پاس موجود ہے وہ ناچیز نہ ہونے کے برابر ہے ۔یہ بات ضرب مکعب غلط ہے ۔

میری کتاب کا موضوع آپ کی تقاریر کے موضوع پر ایک تیزاب تھا ۔اس لئے آپ اور فاضل ارشد آغا رئیسی سینوں کے درمیان منادیٔ ولایت فقیہ آغا جواد نقوی کو غصہ ہے کہ شرف الدین نے ہمارے کل سرمائے پر تیزاب پھینکا ہے، ان کی کتابیں آنے کے بعد لوگوں نے رونا چھوڑ دیا ہے ۔جناب فاضل ارشد اور آغائے رئیسی نے فرمایا کہ ان کی کتابیں لا حاصل ہیں اس قوم کی تقدیر کیسے بدلیں گے جن کی تمام سعی و کوشش ہے کہ قوم زیادہ سے زیادہ گریہ کرے ۔

جناب ناقد !معبر آپ نے جو تعبیر اس کتاب کیلئے کی ہے اس میں آپ نے اشتباہ میں الٹا ہمارے مؤقف کی توضیح فرمائی ہے جہاں آپ نے فرمایا ایک دائرہ معارف جیسی کتاب ہے دائرہ معارف موضوعی ہوتا ہے جس میں ایک موضوع پر لکھتے ہیں غیر موضوعی نہیں ہوتا ہے جیسے دائرہ معارف حدیث' دائرہ معارف رجال' دائرہ المعارف امام مہدی وغیرہ ہیں ۔

کتابوں پرنقدخوش آئند ہے:۔

تفسیر عاشورہ:۔

قیام مقدس امام حسین کے بارے میں قیل وقال کی تحلیلی کتاب ہے اس کا اصل خاکہ مفروضات مرحوم سید محمد باقر حکیم ہیں جن سے ہم نے ہر مفروضہ کوآیات قرآن کریم ،تاریخ اسلام اور خود امام حسین کے فرمودات سے مستند و مدلل بنایا تھا جو آغائے حکیم کی کتاب میں نہیں تھا اس کتاب کو لکھنے کی ضرورت اس لئے پڑی تھی کہ شیعوں نے قیام امام حسین کو انحراف کے راستہ پر لگایا تھا جس کی وجہ سے امام حسین کے اہداف عالیہ کو انتہائی شقاوت و قساوت سے اپنے پاؤں تلے دبا دیا تھا یعنی قیام امام حسین کو عقل عقلاء عالم، آیات محکمات اوردن دھاڑے فرمائے گئے ارشادات کے مقابل و مخالف سمت بلکہ متعارض اور متضاد صورت کو شورشرابہ اور دھمکی سے آمیزش کر کے رکھا تھا۔اس کو عقل و قانون اصول اخلاق سے مافوق چلایا ہوا تھا یعنی آپ کے قیام کا مقصد خودکشی گردانا گیا جس طرح مسیحیوں نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں اقنوم بنایا تھا۔اس کے لئے کلمہ شہادت استعمال کیا تھا یہ اصطلاح ابی الخطاب اسدی نے اپنے ماننے والوں کے لئے استعمال کی تھی جو کہ از روئے لغت غلط ہے شہادت لغت میں گواہی وحضور کے معنی میں آتی ہے۔

قیام امام حسین کو سمجھ سے باہر کر کے رکھا تھا گویا کہ یہ عقلاء عالم کی عقل سے باہر کی چیز تھی،جس سے انہوں نے درندگی وگزندگی کو رواج دیا اور تمام محرمات کا ارتکاب کرنے کی سہولت فراہم کی۔پھر اس کے ذریعے قرآن اور حضرت محمدؐ کی توہین و جسارت و اہانت کرتے تھے اور اصلاح چاہنے والوں کو بدترین سزا دیتے رہے،مفاد پرست مفاد جویان کی

تائید کرکے ان سے فوائد حاصل کرنے والے اس میں شامل ہوتے ہیں۔بغیر کسی غرض و غایت کو نظر میں رکھتے ہوئے خود کو قاتلوں کے سامنے پہچانا اور حتیٰ الامکان وسائل سے دفاع نہ کرکے جلدی دنیا سے رخصت کو مقصد بنانا عقل اور قرآن کے منافی ہے،اس تصور کا بانی ابی الخطاب اسدی ہے۔

ہم نے اپنے نجف کے قیام کے دوران امام حسین سے متعلق تمام کتب حتیٰ مقالات وجرائد کو جمع کیا اور وہاں پر اس سلسلہ میں سوال و جواب اور تقریریں کرتے تھے بلتستان میں قیام کے دوران چالیس دن تک مسلسل درس دیا ،یوم حسین منایا۔ یہاں کراچی پہنچتے ہی دار الثقافہ کی تاسیس کی اس انحراف صلیبی کے خلاف کتابیں لانا ہی میری پہلی ترجیح تھی، ہماری اپنی کاوش کا یہ پہلا نمونہ تھا۔

اس میں ہم نے صرف مفروضات کی تحلیل عقل ونقل اور خود فرامین امام حسین سے کی۔ ہم عزاداری کے مراسم کو جاری رکھ کر اصلاح کرنے کی کوشش میں تھے اس سے عزاداروں کا اختلاف تو قابل فہم تھا کیونکہ ان کے مفادات سے متصادم تھا ان کے مفادات صرف مادی تھے۔مثل اسماعیلی بیعت کے بعد حلال وحرام کی پابندی ختم ہو جاتی ہے احکام شرعیہ ساقط ہو جاتے ہیں اسی طرح عزاداری کرنے کے بعد بھی تکالیف شرعیہ ختم ہو جاتی ہیں چنانچہ عزداری عمومی طور جہاں کہیں بھی ہو اس کی انتظامیہ' سینہ کوبان' زنجیر زنان بے دین ہوتے ہیں یہ دین وشریعت سے آزاد جماعت ہے۔لیکن مجمع جہانی اہل بیت اور ان کے نمائندے آغائے نجفی وغیرہ اصلاح عزاداری کے خلاف تھے،وہ اس اسلام تو ڑ عزاداری کے حامی وداعی تھے چنانچہ انہوں نے انہی بے دین عزاداروں کی دل کھول کر سرپرستی کی۔ یہاں

سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس کی بنیاد اس کو جاری رکھنے اس میں پڑھے جانے والا مواد اور اس کے اہداف و غایات سب ضد اسلام ضد قرآن ہیں اس میں کسی بھی حوالے سے اسلام شامل نہیں۔

کتاب تفسیر قیام سیاسی امام حسین:۔

میں امام حسین کے قیام کو سیاسی ثابت کیا تھا، اس وقت واقعہ کربلا کی سیاسی تفسیر کرنا ایک قسم کا باطل تصور سمجھتے تھے، آغا حیدر علی جوادی نے اس سلسلہ میں کہا شرف الدین نے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے۔ شیخ محسن نجفی نے فرمایا اس کا جواب جب آئیگا، آپ کو پتہ بھی نہیں چلے گا، ان کو پتہ تھا آئے گا ہم نے جواب آنے سے پہلے اللہ سے پناہ مانگی تھی۔

قرآن سے پوچھو:۔

میں ہم نے سیدہ و غیر سید کے نکاح کو جائز کہا تھا جس پر کسی نے کہا تھا شیعہ تمہارے جسم کو سیخ کریں گے، میرے خلاف ماہنامہ مجلہ ملت نشر ہوا۔ امام و امت پر آغا حسن ظفر نے کتابچہ چھاپ کر پورے پاکستان میں نشر کیا تھا، آپ کا کہنا ہے اس کتاب کا کوئی موضوع نہیں، پتہ نہیں چلتا ہے کہ کیا کہنا چاہتے ہیں، آپ اور دیگران کا یہ کہنا کہ اس کتاب کا کوئی موضوع نہیں ہے' اس کتاب کا موضوع شیعوں کی اساسی خرافات ہیں اس لئے ان حضرات کے دل پر چوٹ لگی۔ یہ جملہ ''یقولون مالیس فی قلوبھم'' جیسا ہے۔ اس کتاب نے دروغ گویان کو بروقت سیخ کیا چنانچہ سمجھ میں نہ آنے والی کتاب کے متعلق محترم محمد حسین سرگودھا سے لوگوں نے اس کتاب کی رد کے بارے میں پوچھا تو فرمایا ہم نے علماء کی کمیٹی بنائی ہے، جلد ہی جواب آجائے گا۔ اسی طرح حسن ظفر کے نشریہ میں علماء و فقہاء و مجتہدین

تک کو اپیل کی گئی ان کی کتاب کو مقصد حیات کے مقدمہ میں دیکھیں۔

امام و امت دائرۃ المعارف:۔

آغائے حیدری نے از خود تجربہ کیا ہے یا دیگران سے سنی سنائی بات کی ہے فرمایا'' کتاب اپنی جگہ دائرۃ المعارف ہے'' لیکن پتہ نہیں چلا کیا کہنا چاہتے ہیں۔آغائے حیدری صاحب دنیا میں کوئی انسان صاحب عقل بغیر پتہ چلے سیخ پا نہیں ہوتا ہے بلکہ سیخ لگتی ہے سب سے پہلے محترم محمد حسین کو لگی، ہمارے تنظیمی دوست اور یہاں نظام سیکولر کے داعی جناب ثاقب نقوی کو لگی، آغا محمد حسین صاحب نے اس پر ایک کمیٹی بنائی تھی تا کہ رد لکھیں لیکن ہمت ہار گئے تھے۔محترم جناب حسن ظفر صاحب بے قرار اور آگ بگولہ ہو گئے تھے علماء مراجع سے مناظرہ کیا پاکستان بھر میں میرے خلاف پمفلٹ تقسیم کئے تھا کیونکہ اس کتاب میں ہم نے آپ کی کلید حاجات کو اڑایا تھا۔

اس کے بعد میرے ایک اور پرانے دوست مولانا شیخ محمد علی صابری صاحب جن کو ہم نے اپنے گھر میں درس دینے کا موقع دیا تھا لوگوں میں متعارف کیا تھا اس نے میرے بارے میں کہا شرف الدین نہیں شرفی الدین ہے۔کیونکہ میں نے سہولیات والے متعہ کو حرام ثابت کیا ہے گویا یوں میں نے اخوندوں کی لطف اندوزی میں خلل ڈالا ہے، نیز ان کے ذریعہ معاش اور جعلی تنخواہ کے ذریعہ پر ہتھوڑا مارا تھا، یہ گروہ امام مہدی کے نام ہی سے زندہ تھے اور ہیں۔یہ سادات سے گٹھ جوڑ کر کے کمشن بنا کر گزر اوقات کرتے ہیں لہٰذا میری کتابیں دیکھ کر ان کی آنکھوں میں آنسو آتے ہیں'' **موعدنا یوم القیامۃ وھی محکمۃ العلیا والقضاء و القاضی ھو اللہ ------**

اب تک مجھے یہ پریشانی لاحق تھی کہ ایک مسلمان کیسے جھوٹ بولتا ہے کیسے افتراء باندھتا ہے، لیکن مرحوم عبدالکریم زنجانی نے فرمایا میں سب کو معاف کروں گا لیکن علماء کو معاف نہیں کروں گا کیونکہ وہ پہلے مجھے مرتد و منافق بناتے ہیں پھر غیبت کرتے ہیں۔ میں آپ حضرات کے بارے میں وہی عرض کرتا ہوں جو عقیلہ ہاشمیہ دختر زہرا خواہر حسین نے یزید کی مجلس میں فرمایا تھا ''و کیف یرتجی من لفظ فوہ اکباد الاذکیا '' آپ کے مذہب نے پہلے اللہ پر جھوٹ باندھا اور کہا کہ اللہ نے علی کی امامت پر نص کی ہے اور پھر اللہ کے رسولؐ پر جھوٹ و افتراء باندھا اور کہا کہ رسولؐ نے غدیر میں امامت علی پر نص کی ہے۔ آپ نے اچھی تعبیر کی ہے کہ یہ دائرۃ المعارف ہے یعنی آپ کی خرافاتوں کا دائرۃ المعارف ہے۔ لیکن اگر ہم ایسے بے معنی و نا قابل فہم موضوعات کی بات کریں تو ایسے موضوعات آپ کے پاس بہت ہیں ان کا بھی ایک دائرۃ المعارف بن سکتا ہے۔

آغا حسن ظفر کو اپنی مجالس میں بولنے والی خرافات کے بارے میں تشویش ہوئی تھی کہ اب میں کیا بولوں، سوچنے کے بعد انہیں ایک حل نظر آیا کہ اس کتاب کو رد کنے کیلئے مجتہدین سے درخواست کی جائے وہ بہت خوف زدہ ہو گئے اب مجھے پتہ نہیں کہ آپ مجلس پڑھتے ہیں یا نہیں اگر پڑھتے ہیں تو آپ کا بھی سارا تیار کردہ مواد ملبے میں مل جائے گا یہ کتاب تیزاب بھی بن سکتی ہے چنانچہ میں نجف میں داد و تحسین والے خطاب کرتا تھا۔ قرآن سمجھی کے بغیر قرآن سے نکتے بناتا تھا جب قرآن سمجھ کر پڑھنا شروع کیا تو میں نے وہیں سے سارے نقاط پر قلم سرخ کھینچا، اپنے استاد محترم سے کہا آپ کے درس نے مجھے بہت نقصان پہنچایا ہے، کہا کیا ہوا، میں نے جواب دیا کہ میرا سارا مواد ختم ہو گیا ہے، اب میرے

پاس بولنے کو کچھ نہیں بچا ہے۔اس لئے میری کتابوں سے آپ لوگوں کوغصہ آیا ہے،میری کتابوں کے متاثرین زیادہ تر ذاکرین وخطباءکوامام وامت سمجھ میں نہ آنے کی وجہ یہی ہے۔ چنانچہ آغائے رئیسی اورآغائے سید جوادکوزیادہ غصہ اس پر آیا ہے کہ اب وہ لوگ جتنا بھی چیخیں لوگ روتے نہیں ہیں آپ نے بھی لوگوں کورلانے کی نیت کی ہوگی تو اس کتاب نے آپ لوگوں کے موادتقریر پرتیزاب چھڑکا ہے۔

جناب ناقد مہربان!

میں جہاں ایران و پاکستان کی دھاندلیوں سے واقف و آگاہ ہوں‘اسی طرح حوزات کے علماءاعلام اورمحققین و مؤلفین کی دھاندلیوں سے بھی کم و بیش معرفت رکھتا ہوں،چنانچہ جولوگ کتابوں کے مصادر لکھتے ہیں،وہ مصادر سے نہیں لکھتے ہیں بلکہ کتاب کا وزن بڑھانے کے لئے کسی کتاب کی پشت پرلکھی گئی کتابوں کی فہرست سے لکھتے ہیں،کراچی یونیورسٹی کے بعض پی ایچ ڈی کرنیوالے میرے کتابخانہ میں آکرکتابوں کی فہرست لے جایا کرتے تھے حالانکہ انھیں عربی نہیں آتی تھی۔

جناب شاکی برمصادر کتاب امام وامت:۔

میں نے امام وامت میں جومصادر پیش کئے تھے وہ دونوعیت کے ہیں:

۱۔یہ موضوع اپنی جگہ ایک موضوع تاریخی ہے،تاریخ نقل ہے،تاریخ کے مصنف کودوقسم کے مصادر کی ضرورت ہوتی ہے اگرکسی کواس بارے میں مصادر درکار ہوں تو ان کتابوں میں ملیں گے،ان کتب کی نشاندہی کی ہے،ان کتابوں کودیکھنے کے بعدمعلوم ہوگا کہ یہ کس جلداورکس باب میں ہونگے مثلاًاگرہم نے تاریخ طبری یا کامل کے مصادر دیئے ہیں تو

بنی عباس یا بنی امیہ کا ذکر کس جلد میں ہے، مطالعہ کرتے وقت خود سوچیں' یہ تلاش کرنا خود قاری کا کام ہے اتنا تو اسے بھی کرنا چاہیے، میں نے یہ لکھ دیا ہے کہ یہ مواد ان کتابوں سے لیا ہے۔ میں نے مجادلہ و مناظرہ کیلئے نہیں لکھا ہے عوام الناس کی آگاہی کے لئے لکھا ہے۔

۲۔ایک موضوع پر کتاب لکھنے کے لئے مواد کے علاوہ ذہن بنانے والی کتابوں کی ضرورت پڑتی ہے دین صرف وہ نہیں جو آپ سمجھتے ہیں' اپنے عقائد و نظریات کے نقاط ضعف و سقم بھی دیکھیں' ان کے بارے میں جدید و قدیم کتب کی نشاندہی کی ہے، یہ بھی عام لوگوں کے لئے تھی ورنہ ہمیں پتہ ہے کہ آپ حضرات کو مصادر کی ضرورت نہیں پڑتی۔

امام شافعی مؤسس اصول فقہ، آپ جب بغداد میں تھے وہاں مسائل فقہی کے جوابات آپ کے شاگردان نوٹ کرتے تھے پھر آپ مصر گئے، مصر چونکہ بغداد کی بنسبت مترقی و روشن خیال جگہ تھی لہٰذا وہاں کے حالات کے مطابق فتاویٰ دیئے جو آپ کے بغداد میں جاری فتاویٰ سے ناسازگار تھے وہاں سے جب بغداد آئے تو ان کو اپنے بغداد میں دیئے گئے فتاویٰ میں بھی تبدیلی لانی چاہیے تھی، لیکن نہیں لائے کیونکہ اجتہاد کا معنی ہی وقت و حالات اور زمان و مکان کے حوالے سے فتویٰ بدلنا ہوتا ہے اجتہاد میں یہ ضروری اور ناگزیر ہے۔قدیم فتاویٰ کو آغائے جناتی نے فقہ جامد کا لقب دیا ہے یعنی یہ فقہ نہیں چل سکتی ہے اس کو فقہ کہنا غلط ہے چنانچہ اس تناظر میں بہت سے فقہاء نے جدید مسائل کا جدید طریقے سے جواب دینا شروع کیا ہے۔آیت اللہ جناتی نے کہا کہ فقہ جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہونی چاہیے۔ جناتی وغیرہ کی اتنی تجدید کے باوجود مغرب ہمارے فقہاء سے ناراض ہے وہ کہتے ہیں انہوں نے حق جدیدیت ادا نہیں کیا، اس فقہ قدیم کے ساتھ یہ سیکولر اور سیکولرات

کیسے چل سکتی ہیں۔

چنانچہ ایک دفعہ آغا صلاح الدین سے میں نے عرض کیا کہ سندھ میں ایک گاؤں پورے کا پورا مسیحی ہوگیا ہے تو آپ نے فرمایا کیا فرق پڑتا ہے مسیحی ہوجائے یا وہابی۔ان کی نظر میں ہم مسیحیوں اور وہابیوں میں فرق نہ رکھیں کیونکہ ہماری ترقی رکی ہوئی ہے آپ کی دور اندیشی قابل تعریف ہے چنانچہ ہم نے بہت اصرار کیا کہ قرآن کو نصاب میں رکھیں لیکن انہوں نے نہیں رکھا،انھیں پتہ تھا ایک دن اس کو نکالنا پڑے گا،بہتر ہے داخل ہی نہ کریں۔

اسی طرح لفظ امام ضال وہادی دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے چنانچہ کفار ومشرکین اور ضالین کے بھی امام ہوتے ہیں اس امام سے امامیہ بنا ہے اور کلمہ امامیہ کے نسب کو دیکھا تو یہ امامیہ کی تاریخ میں گزرنے والے قائد مختار ثقفی سے شروع ہوتا ہوا ابی الخطاب اسدی،عبداللہ دیصانی،منذر جارودی، جابر جعفی،احمد احسائی، کاظم رشتی اور محمد علی نصیری سے ملتا ہے۔

میری تصنیفات میں اغلاط یا تضاد اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کتاب کسی بشر کی لکھی ہوئی کتاب ہے(نساء:۸۲)۔

غلطیوں سے کوئی انسانی تصنیف مصون ومحفوظ نہیں ہے جس کا میں پہلے دن سے اظہار کرتا آیا ہوں۔یہ کیسے ممکن ہے کہ شرف الدین کے ملفوظات اغلاط کثیرہ سے محفوظ رہیں جبکہ جن ذوات کبیرہ ونوابغ معاصر نے ہم سے زیادہ کئی گنا تضاد گوئی کی ہے یہ کم وبیش بیش ہے ان کے بارے میں علماء کہتے ہیں کہ باقر الصدر اور محترم آغا خوئی ہمارے استاد بزرگ تھے ہمیں اعزاز وافتخار حاصل ہے کہ ہم ان کے شاگرد رہے جبکہ میں نے خود کو ان کا شاگرد

نہیں کہا لیکن اس حقیر نے استاد اعظم امام خمینی، مرجع بزرگ آغا خوئی اور باقر الصدر کی کتابوں سے چندین ملاحظات نکالی ہیں۔

لیکن بلتستان کے علماء و دانشوران جو ایک زمانے سے ایف سی آر قانون کی شکایت کرتے آئے ہیں انہوں نے پندرہ سال سے یہ کالا قانون پورے کا پورا میرے اوپر نافذ کیا ہوا ہے پندرہ سال گزر گئے ان کے علماء و دانشوران کو خطوط و کتب لکھے اور انھیں غیرت دلائی کہ آپ کے یہ عقائد فاسد ہیں ان کی اصلاح کریں یا میری اصلاح کریں۔ سر نیچے کر کے بیٹھے ہیں شرمندہ ہیں کہ اس مذہب کا دفاع خود شرمندگی کا باعث بنے گا۔

ہم نے کتاب امام و امت میں سنیوں کی طرف سے نظریہ عصمت پر کی جانے والی تنقید کی رد میں لکھا تھا وہاں امت مسلمہ کے لیے امامان غیر معصومین اور معصومین میں تمیز کرنے کے بارے میں لکھا کہ دو اماموں کے درمیان تمیز نہ کرنے کی وجہ سے آج امت مسلمہ کو اس روزگار کا سامنا ہوا ہے ہم نے عصمت سے دفاع کیلئے لکھا تھا لہذا آئمہ سے دفاع کیا لیکن عصمت کو ثابت نہیں کر سکے اور مزید مشکل میں پھنس گئے تھے۔

بہر حال ہم اپنے عقائد کا اظہار کرنے میں عجلت نہیں کرتے بلکہ تاخیر کرتے رہتے ہیں، ہم اشکال دیکھتے ہی رد نہیں کرتے جب تک رد کے لئے وافر مقدار میں دلائل نہیں ہوتے۔

شرف الدین کہاں سے، کب سے، اور کیسے منحرف ہو گئے:۔

منحرف اور منحرف گردانے والوں کے درمیان نقطہ انحراف کا تعین ہونا ضروری ہے ممکن ہے منحرف ہونے والا اس کو ہدایت سمجھتا ہو اور منحرف گردانے والا اس کو ضلالت

وانحراف سمجھتا ہو۔

اس کی وضاحت ضروری ہے حضرت آدم جب تک اس درخت کے پاس نہیں گئے اللہ کے نزدیک ہدایت یافتہ تھے جب وہاں جا کر تناول کیا تو اللہ کے نزدیک ضال ہو گئے جبکہ ابلیس کے نزدیک جب تک اس درخت سے تناول نہیں کیا تھا، ضال تھے، جب تناول کیا تو ہدایت یافتہ ہو گئے، اس وقت معاشرے میں موجود علماء کا حشر ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے،بعض ذاکری نہ کرنے والے علماء کے نزدیک ہم جب تک عزاداری میں دروغ گوئی کی مذمت کرتے رہے یا لکھتے تھے ہدایت یافتہ تھے لیکن مجمع جہانی کے پاکستان میں نمائندہ خرافات کے مفکر جناب آغائے افتخار نقوی آغائے تقی شاہ وشفاء نجفی و غیرہ کے نزدیک ضال و گمراہ تھے چنانچہ انہوں نے مجلّہ خرافاتی کے سرورق پر ہی عقائد و نظریات فاسدہ شرف الدین کا عنوان لگایا تھا۔

جب میں نے عزاداری بے اصولی اور غیر اخلاقی کو اصولی اور اخلاقی دائرے میں لانے کی ضرورت کا اظہار کیا تو اسی دن سے عزاداری کو مافوق قانون و مافوق اخلاق گردانتے اور غیر محدود رکھنے والوں کے نزدیک ضال و گمراہ ہو گیا چنانچہ آغائے حیدر علی جوادی، آغا جواد نقوی اور آغا رئیسی کے نزدیک ضال و گمراہ و منحرف ہو گیا، بعض قمیوں کے نزدیک میں اس وقت منحرف ہو گیا جب میں نے قرآن کو اٹھایا تو قم والوں اور یہاں والوں کو بُرا لگا کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے جس قرآن کو انہوں نے اپنے مدارس اور حوزات میں روکے رکھا تھا حتی آغائے خوئی تک کو روکا تھا اسے شرف الدین عوام میں لا رہے ہیں لہٰذا اس وجہ سے اب شرف الدین گمراہ ہو گئے ہیں چنانچہ ایک دفعہ قمیوں کا ایک وفد مجھے راستہ پر لگانے اور قرآن کریم سے

منحرف کرنے کے لئے آیا تھا۔

صاحب صحیفہ حقائق نے ردنظریات عقائد فاسدہ شرف الدین کے متعلق کہا ہے کہ شرف الدین نے درس تفسیر قرآن آیت اللہ محمد صادقی تہرانی میں شرکت کی ہے وہاں سے وہ منحرف ہوئے ہیں، یہ گروہ اصل نقطے پر پہنچے ہیں جبکہ میں نے جب تک آغائے محمد صادقی کے درس میں شرکت نہیں کی تھی ایک اچھا نکتہ باز وغالی خطیب تھا جونہی میں نے ان کے درس میں شرکت کی وہاں سے معلوم ہوا قرآن اصل ہے قرآن امام نبی کریمؐ ہے، معلوم ہوا منبر پر گزاف گوئی کر رہا تھا ضال وگمراہ تھا۔ یہاں مناسب ہوگا میں اپنے مرشد ومحسن رہنما کے مظلومیت نامہ کا مختصر تعارف پیش کروں۔

صاحب مقام سامی شامخ استاذ نبیل الجلیل و الجمیل محصور حاسدین حاقدین مظلوم ظالمین فقید القرآنیین المهاجرمن ظلم طغات پهلوین مولف موقرموسوعه غراء الفرقان فی تفسیر القرآن الذی کان شوکاً فی اعین الاخبارین والحدیثین والاصولین نصیر ثورة الاسلامین محمد صادقی طهرانی .

جزاه الله عنا وعن صاحب القرآن العظیم خیر الجزاء هذادعا تلمیذک الصغیر القصیر علی شرف الدین .

اس مفسر عظیم کو رضا شاہ پہلوی نے بہ جرم حمایت انقلاب اسلامی سزائے موت سنائی تھی۔ نجات از ظالمین کی خاطر ہجرت بہ عراق ہوئے، شاگرد بر جستہ صاحب المیزان تھے شغف فوق العادہ بقرآن ہونے کی وجہ سے دوران ہجرت، درس تفسیر قرآن شروع کیا، وہیں

سے قرآن مخالفین کی آنکھوں کا خار بنے۔دروس میں شرکاء کی سیرت یہودیوں کے ایمان جیسی رہی، صبح کو ایمان لاؤ، شام کو مرتد ہو جاؤ، قرآن کو قصیدۂ اہل بیت گردانتے اور اہل بیت کو قرآن ناطق سمجھنے والے قرآن کی بجائے حدیث کا ورد کرنے، حدیث کو قرآن پر حاکم گرداننے، قرآن سے روگردانی کر کے اصول فقہ سے احکام استخراج کرنے اور قرآن کی حاکمیت برداشت نہ کرنے اور قرآن کو اہل بیت سے لینے والے شرکاء اس درس کی مخالفت کرتے ہوئے قرآن سے منصرف ہو گئے اور مفسر کو مشکوک نگاہوں سے دیکھنے اور روکنے لگے۔ نیز انہوں نے متروک و مسدود مسجد طریجی میں متروک شعائر اسلام نماز جمعہ قائم کیا تھا انقلابیوں نے امام خمینی سے شکایت کی کہ آیت اللہ صادقی نے نماز جمعہ پڑھانا شروع کیا ہے جو اس وقت ایک نا مناسب عمل تھا۔انقلاب اسلامی برپا ہونے کے بعد ایران آئے ایران آنے کے بعد جہاں نماز جمعہ نہیں ہوتی تھی اگر ہوتی تو بھی چند محدود افراد ہوتے تھے وہاں آپ نے تہران یونیورسٹی میں جمعہ قائم کیا لیکن انھیں وہاں سے بھگا دیا گیا پھر مشہد میں کسی باغ میں جمعہ قائم کیا وہاں سے بھی بھگا دیا پھر مسجد جمکران میں جمعہ قائم کیا لیکن وہاں سے بھی بھگا دیا گیا۔

یہاں تک کہ قم کی کسی مسجد میں تفسیر قرآن دیتے وقت اس وقت کے وحدت المسلمین پاکستان کے سربراہ جناب راجہ ناصر صاحب اپنے خشب بردار کمانڈوز کو لے کر وہاں پہنچے اور آیت اللہ صادقی تہرانی کو وہاں سے بھی بھگا دیا گیا آخر میں گھر میں محصورانہ و مظلومانہ زندگی گزار کر جوار رب میں چلے گئے اس کا مطلب یہ نہیں کہ شرف الدین اس مظلوم کی ویڈیو کیسٹ ہے صحیح و غلط کی تمیز جو صفت خاصہ انسان ہے اس کو کھو کر استادوں کی توقیر و تقدیس

میں صحیح اور سقیم کی شناخت کھو کر کورانہ کا مقلد نہیں بنا ہوں ۔

گر چہ آیت اللہ مظلوم صادقی نے مجھے فتاویٰ ضد قرآن اور احادیث موضوعات ومرسلات کوئی سے اٹھا کر مشرعہ قرآن کے دہانے پر پہنچایا پھر بھی آغائے صادقی کی تفسیر و دیگران کی تفاسیر پر ملاحظات واشکالات واعتراضات کا انبار رکھتا ہوں ۔آپ کے خلاف قرآن فتاویٰ جواز متعہ ووجوب خمس' آیات متشابھات سے اثبات امامت،اصل اولیٰ قرآن ہے،کی منطق جو آپ بھول گئے تھے وہ میں بھولا نہیں ہوں ۔

۲۔صاحب پایان نامہ فدا حسین حیدری کے نزدیک بھی میں جب تک امام حسین پر لکھ رہا تھا،اچھا تھا، پتہ نہیں اچانک کیوں اور کیسے منحرف ہو گیا شاید اس طرف اشارہ ہو کہ روایات موضوعات کے ہوتے ہوئے قرآن جو ان کے نزدیک ظنی الدلالہ ہے،اس کی طرف کیوں گئے ۔ میں نہیں سمجھ سکا محترم صاحب پایان نامہ کا نقطہ انحراف یہی قرآن کو اٹھانا ہوگا جو آپ واضح نہیں کر سکے تھے ۔

صاحب پایان نامہ یہ نہیں کہہ سکتے تھے شرف الدین قرآن کو اٹھانے کی وجہ سے منحرف ہو گئے تھے چونکہ فرق والوں کے نزدیک قرآن سے لگاؤ بہت خطرناک ہے اس وجہ سے منحرف ہوں لیکن عامۃ المسلمین سے ڈر گئے اور اس کو انحراف بھی نہیں کہہ سکتے تھے اس لئے نہیں بتا سکے جس طرح ہمارے احباب اعزاء واقرباء اس وجہ سے ہم سے پوچھتے نہیں کہ آپ کے ساتھ کیا ہوا ہے ۔

انقلاب اسلامی کے بعد بھی ایران میں قرآن کو حکومتی سطح پر نہیں اٹھایا گیا' صرف دکھاوے کے لئے ایران کے اندر اور باہر تلاوت کا مظاہرہ کرتے رہے' ایران کے قانون

اساسی میں لکھا ہے کہ یہاں قانون قرآن اور سنت کے تحت ہوگا لیکن عملاً فقہ جعفری پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ قرآن سے الرجک ہی رہے ہیں اس لئے خانہ فرہنگ میں درس قرآن کی جگہ درس فارسی شناسی رکھا تھا کیونکہ قرآن کو وہ اپنے اصل مذہب کے لئے مثل دیمک سمجھتے ہیں، کہتے ہیں ہم قرآن کو اہل بیت سے لیتے ہیں' کبھی کہتے ہیں اصلی قرآن امام زمان کے پاس ہے' اشکالات واعتراضات کرنے والوں کو گھروں میں محصور کرتے ہیں انقلاب اسلامی سے پہلے صاحب المیز ان مطعون تھے، وفات پر امام خمینی نے پیغام تعزیت تک نہیں دیا۔ قرآن دکانوں میں اس لئے رکھتے تھے تا کہ قبور پرستان والے خریدیں' حوزے کے نصاب میں نہ رکھنے پر بضد تھے' سختی سے انکار کیا' یہاں حوزے کے نمائندوں سے میں نے احتجاج کیا آپ مدارس کے نصاب میں قرآن کیوں نہیں رکھتے لیکن جواب نہیں دیتے تھے۔

لہٰذا کوئی بھی دل کی گہرائیوں سے قرآن اٹھانے والے کو دیکھنا برداشت نہیں کرتا ہے، یہاں سے صادقی کو بنیاد بنا کر شرف الدین کو بھی بدنام کرنا شروع کیا اور کہا کہ ان کا شاگرد بھی گمراہ ہے۔ یہ لوگ کسی صورت میں قرآن اور کعبہ کا نام بلند ہوتے دیکھنا برداشت نہیں کرتے ہیں۔ اب ان کے نزدیک خلفاء ثلاثہ کے بعد دشمن شیعہ شرف الدین ہے، چنانچہ گزشتہ سال ۱۴۲۸ھ جمادی الثانی کے آخری عشرے میں غلات پاکستان نے درسگاہ بزرگ غلات میں بظاہر خلاف غلات ایک کانفرنس منعقد کی' آخری قرارداد پیش کرنے والے نے کہا ہمیں غلات سے کوئی خطرہ نہیں ،خطرہ صرف شرف الدین سے ہے کیونکہ وہ قرآن کو اٹھا رہے ہیں' ہم اس کو جرم بھی قرار نہیں دے سکتے اور نہ ہی قرآن اٹھانے والوں کو برداشت کرسکتے ہیں۔

چنانچہ افتخار نقوی کے کہنے پر میرے خلاف صحیفہ حقائق کے نام سے کتاب نشر کی۔
میری کتاب ''اٹھو قرآن سے دفاع کرو'' پر بقول ملک اعجاز لاہور والوں نے کہا شرف الدین کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اٹھو قرآن سے دفاع کرو لکھیں۔

وھا انا اسئلک یا منزل القرآن العظیم وباعث رسول العظیم ان یجازتی بھذہ الصفحات و السطور یوم یوتی کتاب اعمال عبادک الصالحین عن ایمانھم اعطنی کتاب اعمالی بیمینی فاقول ھنالک ھاوام اقروا کتابی .وانا اسئلک ایضا اذا کان لھذہ الکراسات مقبولہ عندک فاجعل من ثوابھا نصیبا لاستاذی العظیم الذی عرفنی کتابک و علمنیہ طریقہ فھمہ واوقع فی قلبی جذوہ النور القرآن محمد صادقی طھرانی المظلوم المقھور المطعون یجرم اعلائہ بکتابک الذی انزلت علی عبدک الامین الذی جعلہ النحیویون السیوطیون الاصولیون وراء ظھورھم فاعطیھم یوم القیامۃ کتاب اعمالھم من ظھورھم و جعلنا ممن اتخذ القرآن امام.

شرف الدین مفشی اسرار ملت:۔

شرف الدین اس وقت منخرف ہو گئے تھے جب انہوں نے ملت کے اسرار کو فاش کرنا شروع کیا تھا اس الزام کے مدعی سلمان نقوی، شیخ رئیسی، قائد علامہ جعفری اور ان کے ملاق شیخ جوہری، شیخی نے ہماری کتاب اصول عزاداری کو سنیوں اور نور بخشیوں کے ہاتھ میں دیکھا یہی بات جناب امداد شجاعی اصغر شہیدی باقر زیدی اور آفتاب حیدر نے بھی کی ہے کہ

میری کتابیں سنی زیادہ خریدتے ہیں اور مکہ ومدینہ کی دکانوں پر انبار لگا ہوا ہے۔ مجھے پچاس سال گزرنے کے بعد کشف ہوا کہ یہ دین نہیں تھا بلکہ دین کے خلاف ایک تنظیم سری تھی۔لیکن جناب آغائے رئیسی نے اس کی تحلیل بھی کی حسب نقل جناب آغائے سید نثار حسین آپ کے ارشادات نقل کرتے ہوئے کہا ہمارے ہاں غلط گوئیاں جھوٹ اور خرافات پائی جاتی ہیں اس میں کوئی شک نہیں لیکن اس کو مجامع عمومی میں یا کتب کی صورت میں نہیں چھاپنا چاہیے اس طرح یہ ہمارے اصلی دشمن سنیوں کے ہاتھ لگ سکتی ہیں' یہ ہمارے قومی اسرار ہیں آپ کے اس فرمان سے میرا ایک مشکلہ حل ہوگیا کہ ہم شیعہ مذہب کو اسلام کا روشن چہرہ سمجھتے تھے۔جبکہ حقیقت اس کے برعکس تھی۔

حضرت علی سے انتساب ہونے کی وجہ سے ہم شیعت کو دین سمجھ رہے تھے حالانکہ دین تو وحی کے ذریعے آیا تھا، نبی کریمؐ کو حکم ہوا' اعلان کرو اور ڈرو مت' علی نے حکم پیغمبرؐ سے عرفات میں سورہ برائت سنائی تھی۔دین تو اعلانی ہوتا ہے آپ کے اسرار کہنے سے مسئلہ حل ہو گیا یہ ایک قسم کی تنظیم سری تھی جو اسلام کی مزاحمت کیلئے وجود میں آئی ہے اس میں اکاذیب و کفریات زیادہ ہیں اس لئے شیعوں کا کہنا ہے کہ انکا اعلان نہیں کرنا چاہیے یہ جو امام حسین سے منسوب باتیں ہیں زیادہ تر جھوٹ پر مبنی ہوتی ہیں اس لئے لوگ انہیں پسند نہیں کرتے۔

دین اسلام میں خرافات نہیں کیونکہ یہ اللہ کا دین ہے جبکہ فرق و مذاہب خرافات سے ہی بنتے ہیں خرافات سے ہی زندہ ہیں یہ اختراع کسی مجوسی ومشرک نے بنائی ہے تا کہ امام حسین کو نشانہ بنائیں۔

ا۔امام حسین کو اقنوم بنایا آخر میں قاتل کی برسی کر کے مقتول کو افسانہ بنایا۔جس

طرح مسیحیوں نے حضرت عیسیٰ کو اللہ کے بندوں کو نجات دلانے کیلئے تختۂ دار پر چڑھایا۔

۲۔کہتے ہیں کہ امام حسین اپنے جد کی امت کی عورتوں، جوانوں اور بھائیوں کے گناہ بخشوانے کی خاطر قتل گاہ پہنچے قتل ہوئے یہ وہی بات ہے جو حضرت مسیح کے لئے مسیحیوں نے کی ہے۔

۳۔امام حسین پر رونے پیٹنے والے تمام اعمال عبادت سے افضل ہیں رلانا بھی رونے جیسا ہے رونے رلانے کی فضیلت میں سینکڑوں روایات سے اللہ اور حضرت محمدؐ پر افتراء باندھا ہے۔

۴۔میت پر رونا حد طبیعی تک عقلی و منطقی ہے اس کیلئے مراسم پر مراسم قرآن اور نبی کریمؐ کی سنت عملی سے متصادم و متعارض ہیں اس بدعت کا آغاز غلات مردہ آل بویہ کے سلطان معز الدولہ نے ۳۵۲ھ میں کیا ہے۔

۵۔امام حسین اور انکے جوانان واصحاب اور اخیار کو خوارج نے قتل کیا ہے لعن وشتم کا نشانہ خلیفہ دوم کو بناتے ہیں اور اس کے ساتھ دنیا بھر کے سنیوں پر لعنت بھیجتے ہیں آپ کے ان اعمال سے بدنیتی کی بد بو آتی ہے آپ عداوت قاتلان امام حسین سے نہیں بلکہ اسلام اور امت محمدؐ سے کر رہے ہیں۔

۶۔اس سلسلہ میں نوحے مرثیے اور خطباء کی تقاریر جھوٹ وافتراء ہیں۔

۷۔اہتمام کنندگان عزاداری بے دینوں کا ٹولہ ہے یہ کسی بھی جگہ صحیح نہیں ہیں۔

یہ لوگ دشمنان خاندان رسالت ہیں انہوں نے ابھی تک مسلمین کو نشانہ بنا کر رکھا ہے حالانکہ یہ خود دشمن قرآن اور دشمن محمدؐ ہیں یہ پہلا فرقہ ہے جو اسلام کے مقابل مثل خوارج وجود میں آیا

ہے۔

ا۔جناب آغا سید محمد جواد نقوی صاحب عروۃ الوثقی اور ان کے برگزیدہ اور مطلقہ دوست آغا عباس رئیسی کا نظریہ ہے عزاداری میں خرافات ہیں اس میں شک وتردید نہیں لیکن ان کو کتاب کی صورت میں نشر کرنا درست نہیں کیونکہ یہ ہمارے دشمنوں کے ہاتھ میں آسکتی ہیں' کیونکہ یہ سارا جھوٹ ہے اور یوں ان کو پتہ چل جائے گا۔ ہمارے علاقے کے شیخ ضامن علی، ڈاکٹر حسن خان اور مظہر کاظمی وغیرہ کا بھی یہی کہنا ہے کہ عزاداری میں خرافات ہیں لیکن عظیم مقاصد کے لیے یہ خرافات حتیٰ ارتکاب محرمات بھی جائز ہے تا کہ ہم زرداری و بلاول و گیلانی جیسے سیکولروں کو اقتدار پر لا سکیں۔

اسی طرح خرافاتی مجالس سے بائیکاٹ کرنا بھی درست نہیں ہے اس بارے میں علماء بلتستان کا کہنا ہے یہ خرافات ہمارے اسرار ہیں، انھیں کتاب میں لانے اور ان کے بارے میں اعلانات کرنے سے یہ ہمارے دشمنان کے ہاتھ لگ جاتے ہیں ان کے ہاتھ لگنے کے بعد وہ ہمیں پریشان کرتے ہیں جیسے آغا جعفری اور آغا جوہری کا کہنا ہے کہ اب ان خرافات کا سنیوں اور نور بخشیوں کو پتہ چل گیا ہے۔

ا۔خطیب توانا مرحوم آغا سید علی موسوی لاہوری حسین آبادی کا کہنا تھا جو کہتے ہیں عزاداری میں خرافات ہیں، ان سے ہمارا راستہ الگ ہے۔

اگر کوئی کہے کہ شیعہ جھوٹ بولتے ہیں تو یہ بات درست نہیں، یہ ان کی توہین ہے جیسے ایک سعودی شاہی خاندان کے نوجوان نے اپنے امتحان میں پاس ہونے کی خوشی میں کھانے کا اہتمام کیا، اس کا خرچہ ایک کروڑ ڈالر سے زیادہ تھا، ایک اخبار نے ان کی دولت کا

اندازہ لگاتے ہوئے ان کو اربپتی کہا تو شہزادے نے دوسرے اخبار میں بیان دیا اُس اخبار والے نے مجھے کم مالیت کا مالک دکھا کر میری توہین کی ہے۔اس طرح یہ کہنا کہ شیعہ جھوٹ بولتے ہیں غلط ہے شیعہ جھوٹ کا کارخانہ چلاتے ہیں جھوٹ ان کے مذہب کی اساس ہے۔

حضرت علی دنیا سے رخصت ہو کر عالم برزخ میں ہیں،لیکن شیعہ کہتے ہیں آپ ہماری ہر مشکل گھڑی پر تشریف لاتے ہیں اس عقیدے کی برگشت عبداللہ بن سباء کی طرف ہوتی ہے جس نے کہا کہ علی مرے نہیں ہیں،وہ پوری کائنات پر محیط ہیں، حاجت مندوں کی حاجت روائی کے لئے آتے ہیں۔مرنے والوں کے سرہانے آتے ہیں۔قبر میں نکیر ومنکر کا جواب تلقین کرنے آتے ہیں،گویا اس کا مطلب یہ ہوا کہ شیعہ علی ہی کو اللہ سمجھتے ہیں؟اس کے باوجود سنی کہتے ہیں اثناعشری دوسرے شیعوں جیسے نہیں ہیں یہ لوگ معتدل ہیں پھر نعرہ بلند کرتے ہیں کہ شیعہ سنی دونوں بھائی بھائی ہیں۔

حج پر مکرر جانا:۔

میرے حج کو جانے سے پریشان ہونے والوں کی تعداد بہت ہے وہ صرف کراچی سے نہیں بلکہ پورے پاکستان سے کاروان چلانے والے خصوصی طور پر پریشان تھے کیونکہ وہ لوگ خاص عزائم کو لے کر کاروان چلاتے تھے ان کا بنیادی مقصد کعبۃ اللہ سے لوگوں کی نظریں ہٹانا اور عام مسلمانوں کے بارے میں کراہت ونفرت پھیلانا ہے ان میں چند کا ذکر کرتے ہیں کاروان سلمان، امیر حمزہ وحرمین' ان میں سر فہرست کاروان بلال والے آتے ہیں جناب دلنواز صاحب ان کے امیر تھے انہوں نے پہلے مرحلے میں بطور عالم دین امیر

کاروان میرااور جناب رضی جعفر صاحب کا نام دیا تھا تو میں نے فوراً ہی مسترد کیا میں نے کہا میں خدمت شرعی کروں گا بطور رسؤل نہیں‘ وہ مجھے ہر قسم کی سہولت دینے کے لئے تیار تھے بہت احترام کرتے تھے لیکن ان کا حاجیوں کو حرمین میں نماز پڑھنے سے روکنے میقات توڑنے اور صبح وشام عمرہ کرنے کو میں نے ناجائز قرار دیا‘ یہاں سے ان کے لئے میرا وجود نا گوار گزرا یہاں تک کہ میرا چہرہ بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔

ان کا کاروان حج کے نام سے قرآن اور اسوہ رسولؐ سے متصادم حرکات وگفتار کی مزاحمت ان پر نا گوار گزری، یہاں سے انہوں نے میری مزاحمت میں میرا چہرہ مسخ کرنا شروع کیا ان میں حیدر علی‘ محترم آغا جواد صاحب عروۃ الوثقی‘ ڈاکٹر حسن خان دانشور، محمد حسین حقانی مساجد وامام بارگاہ علم کمیٹی کورنگی اور نمائندۂ این جی اوز وغیرہ نے یہ کہنا شروع کیا تھا شرف الدین نے جب سے حج کے لئے جانا شروع کیا وہاں سے منحرف ہو گئے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ آخر شرف الدین ہر سال حج کو کیوں جاتے ہیں میرا حج ان کی آنکھوں میں تیر سہ شعبہ بنا ہوا تھا پاکستان کے روشن خیالان اور سیکولر شخصیات حج وعمرہ کو نقد وطعن کا نشانہ بنائے ہوئے تھیں ان میں ان شخصیات کے نظریات آئے ہیں۔حکیم سعید نے حکومت کو رپورٹ دی تھی کہ اگر حکومت پاکستان حج وعمرہ پر پابندی لگائے تو یہ پاکستان کے لئے بہت اچھی اور بڑی بچت بن سکتی ہے لیکن یہ وضاحت نہیں کی کہ وہ بچت پاکستان میں کس مد میں خرچ ہوگی، اس سوال کا جواب اخباروں میں آیا ہے کہ یہ بچت آفشور کمپنیوں میں کام آئے گی۔

پاکستان کے محسن لیکن اسلام کے مخالف ڈاکٹر قدیر نے بھی اس قسم کی تجویز دی تھی اس طرح برطانیہ نشین اظہار الحق کی آنکھوں میں بھی حج وعمرہ تیر سہ شعبہ بنے ہوئے ہیں اس

نے بھی اپنی چشم دردی کا اظہار کرتے ہوئے۔ایک کالم میں لکھا تھا کہ حج وعمرہ پر جو پیسہ پاکستان سے جارہا ہے وہ ہم اورآپ کے پیسے سے جارہا ہے مزید لکھا ہے دنیا بھر میں سب سے زیادہ مصری جاتے ہیں،ان کے بعد پاکستان سے جاتے ہیں'دین عزیز اسلام سے منحرف ہونے کے بعد اظہار الحق کی بصرو بصارت دونوں ختم ہونے کے بعد اس نے کہا حاجی مثل قرامطہ اسماعیل راہ گزروں کو لوٹتے ہیں۔این جی اوز جو کہ اس ملک میں دنیا بھر کے جاسوسوں حتیٰ را کی پناہ گاہ ہیں ان کے بعد اسماعیلیوں کے آئندہ کے وزیراعظم کی آنکھوں میں کعبۃ اللہ الحرام تیر سہ شعبہ بنا ہوا ہے میرا حج وعمرہ بھی پاکستان کے سیکولر پرست شیعوں کی نظروں میں تیر سہ شعبہ ہے بلکہ کعبہ ان کی آنکھوں میں تیر ہے۔

پاکستان کے سیکولروں کو اسلام و مسلمین کا نام بھی برداشت نہیں ہورہا ہے اب تو وہ اللہ پرستی کا تصور ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں،توہین رسالت کو اب بڑا جرم نہیں سمجھا جارہا ہے اب تو صلیبیوں، یہودیوں اور ہندوؤں سے زیادہ سیکولر مسلمانوں نے بھی اسلام مخالف تحریک شروع کررکھی ہے'قمرزمان کائرہ اور حکیم سعید کی بیوی نے چندین بار اصرار کیا ہے کہ ہمیں کافر ومسلمان کی بات اچھی نہیں لگتی ہے۔پی پی کی ملکشفات بھی یہی بات کرتی ہیں بلاول بھی یہی بات کرتے ہیں حتیٰ وزیراعظم نواز شریف بھی نوید دے رہے ہیں کہ کافر ومسلم کا امتیاز ختم ہوگا،

ا۔کونسل گری جمہوری اسلامی ایران کے سربراہ جناب آغا **عبد الٰہی** صاحب نے میرے بیٹے کو مجھ سے اختلاف رکھنے کی بنیاد پر کونسل گری میں نوکری پر رکھا تھا ان سے کہا گیا کہ آپ کے ابوسعودیوں سے رابطہ میں ہیں۔ایک حکومتی ذمہ دار وہ بھی دیندار ی

دکھانے والے بغیر کسی ثبوت کے ایسی باتیں کریں تو یہ لمحہ سوالیہ ہے۔

علماء اسلام آباد محترم محسن نجفی، محترم ظہور صاحب، جناب شفا نجفی و تقی شاہ صاحب وغیرہ پر بھی میرا حج پر جانا گراں گزر رہا ہے۔

۲۔ جناب آفتاب حیدر رضوی جو اس وقت ساؤتھ افریقہ میں ہیں آپ ایک زمانے میں میرے ادارے میں مالک جیسے تصرفات کرتے تھے۔ لیٹر پیڈ لے کر قم میں خود کو دار الثقافہ کا نمائندہ پیش کرتے تھے، خود کو اس ادارے کا شریک اور مجھے اپنا استاد گردانتے تھے اللہ کا شکر ہے ایک دفعہ چند سوڈا لرپیش کئے تو میں نے مسترد کیا تھا ایک عرصہ سے ناراض تھے ایک دفعہ دروازہ کھٹکھٹایا، میں خود گیا، دروازہ کھولا، مصافحہ کیا، آتے ہی کہا حج کو جاتے ہیں یا نہیں۔ میں نے کہا جاتا ہوں تو کہنے لگے ہمیں تو اجازت ہی نہیں ملتی ہے، جھوٹ بولا کیونکہ غیر مسلم ممالک سے آنے والوں کیلئے تو کوئی کوٹہ نہیں ہوتا ہے۔ میں نے کہا میں ہمیشہ کاروان میں جاتا ہوں، کاروان والوں سے پوچھیں تو چیخنا شروع کر دیا آپ بدگمانی کیوں کرتے ہیں ﴿إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ تکرار سے کہا، قرآن اور سنت محمدؐ سے عاری درسگاہ اخوان الصفاء میں پڑھنے والوں کو کیا پتہ ظن کے کتنے معنی ہوتے ہیں۔ ان کے عقائد فاسدہ کا اندازہ آپ اس جملے سے لگائیں کہ ان کے رشتہ دار اختر تقوی نے ان سے پوچھا آغائے شرف الدین سے ملیں گے تو کہنے لگے میں امام زمان کا رزق کھاتا ہوں اس جملے کا مطلب ہے کہ حوزے کے فاضل ساؤتھ افریقا جیسے مترقی ملک میں مبلغ بننے والے کثرت غلاظت خوری کی وجہ سے امام زمان اور اللہ میں فرق نہیں سمجھتے۔

میرے حج بیت اللہ کو مکرر جانے کو گمراہ کن قرار دینے والوں میں سے ایک محترم سید

محمد جوادنقوی صاحب جامعہ عروۃ الوثقیٰ لاہور ہیں آپ کی نام نہادعلوم اسلامی میں نبوغت نا قابل انکار چیز ہے۔مدرسہ جامع اہل البیت میں ابتدائی کتب سے فارغ ہونے کے بعد حوزہ علمیہ قم تشریف لے گئے وہاں ۲۰ سال سے زائد عرصہ درس اور تدریس میں گذارے ہیں آپ کا سرمایہ فخری آیت اللہ جواد آملی کے حلقہ درس میں شرکت کرنا ہے۔یہ تھا آغائے جواد کا شخصی تعارف جس سے ہم یا کوئی اور انکار نہیں کرسکتا۔یہ آپ کے اپنے مصادر و مأخذ علمی ہیں لیکن آپ کے فرمودات وارشادات کا مصدر نہیں بن سکتے ہیں، کیونکہ حوزہ علمیہ قم میں مقیم اور یہاں آنے والے بہت سے حضرات اعلیٰ مناصب پر فائز ہیں اور زمین وآسمان اور فضاء سے متعلق ہر استفتاء کے مفتی ہیں۔بعض کسی چیز کی سند پوچھنے پر اپنے استاذ حوزے کی بڑی شخصیات یا امام خمینی کا حوالہ دیتے ہیں یا مثل آیت اللہ حافظ بشیر غصہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں پچاس سال حوزے میں رہنےوالے عالم سے یہ چھوکرے سوال کرتے ہیں ہر چیز کا جواب نہیں دیا جاتا، دلیل پوچھنے پر غصہ کر کے کہتے ہیں میرا علم بہت کم ہے بہر حال کسی شخصیت کا حوالہ دینا یا غم وغصہ وبے اعتنائی میں ھمز لمز کر کے جان چھڑانے والوں کے ارشادات مصادر و مأخذ نہیں بن سکتے ہیں۔جب تک کہ وہ عقلیات مسلمہ تجربات نا قابل انکار، آیات محکمات اور نبی کریم کی سنت عملی سے استناد نہ کریں۔حوزات علمیہ میں ہمارے ملک سے وابستہ بہت سے فضلاء بالفضیلت رہتے ہیں لہٰذا قم میں زیادہ رہنے سے اساتید بزرگ کی شرف شاگردی ہونے سے ان کے ارشادات وفرمائشات دیگران کے لئے حجت نہیں بنتے ہیں۔آپ کے یہاں پاکستان میں صادر کردہ ارشادات وفرمائشات اور ہدایات ونظریات پر ہمیں احاطہ نہیں کیونکہ ہم ان سے ارتباط میں نہیں ہیں لیکن جو ارشادات نقل متواتر

یا ان کے رسالہ ترجمان مشرب ناب میں آئے ہیں ان سے چند نکات پیش خدمت ہیں۔

۱۔ پاکستان میں نظام ولایت فقیہ کے قیام پر اصرار۔

۲۔ پاکستان میں اس نظام کے نفاذ کیلئے علوم جدیدہ کے ماہرین کے علاوہ جنگجوئی کی تربیت دینے کی ضرورت۔

۳۔ پاکستان میں اسلام علامہ اقبال کا نفاذ۔

۴۔ نقل روایات ائمہ سے منسوب بغیر سند و متن، وحی منزل کی طرح ارسال مرسلات کرتے ہیں جن کی اسناد زنادقہ ملاحدہ و مجہول سے پر ہیں اور متن عقل وقرآن اور مسلمات نقلی سے متصادم ہے۔

۵۔ سنیوں سے اتحاد بین المذاہب کے داعی ہیں۔

ان نکات کی قدر و قیمت اور وزن علمی کا منطقی جائزہ لینا ضروری ہے۔ آیئے ہر ایک کے وزن علمی و دلائلی و براہنی کا جائزہ لیتے ہیں کہ یہ کس حد تک وزن منطقی رکھتا ہے۔ نظام ولایت فقیہ وہ نظام ہے جو اپنی ابتداء ہی سے متنازع وغیر مقبول قرار پایا ہے، وقت نفاذ سے اس کا تجربہ ناکام ثابت ہوا۔ اس کی عدم مقبولیت کی دلیل یہ ہے کہ اس وقت کے دو مرجع بزرگ آیت اللہ خوئی نے اپنی موسوعہ فقیہ تکملۃ المنہاج میں فقیہ سے ہر قسم کے اختیارات کی نفی کی ہے اور کہا ہے کہ فقیہ کو کسی قسم کا اختیار نہیں ہے۔ آیت اللہ گلپائے گانی نے قیام حکومت ہونے کے فوراً بعد اپنے درس میں بطور صراحت اس نظام کی مخالفت کی ان کا وہ درس تہران ریڈیو سے نشر ہوا۔ یہ اس نظام کی عدم مقبولیت کی دلیل ہے، اکثر و بیشتر مخالفین ولایت فقیہ سے وارد روایات کا ضعف سند رہا ہے لیکن یہ تجربہ اپنے گہوارے میں ناکام ہونے کی دلیل یہ

ہے کہ اس نظام کے مبتکر و منادی امام نے ولایت فقیہ کو نظریہ منصوصیت سے جوڑا تھا جبکہ امام خمینی اور دیگر بڑے بڑے علماء نے نظریہ منصوصیت سے دست بردار ہو کر اعلمیت آئمہ سے استناد کیا تھا۔ وہ بھی اپنی جگہ مخدوش رہا ہے اس کے علاوہ خود امام خمینی نے صراحتاً اعلان کیا یہاں جمہوریت ہے، امام خمینی جیسے مدافع منصوصیت کا عند الاقتدار اعلان کرنا کہ یہاں جمہوریت ہے، اس بات کی دلیل ہے ولایت فقیہ سند و متن و مقبولیت تینوں سے محروم نظام رہا ہے۔ یہ نظریہ منصوصیت پر ایک طمانچہ ہوگا نیز یہاں نظام جمہوری اوپر سے نیچے تک حاکم رہا ہے۔ فقیہ اعزازی و افتخاری نشان تک محدود ہو کے رہ گئے، یہاں تک کہ ضد ولایت فقیہ برسر اقتدار آئے بہت سے وزراء سیکولر رہے ہیں۔ رئیس جمہوری ابوالحسن بنی صدر، خاتمی، احمدی نژاد و روحانی کا مخالف خط رہبر ہونا کوئی صیغۂ راز والی بات نہیں' اس نظام کے میدان تجربہ میں ناکام ہونے کے ۳۰ سال بعد محترم سید جواد نقوی اسے میدان ناممکن میں نافذ کرنے کی نوید دے رہے ہیں۔ معلوم نہیں کس کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

یہاں کے اسی فیصد سنی جو آپ کا نام سننا پسند نہیں کرتے کیا وہ آپ کے اختراع کردہ نظام کو برداشت کریں گے؟ علاوہ ازیں انہیں آپ سے مقابلہ بمثل کرنا ہے جہاں آپ نے ان کے پیش کردہ نظام کو رد کرنے میں کتنی جانیں دی ہیں۔ اس کے علاوہ نظام ولایت فقیہ ماخوذ و مستنبط از نظام امامت ہے کہ آئمہ نے حق حکومت فقہاء کو دیا ہے مسخرہ کی بات ہے، اس کی مثال کچھ اس طرح ہے ایک غریب فقیر و نادار کسی کو احسان کرتے ہوئے کہے کہ میں حبیب بینک آپ کو دیتا ہوں جتنا خرچ کرنا چاہیں کریں۔ آئمہ حکومت نہیں رکھتے تھے آئمہ تو نے جیلوں میں زندگی گزاری ہے۔

یہ اس نظام کو نافذ کرنے کے احلام واضغاث ہیں:

انہیں اس خواب کی تعبیر کے لئے کوئی یوسف پیدا ہوتا نظر نہیں آتا ہے مگر کوئی ہٹلر یا عبدالکریم قاسم یا صدام جیسے قائد ملیں تو اس وقت ولایت فقیہ ولایت حجاج بن یوسف یا زیاد بن ابیہ ہوگی، ہاں آپ لوگوں کو ایک آمر ملا تھا لیکن اپنے خلاف مقدمات سے ڈر کر فرار ہو گیا۔

۲۔ اسلام علامہ اقبال پر اصرار والوں کو اس نظام کی قدر و قیمت اور وزن علمی، وزن برھانی، وزن ریاضی اس وقت معلوم ہوگا جب علامہ اقبال کا تاریخی پس منظر ابتداء تعلیم سے لیکر انتہائے تعلیم تک دیکھیں گے کہ آپ نے تعلیم کہاں اور کس سے شروع کی؟ کن سے رہنمائی لی؟ پھر تعلیم کے بعد آپ کی مرکزی توجہ یا اظہار نظریات کس طرح کا تھا؟ اس سلسلے میں اسلامی انسائیکلو پیڈیا تألیف قاسم محمود جلد ا ص ۲۴ پر آیا ہے علامہ اقبال سیالکوٹ میں ۱۲۹۴ھ میں پیدا ہوئے ان کے والد انپڑھ تھے، صوفی مزاج تھے، علامہ نے ابتدائی تعلیم میں مشنری اسکول سے میٹرک کیا اس کے بعد گورنمنٹ کالج میں فلسفہ میں داخلہ لیا آپ کے استاد مستشرق مسٹر آرنلڈ تھے انہی کے ذریعے آپ یورپ گئے انگلینڈ میں آپ کے استاد مستشرق پروفیسر لیرون نیکلیٹ اور ساوری رہے جرمن میں قانون میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ۱۹۰۸ء میں لاہور آئے آپ کی حیات میں کہیں نہیں آیا ہے کہ آپ نے دینی تعلیم فلاں مدرسے سے پڑھی ہے یا فلاں فلاں کی کتاب پڑھتے تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی دینی علم پڑھے بغیر عالم و دانشور بنے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ علم صرف پڑھنے سے نہیں الہام سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ آپ کے تمام نظریات اشعار میں آئے ہیں وہاں اسلام و مسلمین کا ذکر ضرور آیا ہے جہاں آپ نے اسلام کی عظمت کی بات کی وہاں ضد اسلام والوں کی توقیر و تمجید

بھی کی ہے قرآن میں سورہ شعراء میں آیا ہے۔شاعروں کی بات پر اعتماد نہیں کر سکتے وہ ہر وادی میں بھٹکتے رہتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔علامہ اقبال کی پسندیدہ شخصیت مولانا رومی تھے، جو شمس تبریزی کے شاگرد تھے جس نے خود دعویٰ الوہیت کیا ہے۔اقبال نے کارل مارکس کمیونزم کے بانی کے بارے میں کہا ہے وہ نبی نہیں تھے لیکن صاحب کتاب تھے۔آیت اللہ جواد آملی کے درس تفسیر وعرفان کے شاگرد برجستہ کی امام خمینی کے انقلاب اسلامی و نظام ولایت اور اسلام اقبال میں آمیزش اہل فکرو دانش کے لئے لمحہ سوالیہ ہے۔

۳۔ پاکستان میں انقلاب اسلامی جدید علوم ونظریات کے ماہرین پیدا کرنے سے ہی ممکن ہے تو یہ فکر پاکستان کے مغرب خواندہ سیکولروں سے بھی سنتے رہے ہیں تعجب نہیں ہوا، کیونکہ وہ مغرب والوں کے مولفۃ القلوب کے اسکالرشپ کے بجٹ سے پڑھے ہیں لیکن علم جدید میں میٹرک سے اوپر نہ پڑھنے والے نام نہاد علوم اسلامی کے اساتید بزرگواروں کا اس نظریے کا حامل ہونا، اس نظریے کا داعی ہونا ایک لمحہ سوالیہ نہیں بلکہ سوالیہ درسوالیہ ہے۔ہم نے پاکستان میں تین شخصیات کو دیکھا اپنی نام نہاد عالم دینی کی سند کو نظر تحقیر و توہین سے پس پشت ڈال کر جدید نظریات کے استاد و داعی کے لئے سرگرم ہوئے اور تینوں کے انجام کو بھی دیکھا۔آغائے مظہر کاظمی نے درسگاہ بعثت بنائی اور اس میں ڈاکٹرز انجینئرز وکلاء و سیاست دان نکالنے کی کوشش کی ایف اے پاس انسان کا جدید علوم کی دانشگاہ بنانا کسی پس ماندہ ترین تحت الثریٰ میں رہنے والے سے ہی ممکن تھا فوق الارض نہیں۔اسی طرح محترم محسن نجفی کی جامع کوثر اب یونیورسٹیوں کی خواب گاہ بنی ہوئی ہے ان کے بعض طلباء نمل یونیورسٹی میں انگریزی بولنا سیکھ رہے ہیں جبکہ جامعہ کے اندر سیتانی اور حافظ بشیر کے مقلدین کے درمیان جھگڑا چلتا

رہتا ہے۔آغائے سید جواد نقوی نے بھی دیکھا دونوں کی درس گاہوں سے واصل خرافات کی بدبو آنا شروع ہوئی ہے انہیں یہ سوچ نہیں آئی کہ ہم تو میٹرک، ایف اے پاس ہیں کیسے یونیورسٹی چانسلر بن سکتے ہیں۔

آغائے جواد اور نجفی و کاظمی کی جدید درس گاہوں میں جدید تعلیمات کو ترجیح دینا اور اپنی بلند ہمت ترقی پسندی وتطور پسندی اور اعتدال پسندی کا مظاہرہ کرنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ علی شرف الدین جو حوزات و مدارس کے سرسخت مخالف ہیں وہ حق بجانب تھے ‘جو کہتے تھے یہ نصاب کسی کام کا نہیں ہے پاکستان کی مایہ ناز جانی پہچانی علمی شخصیتوں کے عملی اقدامات اور واضح وصریح اعلان کہ موجودہ درسگاہوں میں جاری نصاب کسی درد کی دوا نہیں، کسی مسئلے کا حل نہیں، اس سے کسی بے روزگار کا روزگار ممکن نہیں‘ اس نصاب کے ساتھ ہمارا سر اونچا نہیں ہوگا۔

طلباء سوچنے میں حق بجانب ہیں کہ اس نصاب میں عمر تلف کرنے کی وجہ سے وہ معاشرے میں چھٹی انگلی بنتے جارہے ہیں ان دینی درسگاہوں میں پڑھنے والوں کا میدان عمل نماز جنازہ اور تلقین وایصال ثواب تک محدود ہے اس نصاب کی وجہ سے یہاں سے فارغ طلباء کی دین و دنیا دونوں ضائع ہوگئی ہیں لہٰذا نصاب میں ترمیم نہیں بلکہ نئے نصاب کی ضرورت ہے۔یہاں سے تنہا شرف الدین کے اعتراضات واشکالات وتشویشات کو تائید نہیں ملتی بلکہ سیکولروں کا قدیم زمانے سے جاری مطالبہ منظور ہوگیا ہے کہ یہاں سے بقول کالم نگاران جنرل، ڈاکٹر، وکیل اور صحافی نکلنے چاہئیں، وزراء خزانہ شوکت عزیز، شوکت ترین اور اسحٰق ڈار جیسے نکلنے چاہئیں، یہاں سے زرداری، نواز شریف، بلاول اور ملالہ جیسے نکلنے

چاہئیں ،اوراس کیلئے ہمارے ان بزرگوں نے غور وخوض کے بعد عملی اقدامات بھی کیے ہیں۔ اس کوتسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں کوئی قباحت نہیں لیکن ابھی انصاف پر عمل ہونا باقی ہے وہ ہونا چاہیے یہاں سے مدرسۂ دینی کا کتبہ بھی ہٹانا چاہیے۔

لیکن یہ بڑا خطرناک ہےاو پر لکھا ہوا ہوتا ہے مدرسۂ دینی تاکہ خمس وفطرہ و جز یہ اور کھالیں ہمیں دیں اوراندر ہر قسم کی من پسند تدریس وتربیت ہوتی رہے تاکہ ایسے ایسے روشن فکر وروشن خیال علماء و دانشور نکلیں جو دین کو خیر باد کہیں۔ بتائیں دنیا میں کوئی ایسی درسگاہ ہے جس میں تمام نصاب پڑھائے جاتے ہوں مثلاً طب و جراحت، انجینئر نگ ،سیاست اور اقتصاد سب پڑھائے جاتے ہوں۔ جب سے ترقی ہوئی ہے اس وقت سے ایک شعبہ والی درس گاہ آج پچاس شعبہ جات میں تقسیم ہو چکی ہے۔ پہلے جو میڈیکل کالج تھے آج وہ کتنے شعبوں میں تقسیم ہوئے ہیں۔ پہلے کی نسبت انجینئر نگ آج کتنے شعبوں میں تقسیم ہوگئی ہے۔ یہ کہنا کہ دینی مدارس میں علوم مروجہ پڑھانے چاہئیں ،قبور کھودنا سکھانا چاہیئے، طب و ہندسہ پڑھانا چاہئے،اس کے بعد اب موچی درزی اور کشن کا کام ہی رہ جاتا ہے،اس کا مطلب یہ ہے یہاں دین کو ٹکنے کی کوئی گنجائش ہی نہ رہے کہ ان کو قرون وسطٰی کی طرف دھکیلنا ہے،اس سے بدتر کوئی رجعت پسندی نہیں۔ اس کو کہتے ہیں کلی طور پر قبضہ جمانا دین کا نام بھی یہاں سے ہٹانا چاہیے، لیکن اہل اسلام کیلئے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کیونکہ آپ نے دین کو یہاں سے رخصت نہیں کیا ہے بلکہ دین کے نام سے شعوبیوں کی نحو اور فلاسفہ والوں کے اصول فقہ کو فارغ کیا ہے۔

محترم جناب سید جواد نقوی کا میرا مکر رجح کو جانا مذموم ومقدوح قرار دینا تجزیہ و

تحلیل طلب ہے ۔ان کا کہنا ہے کہ سعودی بادشاہان کی نگرانی میں حج کو جانا درست نہیں، کیا یہ نا درستی صرف ہم پر لاگو ہے یا ہر مکرر حج کو جانے والوں پر بھی لاگو ہے ان میں سے ایک خود جناب جواد نقوی ہیں ۔اپنے دوست کے ساتھ بار بار حج پر تشریف لے جانیوالے بتائیں اگر حج بیت اللہ کے لیے جانا برا ہے تو آپ کیوں بار بار جا رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کعبہ و روضہ رسولؐ کی جگہ حج کو کربلا و نجف منتقل کرنا چاہیے یہ کوئی مسلمان نہیں کہہ سکتا ہے چاہے حجاز کے فرماں روا کافرین ہی کیوں نہ ہوں، مگر اللہ یہ نہیں ہونے دے گا کعبہ اماکن مقدسہ ہے حج وطواف فرماں روا حجاز کا نہیں ہوتا ہے، کعبہ کا کوئی بدیل نہیں ہے ۔مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی نگرانی سعودی فرماں روا کرتے ہیں ۔آپ کے نزدیک سعودیوں کی سرپرستی کے دوران حج و عمرہ کے لیے جانا ایک عمل مذموم ہے حالانکہ سعودی تو بنی امیہ سے بدتر نہیں جبکہ امام حسن و امام حسین امیر معاویہ کے دور میں حج ادا کرنے جاتے تھے اسی طرح دیگر آئمہ نے ان کے دور میں حج کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ میں سعودی عرب کے اخراجات پر حج کو جا رہا ہوں جو کہ ایک مسلمان پر تہمت و افتراء ہے ۔آپ اور دیگر انقلابی حضرات ایرانیوں کے اخراجات پر کیوں جاتے ہیں کیا ایرانیوں کے خرچ پر جانا جائز ہے اور سعودی عرب کے اخراجات پر جانا قبیح؟ یہ کیسے ہو گیا اگر آغائے محترم اس کی وضاحت نہیں فرمائیں گے تو ہم خود اس کی وضاحت کریں گے، اس مذہب والوں کو اسلام کے تین اساس نا قابل برداشت ہیں وہ ان کو اٹھانے والے کو دیکھنا برداشت نہیں کرتے فوراً طیش میں آتے ہیں اہانت و ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں آخر میں سب وشتم، تہمت و افتراء اور دھمکی دیتے ہیں:۔

۱۔ان کوقرآن کواٹھانا کسی صورت میں برداشت نہیں۔

۲۔حضرت محمدؐ کواٹھانا برداشت نہیں۔

۳۔کعبہ کواٹھانا برداشت نہیں، یہ لوگ کعبہ کی اہانت اور جسارت کیلئے کوئی موقع محل نہیں چھوڑتا ہے خود حرم میں کہتے ہیں علی کا زچہ خانہ ہے۔

۴۔پورے حج اور حاجیوں کی اہانت و جسارت کرتے ہیں۔

۵۔ہمارے ایک دوست نے کہا مسجد حرام میں بدبو آتی ہے جبکہ کربلا میں خوشبو آتی ہے، درحقیقت حج اس مذہب والوں کے گلے میں پھنسنے والی ہڈی بن گیا ہے، استطاعت کے باوجود حج کو نہ جائیں تو مسلمانیت سے خارج ہوتے ہیں اگر جائیں تو عظمت اسلام و مسلمین کعبہ کی محبوبیت، عشق اور رسول اللہؐ سے عقیدت و محبت کے مظاہر و مناظر دیکھنے برداشت نہیں ہوپاتے ہیں۔ یہاں سیانوں نے تیسرا طریقہ اپنایا ہے کہ حج کے نام سے ہوٹلوں میں قیام، عرفات میں بے معنی شرک سے پر دعائیں رٹاتے ہیں، اشعار اور گزاف گویوں میں وقت گزار کر آتے ہیں اور کعبہ اور عام مسلمانوں کے بارے میں دلوں میں نفرت بھر کر واپس لاتے ہیں۔لہٰذا وہ اپنے ہوٹلوں میں اشعار و تقاریر میں وقت گزارتے ہیں جن میں کعبہ پر کربلا کی برتری اور کعبہ کے زچہ خانۂ علی ہونے کی باتیں ہوتی ہیں، ان کی نظر صرف رکن یمانی پر ہوتی ہے حج پر زیارت کو ترجیح دیتے ہیں لہٰذا ہر حوالے سے سرتوڑ کوشش کرتے ہیں حج کو توڑیں، کعبہ کی توہین کریں، میقات، مزدلفہ، وقوف منیٰ کو توڑیں، کوئی نہ کوئی رکن توڑیں، صبح و شام عمرہ کرکے حج میں خلل ڈالیں۔

۶۔قربانی کو روکنے کیلئے حاجیوں سے رقم وصول کرتے ہیں وہ اس راہ میں حائل مانع

برداشت نہیں کرتے چنانچہ میں نے چھ سات صفحات پر ان کی نشاندہی کی تھی جو کہ دلنواز کو گراں گزری، مجھے مرحوم امینی کے سامنے تین دفعہ تکرار سے کہا ہمارے ہاں کچھ لوگ یہودی مدرسہ سے پڑھ کر آئے ہیں۔شاید ان کی نظر میں نجف وقم یہودیوں کے مدرسہ ہونگے کیونکہ میں ان دو کے علاوہ کہیں گیا نہیں۔اس وقت ان کی آنکھیں غیض وغضب سے بھری ہوتی ہیں اکثر و بیشتر عوام الناس مظہر اسلامی شعائر اسلامی سے دوبدو انکار برداشت نہیں کرتے لہٰذا ان کے علماء و دانشمندان مجبور ہیں کہ وہ عوام حج کو لے کے جائیں لیکن وہ وہاں بھی اپنا ضد اسلام کردار وگفتار نہیں چھوڑتے ہیں۔

۷۔حج وعمرے کی نیابت کا بندوبست کر کے کماتے تھے جبکہ حج وعمرہ میں بھی دیگر اعمال عبادی کی طرح نیابت باطل ہے،اس کا قرآن اور سنت سے کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے، اس طرح انہوں نے مختلف بہانوں سے لوٹنا شروع کیا تھا۔

۸۔قرآن میں مذموم شدہ شعروشعراء کی بزم قائم کرتے تھے ان کے ذریعے کعبہ کی توہین،خلفاء کی تنقیص اور علی کی الوہیت کی ترویج کرتے تھے اور کعبہ پر کربلا کو برتری دیتے ہیں۔

۹۔مجلس ونیاز کی مد میں رقم لیتے تھے۔

۱۰۔قربانی کی رقم لینے کی سرتوڑ کوشش کرتے تھے۔اس مد سے بہت کماتے تھے میں اس خیانت کاری سے منع کرتا تھا۔

۱۱۔میقات سے پہلے احرام باندھنے کی روایت کو آیت اللہ خوئی اور آیت اللہ لنکرانی نے ضعیف گردان کر اسے مسترد کیا ہے اس سلسلہ میں شرح عروۃ الوثقی شرح تحریر الوسیلہ میں

آیت اللہ لنکرانی نے اس پر بحث کی ہے یہ بھی ان کے لئے ناگوار گزرا۔ میں نے ان سے کہا یہ ایرانی کیوں اپنے ائیر پورٹ سے محرم نہیں ہوتے جبکہ آپ لوگ ائیر پورٹ سے احرام باندھنے پر اصرار کرتے ہیں لیکن جواب نہیں دیتے تھے کیونکہ اس کا کسی قسم کا جواز نہیں بنتا تھا۔

۱۲۔آپ ناصر نقوی کے کاروان میں بار بار جاتے رہے یہاں تک کہ ان کو یہ ہدایت دی ہے کہ حج ابراہیمی کی سنت قائم کریں حالانکہ اس کی کوئی منطق نہیں بنتی ہے مسلمان حکم قرآن کے تحت حج کرتے ہیں۔

۱۳۔آپ منطق سیاسی کے تحت بولتے ہیں جو شیعوں نے عرصے سے اٹھا رکھی ہے کہ حج مکہ و مدینہ کی بجائے کربلا و نجف منتقل کیا جائے چنانچہ اس کے لئے روایات پر روایات وضاعان کے توسط سے جعل کی ہیں، علماء سے لے کر نیچے کی حد تک کعبہ کا مذاق و اہانت کر کے کربلا و نجف کی زیارات کی تقدیس کرتے ہیں۔آپ کے حجاج مسجد حرام میں اوقات نماز میں شرکت کرنے سے گریز کرتے ہیں کیونکہ ان کے کاروان کے فقہاء امثال صادق حسن، رضی جعفر، راجہ ناصر جعفری، صلاح الدین وغیرہ نے نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے پر اشکال در اشکال لگائے ہیں۔اسی طرح مدینہ منورہ میں بھی حرم میں زیارت کیلئے آتے ہیں ، بے وقت زیارت کی نماز پڑھتے ہیں، جبکہ واجبات اپنے ہوٹلوں میں پڑھتے ہیں یا حرم سے باہر پڑھتے ہیں۔ان کی مصروفیات ضد کعبہ عام لوگوں کے ذہن میں تشکیک آور رہتا ہے۔ جناب شیخ محسن صاحب نے فرمایا ہے سنا ہے جب سے کاروانوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے ہمارے مذہب کو بہت فائدہ ہوا ہے۔یہ جملے اور کاروانوں کے طور طریقے دیکھنے کے

بعد انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ آخر یہ لوگ کس لئے یہاں آئے ہیں؟ کیا مقصد لے کر آئے ہیں؟ سوچ بچار کرنے کے بعد محسوس ہوا اندازہ ہوا کہ وہ ہوٹلوں میں، حرم میں سرگوشی میں یا شعراء کے شعر کے ذریعے یہ کہہ کر مطمئن کرتے ہیں کہ دیکھو یہ مولا امیر المومنین کا زچہ خانہ ہے، ہمیں اندر جانے نہیں دیتے ہیں یہاں بد بخت وہابیوں کا قبضہ ہے۔ عرفات کے میدان میں کہتے ہیں ہمارا میدان تو کربلا ہے یہاں تو سارے عمری بکری ہیں۔ بتانا یہ ہے کہ ہمارے حقیقی دشمن یہی لوگ ہیں، ورنہ میقات توڑنے پر اصرار، حرم میں نماز جماعت پر پابندی، میدان عرفات میں غلاضات کی تقسیم، غرض ہر موڑ پر حج، اسلام، قرآن، محمدؐ، سے دور رہنے کی ہی تلقین ہوتی ہے۔ یہی اس سب کا خلاصہ ہے جو آغا نے فرمایا کہ ہمارے مذہب کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ ہم چونکہ ان غیر قرآنی، غیر محمدی، حرکات کے مخالف تھے لہٰذا کاروانوں، علماء اور جناب آغا جواد کو بہت گراں گزرا ہے۔

۱۴۔ کعبۃ اللہ جس کی بنیاد کو اٹھانے کے لئے تو نے حضرت ابراہیم کو مامور کیا تھا اپنے خلیل سے اس کی معماری کروائی تھی تاکہ رہتی دنیا تک اس کو مظہر عبودیت کیلئے مطاف خلائق بنائے خاتم النبیینؐ کے ذریعے اعلان خاص و عام کیا کہ جوق در جوق قوی اور ضعیف سواریوں پر اس گھر کی طرف کوچ کریں حضرت علی نے اپنی وصیت میں فرمایا ''اس گھر کو کبھی خالی نہ رکھیں'' کعبہ کو زچہ خانۂ علی بنانے والے کعبہ پر کربلا کو فوقیت دینے والے، حج کے نام سے لوگوں کو لوٹنے والے، حج کے نام سے جا کے ہوٹلوں میں سونے والے غلو اگلوانے والے، میقات کو توڑنے والے اور حرم میں نماز جماعت سے روکنے والے، لوگوں کی قربانی کی رقم کھانے والے، حیلہ بہانہ بنانے والوں نے مجھے اس بات پر بدنام کیا کہ تم سعودیوں

کے آدمی ہو،اللہ نے اس گھر کو اصحاب فیل سے بچایا تھا،ان شاء اللہ مجھے بھی عصر حاضر کے فیلوں سے بچائے گا۔

شرف الدین اور خمس:۔

بعض کو یہ بھی غصہ ہے کہ شرف الدین نے خمس سے بھی انکار کیا ہے جبکہ انہوں نے انفال آیت ۴۱ اور شوریٰ کی آیت ۲۳ کو زور سے پڑھ کر لوگوں سے سوچنے کا موقعہ چھین لیا تھا لیکن ہم نے سنا پڑھا اور سمجھا کہ مذہب شیعہ میں خمس کے نام سے ایک بجٹ ہے جو تمام عوام کے ذمے واجب الاداء ہے، جو اس مذہب کی ترویج میں صرف ہوتا ہے مرحوم مطہری اور بعض دیگر تحلیل گراں نے لکھا ہے اس وجہ سے شیعہ علما محترم ہیں جبکہ علماء اہل سنت کے ہاں یہ بجٹ نہ ہونے کی وجہ سے وہ حکومت سے وابستہ ہوتے ہیں چنانچہ یہاں سے وہ حقائق و معارف اسلام بیان کرنے میں آزاد نہیں ہیں۔

یہاں آپ کی روح اطہر سے سوال ہے کہ آیا شیعہ علماء سے آپ کی مراد مطہری، مشکینی ،منتظری اور رفسنجانی ہیں؟ یہ ذوات محترم و با عزت زندگی گزارتے ہیں؟ کراچی میں آغائے بہاؤالدینی ،علی مدبری، یوسف نفسی، محسن نجفی اور آغائے جعفری ہیں؟ یا ان ذوات سے مراد پاکستانی افغانی طلاب مراد ہیں۔باہر والوں کی صف الگ ہے۔انہیں خارجی کہا جاتا ہے خارجی کے دو تصور بنتے ہیں۔خارجی لغوی یعنی ہم سے نہیں باہر کے لوگ ہیں ہم میں سے نہیں ہیں یہاں والے نہیں ہیں دوسرا اصطلاحی معنی یعنی مرکز اسلام پر حملہ کرکے بم سے اڑانے والے ہیں۔

شرف الدین بزرگ:۔

جناب نقاد نطاس نے میرے عقائد ونظریات کی رد میں پایان نامہ تصنیف کرنے کی توجیہ میں لکھا ہے کہ فلاں پاکستان کے بزرگ علماء میں سے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں آپ نے یہ بات اپنے پایان نویسی کی حکمت عملی کی خاطر لکھی ہے یا یہ آپ کی اپنی سوچ ہے اگر اس فقرہ پر یہاں کے بزرگان، علماء وعمائدین اور افاضل قم کی نظریں پڑیں تو وہ آپ کو نہیں چھوڑیں گے۔ سندھ و پنجاب کے افاضل علماء خاص کر امثال اجہدی، سکندر، سجاد موسوی، یوسف عابدی، آغا مجلسی، آغا کفایت اور آغا رئیسی آپ سے پوچھیں گے بتاؤ قوم کے مردود کو کس منطق کے تحت بزرگ کہا ہے آغا سلمان نقوی یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو پتہ نہیں کہ کسی کو لقب دینے کے لئے رہبر معظم سے اجازت لینا پڑتی ہے کیا آپ نے ان سے اجازت لی تھی ورنہ ہم قم کو اطلاعات سے آگاہ کر سکتے ہیں۔

جناب ناقد نطاس یہ حقیقت اور واقعیت کے بھی برعکس ہے ہم اس وقت کیڑے مکوڑوں کی طرح تحتِ اقدام علماء، انتہائی حقارت وقساوت وشقاوت میں پس رہے ہیں' ان کی یہ خواہش رہتی ہے کہ میں ایک دفعہ قم، مشہد، نجف یا بلتستان پہنچوں تو دل کی بھڑاس نکالیں لہٰذا بار بار پوچھتے ہیں ایران نہیں جاتے بلتستان نہیں جاتے۔ وہ میری موت کے موقع پر مٹھائی تقسیم کرنے کیلئے بیکری بُک کریں گے جس طرح جناب نقن کی وفات پر کیا تھا۔ یہاں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے ان کا سلسلۂ نسب وحسب ان بوڑھی عورتوں سے ملتا ہے جو اپنے مخالفین کے مرنے پر خوشیاں مناتی ہیں اگر نہیں تو گالیاں دیتی ہیں۔ اپنے مذہب کے مخالفین کو گالی دینا آپ کے مذہب میں عبادت ہے۔ آپ کے مذہب کی جڑ ہے چنانچہ آپ لوگ

خلیفۂ دوم کی وفات کے نام سے ۹ ربیع الاوّل کو جشن مناتے ہیں گویا بڑے شجاع امام کے شیعہ ہیں جوان کے دشمن کی موت پر جشن مناتے ہیں۔مسجد ضرار چھورکاہ کے دونوں امام آپ سے باز پرس کریں گے، آئندہ اس قسم کی تعبیر وتکرار نہ کریں کیونکہ یہ پاکستان کے علماء کے لئے غیظ وغضب کا سبب بن سکتا ہے۔

میرے ساتھ جوسلوک ہوا وہ یہاں کے کسی بھی عالم دین کے ساتھ نہیں ہوا، اس لئے نہیں ہوا کہ میں نے لوگوں سے زیادہ طمع لالچ کی تھی، اس لئے بھی نہیں ہوا کہ میں نے جھوٹ بولا تھا یا نامناسب ونازیبا اعمال انجام دیئے تھے بلکہ اس لئے ہوا کہ یہاں فرقہ باطنیہ کا راج ہے یہاں اہل بیت کے نام سے سربرآوردہ شخصیات صدراسلام کو سب وشتم کا نشانہ بنایا جاتا تھا یہاں قرآن اور محمدؐ کی اہانت و جسارت ہوتی تھی یہاں دین کو اہل بیت اور اہل بیت کو سب وشتم خلفاء کے لئے استعمال کرتے تھے ہمیں کسی نے بتایا نہیں کہ اندر سے کچھ اور باہر کچھ اور دکھانا ہے یہاں مذہب اسماعیلی چلتا تھا یہاں کچھ چیزیں لکھنا بولنا جرم تھا وہ ان کے اسرار تھے لیکن ہمیں یہ کسی نے بتایا نہ کسی کتاب میں دیکھا، ہم نے دین کو قرآن اور اسوۂ و سیرت محمدؐ سے لینے پر اصرار کیا تو اس روزگار کا سامنا ہوا ہے۔میرے ساتھ وہ سلوک کیا ہے جو ستر ہویں صدی میں کلیسا نے اس وقت کے اہل فکرو دانش کے ساتھ کیا تھا۔

شرف الدین کیوں مطعون قرار پائے:۔

اگر اس کا سبب علم دین میں فیل اور رمایۂ علمی سے محروم ہونا ہے تو ہم سے بھی کم علم رکھنے والے کیوں محترم ہیں توضیح المسائل نہ پڑھ سکنے والے کیوں صاحب مدرسہ بنے ہیں۔

ا۔اگر کوئی کہے کہ لوگوں سے حیلہ بہانے سے مال لیکر خورد برد کی ہے خیانت کاری

کی ہے اس لئے بدنام ہوا ہوں تو یہ بھی سراسر جھوٹ ہے کیونکہ میں نے تو کبھی چندہ بھی نہیں لیا ہے، چندے کی رسید بک بھی نہیں بنوائی ہے، کمیشن پر خمس جمع نہیں کیا ہے، کوئی اجتماع مرحوم کے ایصال ثواب کے نام سے نہیں کیا اور اس مقصد کیلئے کوئی کتاب نہیں چھاپی ہے۔

۲۔اگر سیاستدانوں سے گٹھ جوڑ کرکے ان کے لئے ووٹ بنائے ہیں اس پر بدنام ہوا ہوں تو یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ میں نے کبھی ووٹ سازی کا کام نہیں کیا ہے کبھی پی پی کو ووٹ دینا واجب نہیں کہا ہے سیاستدان ہم سے نالاں ہیں اس لئے کہ ہم نے ان کا ساتھ نہیں دیا ہے اس آیت کریمہ سے اقتباس کرتا ہوں کہ وہ لوگ میرے کونسے جرم و جنایت پر انگلی اٹھاتے۔

﴿وَ ما تَنْقِمُ مِنَّا إِلاَّ أَنْ آمَنَّا بِآياتِ رَبِّنا لَمَّا جاءَتْنا رَبَّنا أَفْرِغْ عَلَيْنا صَبْراً وَ تَوَفَّنا مُسْلِمينَ﴾(اعراف:۱۲۶)

ا۔اہل البیت واصحاب کے نام سے خانۂ اسلام میں پھینکے گئے خرافات کی نشاندہی کرنے کی وجہ سے ان کے نزدیک مجرم قرار پایا ہوں، جس کی میں نے شدت سے مزاحمت کی ہے مجھے مجرم قرار دینے والوں کا کہنا ہے کہ احادیث مزورہ و جعلی کو چھوڑ کر اللہ کی کتاب قرآن حکیم کو کیوں اٹھایا اور اس کو نصاب میں شامل کرنے کی تحریک کیوں چلائی، ہم نے اصل حدیث کو بنایا تھا تم نے کیوں قرآن کو اصل قرار دیا، ہم نے قرآن کو تحریف شدہ قرار دیا تھا تم نے قرآن کو تحریف سے پاک کیوں قرار دیا، ہم قرآن کی جگہ شعوبیوں کی لکھی ہوئی نحو میں عمر ضائع کرر ہے تھے تم نے اس کی جگہ قرآن رکھنے کی تحریک چلائی۔اے اللہ یہاں ان میں سے کوئی نہیں جس کو میں گواہ رکھوں کیونکہ یہ لوگ تقیہ کے نام سے کتمان شہادت کرتے

ہیں تو ہی شاہد و گواہ ہے میرے سر و اخفاء سے واقف و آگاہ ہے میں نے جس دن سے قرآن کو اٹھایا اسی دن سے اب بھی قرآن کو اٹھا رہا ہوں، اور ان شاء اللہ آئندہ بھی مرتے دم تک قرآن ہی کو اٹھاتا رہوں گا، میرے مرنے کے بعد قرآن کو پس پشت کرنے والوں کی تلاوت سے مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ یہ لوگ مطعون قرآن قرار پاتے ہیں کہ مجھے قرآن کو اٹھانے پر طعن کرتے تھے۔

۲۔ ہم اصحاب پرست و خلفاء پرست بھی نہیں، ہم سنیوں کی طرح خلفاء کو نبی کے برابر بھی نہیں سمجھتے ہیں لیکن میری یہ تحدی ہے کہ رسول کریمؐ پر ایمان لانے والے، رسولؐ کے کہنے پر ہجرت کرنے والے، رسول اکرمؐ کے کہنے پر اپنے مال کو صرف کرنے والے اور رسولؐ اللہ کی معیت میں مسلسل جہاد میں جانے والوں پر سوائے علی کے کسی اور کو فضیلت ہے تو بتائیں ورنہ ان پر سب و شتم اسلام پر کھلا حملہ ہوگا، انہوں نے صرف اسلام دشمنی اور اسلام پر حملے کو اہل البیت سے حمایت کا نام دیا ہے جس طرح شرک کو اہل بیت کی تعظیم بنایا ہے ان کا مذہب توحید کو توڑنے کے لئے توسل سے شروع ہوتا ہے، انہوں نے مشرکین و ملحدین و یہود و نصاریٰ کی جگہ نفرت و برأت کا محور اسلام کے شیداؤں کو بنایا ہے اسی سب و شتم نے اسلام کو تتر بتر کیا ہے۔ اسی سب و شتم نے دنیائے کفر کو مسلمانوں پر مسلط کیا، اسی سب و شتم نے مسلمانوں کو سعادتوں سے شقاوتوں کے گرداب میں گرایا ہے۔ حب اصحاب نہیں ہم تو دفاع از خلفاء کرتے ہیں ہم دفاع از مظلومین کرتے ہیں۔

درسگاہوں میں نصاب اخوان صفا:۔

مدارس و حوزات میں اسلام نہیں سکھاتے لہٰذا انہیں اسلام سے متعلق کچھ بھی نہیں آتا

ہے عقائد اسلام کا آغاز پتہ ہے نہ اختتام جو کتاب وہابیوں کے خلاف ہو وہی پڑھاتے ہیں۔ اصول بنانے کا حق صرف اللہ کو ہے نبی کو بھی نہیں لہٰذا علماء، عقائد خود اپنی مرضی سے جعل کرتے ہیں کوئی متعہ کو شامل کرتے ہیں، کوئی عزاداری کو، کوئی تبراء کو شامل کرتے ہیں عقائد کے بارے میں آخری احصاء آغائے سبحانی کی عقائد کے بارے میں کتاب ہے، جس میں سو کے قریب عقائد پہنچے ہیں۔ جو علوم یہاں پڑھاتے ہیں وہ اخوان صفاء کا نصاب ہے ان کا نصاب دین کے آثار کو مٹانے اور شستشو کے لئے ہوتا ہے۔

درسگاہائے اخوان صفا کی بنیاد تیسری یا چوتھی صدی ہجری کے آغاز میں باطنیہ کی ایک جماعت نے ڈالی علوم دین کو علوم جدید کے بغیر ناکام غیر مفید قرار دیتے ہوئے اپنی درسگاہوں میں اولیت علم جدید کو دی ہے دینی مدارس کو برائے نام رکھا ہے تاکہ زکوۃ فطرہ اور کھالیں جمع کرنے کا جواز بنے چنانچہ درسگاہ نصیر الدین طوسی میں اولیت علوم دنیوی کو حاصل تھی۔

علم دین و دنیا:۔

ہم پہلے اس عنوان میں تدلیس ڈاکہ اور دھوکہ دہی کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں پھر اس کے بارے میں قائم دلائل کو دیکھیں گے علم ''اصابۃ لواقع'' کو کہتے ہیں اگر واقع دین ہے تو اس سے متعلق علم دینی ہوگا جیسے عقائد احکام وغیرہ اگر علم ترقی و تمدن اور کسب و کاج سے متعلق ہے تو دنیوی ہوگا۔ اللہ نے انبیاء کے ذریعے دین بھیجا ہے علم دنیا نہیں۔ دنیا انسانوں کے پاس پہلے سے موجود تھی، دین کا معنی اللہ کی عبودیت اور بندگی ہے۔ اللہ کی عبودیت و بندگی کے اعتراف کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کے تعلقات، روابط،

سرگرمیوں اور اوامر و نواہی 'افعل ولا تفعل' کی حدود میں انجام دیں۔ دین کی ابتداء اپنے خالق سے وصل ہے اپنی سرگرمیوں کو دین کی حدود میں انجام دیں، دین کا آغاز اپنے خالق کے اعتراف سے شروع ہوتا ہے اس کی ذات وصفات واحکام تک پہنچنے کے ذرائع کو سمجھنے کا نام علم دین ہے جو قرآن نے لایا ہے وہ دین ہے علم نہیں۔

دین کا ہر حصہ علم پر قائم ہے اسی لئے اللہ نے تحدی کیا ہے کہ بتاؤ اس میں کہاں غلطی ہے دونوں میں فرق ہے علم کو دین کے مقابلے میں اٹھانا، دین پر ترجیح دینا خیانت کاری کی دلیل ہے دین کا کوئی حصہ علم سے متصادم نہیں ہے، جبکہ بہت سے علوم، دین کے خلاف و متصادم ہیں۔ انسانوں کا ایجاد کردہ علم علم دین نہیں ہے اس کو دین کے کھاتے میں ڈالنا خیانت پر مبنی ہے اور یہ ایک قسم کا نورانیوں کا دین پر قبضہ ہے۔

علم دین اور علم دنیا دو علم ہیں انسانوں کو اچھی زندگی گزارنے کے لئے اور حیات ما بابعد الموت سعادت مند بنانے کے لئے علم دین سکھایا جاتا ہے۔ جب مغرب نے مسلمانوں پر اپنا تیار کردہ نصاب ٹھونسا تو اس وقت مغرب کے عزائم سوء سے آگاہ مسلمانوں نے علم دنیا سازی کو علم دنیا کہا، اپنی درسگاہوں میں پڑھائے جانے والے نصاب کو علم دین کہا، جبکہ دونوں علم انسانوں کے ایجاد کردہ علم ہیں لیکن روشن خیال تجدد پسندوں اور اعتدال پسندوں نے دونوں میں فرق کو نفی کرکے آیات متشابہات اور روایات مرسلات سے استناد کرکے کہا علم ایک ہی ہے یہاں سے حافظان دین نے علم دو ہونے کا کہا، حق وانصاف یہ تھا جو مغرب نے نصاب پیش کیا تھا وہ علم دنیا ہی تھا اس کا دین و آخرت سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا لیکن یہ حافظان دین، دین کے نصاب میں فارسی، عربی، صرف ونحو اور منطق وفلسفہ کو علم دین کہتے

رہے یہاں سے وہ نہ دین کے رہے نہ دنیا کے رہے۔

ہر مسئلے کا حل اس علم کے علماء نکالتے ہیں۔اگر دین کا مسئلہ ہے علماء دین حل کرتے ہیں اجتماعی مسئلہ ہے تو علماء اجتماع حل نکالتے ہیں، اقتصادی مسئلہ ہے تو علماء اقتصاد حل کرتے ہیں۔اگر ان سے مسئلہ حل نہیں ہوا جیسا کہ مسئلہ خلافت و امامت، سنی و شیعہ تو اس کا مطلب ہے یہاں علم کا مسئلہ نہیں ہے یہاں مادے کا مسئلہ ہے۔خود علم کا مسئلہ علم سے حل نہ ہو تو یہ لمحۂ فکریہ ہے، دھوکہ ڈاکہ و اغفال ہے۔علم کو ایک وسیلہ و ذریعہ و آلہ بنا کر استعمال کریں تو ہر مسئلہ حل ہوتا ہے۔اگر علم کے نام سے ڈاکہ ڈالیں طاقت استعمال کریں قدرت استعمال کریں تو علم ایک کیفیت ذہنی ہے، وہ طاقت مادی کے ساتھ مقابلہ نہیں کرسکتا ہے وہ جلدی ہار جاتا ہے۔دنیا مادہ ہے جیت مادہ ہی کی ہے مادے کے راج میں کسی اور کی بات بنتی ہی نہیں، علم کو دین سے جدا یا دین کے مساوی میں جو درجہ دیا ہے، مقام و منزلت دی ہے، اس کا آغاز فرقہ باطنیہ نے شروع کیا ہے۔اس کے بعد مغرب میں انقلاب صنعت کے بعد دین سے رہائی کے بعد علم ہی معبود بن گیا، دین سے استقلالی و آزادی بلکہ دین کے خلاف بغاوت شروع کی اور کہا کہ دین اس وقت تھا جب بشر جاہل تھا تو گویا دین جاہلوں کا مفروضہ ہے جب علم آیا تو دین کی رخصت ہوئی ہے۔

جب علم کا بول بالا ہوا، دین دب گیا تو علم والوں نے مطلق علم کے بارے میں آیات متشابہات سے استناد کرنا شروع کیا۔پھر دینی مدارس میں دنیا بھر کی درسگاہوں سے ہٹ کر عقل و منطق سے ہٹ کر یہ کہتے ہیں علم دین تنہا کسی کام کا نہیں ہے، علم دنیا کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔بلکہ ترجیح علم دنیا ہی کو حاصل ہے، جس کی دنیا بنے گی اس کی آخرت ضرور بنے

گی ۔چنانچہ اس نظریے پر ہمارے ملک کے جید و ممتاز، مایہ افتخار علماء آغا مظہر کاظمی، جوادنقوی اورمحسن نجفی نے کر کے دکھایا ہے، یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ شرف الدین نے جو کہا کہ دینی مدارس کا نصاب کسی کام کا نہیں وہ سچ ثابت ہوا ہے کیونکہ یہاں کا نصاب نہ دین کے کام آتا ہے اور نہ دنیا کے ۔رائج نصاب کو لغو اور بے فائدہ قرار دے کر مدارس سے فارغ علماء دنیا سازی کی طرف دعوت دیتے ہیں ۔

یہ جو بات کہتے ہیں اسلام دعوت علم دیتا ہے یہ ایک غلط بیانی ہے ۔علم دنیوی، دنیاوی زندگی سدھارنے اور اسے بہتر بنانے کیلئے وضع ہوا ہے، جس طرح اس سے حاصل چیزوں سے استفادہ کرنے کی کوئی فضیلت نہیں ،یہ منطقہ مباح میں آتا ہے، جس طرح پانی پینا ،سونا، کھانا کھانا، چہل قدمی کرنا ،مریض ہوجانے پر علاج معالجہ کرانا یہ دائرہ دین سے باہر ہے ۔اسلام ہر علم کی طرف دعوت نہیں دیتا ہے یہ علم انسانی زندگی کی ضروریات میں سے ہے اگر زندگی کی ضروریات میں سے ہے تو ضروریات زندگی کا انسان خود احساس کرتا ہے، اگر اس کو روکا جائے تب بھی کرتا ہے، اس کے لئے کوئی اجر ثواب نہیں ہوتا ہے ۔کھانا کھانا پانی پینا ازدواج کرنا دنیا میں جینے کے لئے ہوتا ہے ۔

علوم کے انکشاف کرنے والوں نے دین کے کہنے پر اکتشاف نہیں کیا ہے، اس کو اسلام کے کھاتے میں نہیں ڈالا جا سکتا نیز وہ دین دار نہیں تھے جب یہ لوگ دین دار نہیں تھے تو اہل اسلام کے لئے ان کے اکتشافات اور مغربی اکتشافات میں کوئی فرق نہیں ہے ۔آیئے دیکھتے ہیں علم کے بارے میں جو فضائل احادیث و آیات سے پیش کئے ہیں ان کا متن و سند کیا ہے ۔

انہوں نے اس درسگاہ کے لئے دین و ایمان سے عاری نصاب بنایا جس کا نام رسائل اخوان صفا رکھا جس میں انہوں نے دعویٰ کیا دین خرافات سے آلودہ ہو گیا ہے اس کو علم و فلسفہ سے دھونے کی ضرورت ہے حوزہ و مدارس کے نصاب میں اخوان صفاء کا نصاب ہے انہوں نے اس کی اہمیت بڑھانے کی خاطر اسے امام صادق سے منسوب کیا، امام جعفر صادق اپنے خاندان اور اپنی سیرت کی وجہ سے ایک مقام رکھتے تھے یہ ان پر چسپاں نہیں ہو سکا یہاں سے ہر سازشی و خیانتی منصوبے کو امام صادق سے نسبت دیتے آئے ہیں دین سے عاری کو دین نمائی کرنے کیلئے امام صادق سے نسبت دیتے آئے ہیں۔

جناب نقاد کلامی آپ اپنی درسگاہوں کو امام جعفر صادق سے انتساب کرتے ہیں کتب فرق پڑھنے پر پابندی کی وجہ سے آپ کو پتہ نہیں کہ جعفری کے نام سے کتب فرق میں پانچ فرقوں کا نام آیا ہے جب کوئی اسم مکرر ہوتا ہے تو نحو والے اس کو نکرہ کہتے ہیں ان میں سے بعض ملحدین مبدعین تھے یہاں سے اشتباہ ہوتا ہے کہ آپ کون سے جعفری سے منسوب ہیں آپ کو چاہیے اس کو معرفہ بنا کر پیش کریں ۔

آپ کے اصول و فروع و اخلاق سب امام جعفر صادق کے فرمودات و ارشادات اور سیرت سے متعارض و متصادم ہیں، آپ سباب و شتام خلفاء ہیں جبکہ امام جعفر صادق نے فرمایا ''ولدنی ابوبکر مرتین'' آپکی والدہ ماجدہ قاسم بن محمد بن ابی بکر کی بیٹی تھی ان کی والدہ عبد الرحمٰن بن ابی بکر کی بیٹی تھی آپ کی لڑکی کا نام عائشہ تھا جبکہ آپ کے اعمال و عبادات و سب و شتم ابوبکر و عمر کے بغیر مکمل ہی نہیں ہوتے ہیں جو کہ امام جعفر صادق کی سنت و سیرت سے متعارض و متصادم ہے۔

لیکن ان کے نام سے مدرسہ بنا کر تمام کھیل کود اور فلم بینی کو نصاب میں شامل کرنا نیز معتزلہ کے منشور کو فروغ دینا ایک بہت بڑی خیانت ہے۔

انقلاب اسلامی قائم ہوئے ۳۹ سال گزر چکے ہیں لیکن اس ملک کے نظام سیاسی و اقتصادی و اجتماعی اور حوزات کے نظام کو سانچۂ قرآن و سنت میں ڈھا لنے اور قرآن بلند کرتے ہوئے نظر آنے کی بجائے قرآن سے دور ہوتے نظر آ رہے ہیں انھوں نے قرآن کو دور رکھنے کے لئے کئی فنون گھڑے ہیں۔ اگر کسی کا بھائی مرحوم ہو جائے تو اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اعلیٰ اور اچھی تعلیم سے روکنے کے لئے بہت سے طریقے اپنائے جاتے ہیں انہیں بہت پیار کرتے ہیں لیکن کسی صورت میں تعلیم حاصل کرنے نہیں دیتے حوزات و مدارس بھی ایسا کرتے آئے ہیں وہاں کی حکومت خود کو قرآن کا حامی و مدافع پیش کرنے کے لئے ریش تراشوں کو آیات قرآن حفظ کرانے کے طریقے سکھا کر موسیقاروں کے ساتھ ممالک اسلامی میں مقابلۂ حسن قرأت کیلئے بھیجتے ہیں لیکن انہوں نے قرآن کو دانشگاہ اور حوزہ کے نصاب میں شامل نہیں کیا۔ اگر کہیں کیا، تو قرآن کو حجت سے گرانے والے مضامین پڑھاتے ہیں۔

لہٰذا ان درسگاہوں کو کسی بھی حوالے سے آل محمدؐ یا امام صادق سے منسوب کرنا خیانت ہوگی اہل تجزیہ و تحلیل والوں نے ان درسگاہوں کو کالج اور یونیورسٹیوں کی خوابگاہ کہا ہے یا گھروں میں فاتحہ پڑھنے کیلئے جانے والوں کی رہائش گاہ کہا ہے جبکہ بعض نے باپ سے باغی عزت و شرف سے باغی استقلال و خود مختاری و خودداری کے باغی اور مفت خوروں کی استراحت گاہ قرار دیا ہے۔

یہاں سے فارغ ہونیوالا خود کو معاشرے میں چھٹی انگلی محسوس کرتا ہے۔اس کے ذمہ دار کون ہیں یہاں تین مفروضات ہیں۔

جناب نقاد باسل اگر آپ میں اعتراف حقیقت وواقعیت کی جرأت وشہامت ہے تو اس حقیقت کا اعتراف کریں کہ یہاں پڑھنے والے معاشرہ میں چھٹی انگلی ہیں یا نہیں اگر ہیں تو کیوں؟ اگر اس کا اعتراف کریں تو اگلے سوال کا بھی جواب تیار کریں آپ کے حوزہ کی اگر تحلیل کریں تو یہاں یہ عناصر پائے جاتے ہیں۔

۱۔مراجع عظام ہیں۔

۲۔طلاب واساتید حوزہ ہیں۔

۳۔یہاں پڑھائے جانے والا نصاب ہے۔

دنیا بھر میں دینی اور دنیوی دونوں حوالوں سے مرجع وطلاب نالائق ترین افراد ہیں اور حوزات کا نصاب بے ثمر وغیر منفعت بخش نصاب ہے، ہر ایک کی تحلیل کرتے ہیں۔

۱۔نظام مرجعیت ہزار سال سے زائد عرصہ گزر گیا، دنیا بھر کی ملت تشیع کی قیادت یہاں سے ہوتی ہے عزل ونصب وکلاء ومبلغین کی ہدایت ورہنمائی یہاں سے ہوتی ہے۔

۲۔جو شخص مرجعیت عالم تشیع کا دعویٰ کرتا ہے انہی کو ان مسائل کو حل کرنا تھا لیکن انہوں نے کبھی اس بارے میں سوچا نہیں نہ آئندہ سوچنے کے آثار نظر آتے ہیں۔

آپ ملت تشیع کو مرجع واحد پر متفق نہیں کر سکے، اس کا مطلب یہ ہے اس نظام میں خلل ومعائب پائے جاتے ہیں جن کی اصلاح کرنا ضروری وناگزیر ہے۔اس کے یہ جراثیم کس نوعیت کے ہیں یہ نہیں کہہ سکتے ہیں، یہاں کوئی نظام ہے یا بدانتظامی ہے اندر کے کوئی

مہلک جراثیم ہیں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ ہمارے ہاں بے نظامی ہوگی یہ جملہ بہت تالی فاسد کا حامل ہے۔

۲۔طلاب حوزہ کا بیرون حوزہ استقبال نہیں لہٰذا کتنا افاضل ہی کیوں نہ ہو حوزہ چھوڑنے کیلئے آمادہ نہیں، اپنے مستقبل کیلئے خائف رہتے ہیں، باہر نکلنے سے خائف ہیں جو زیادہ پڑھا ہو زیادہ خائف ہے لہٰذا حوزہ نہ چھوڑنے کا ارادہ کیا ہے، قصداً اقامت دائمی کر چکے ہیں۔ بیرون حوزہ تبلیغات کرنا چھوڑیں خود ایران عراق کو نہیں سنبھال سکے ہیں اور وہاں تبلیغات واصلاحات نہیں کر سکے، انقلاب آنے کے بعد جلد ہی سیکولرازم اور لبرل ازم دوبارہ شروع ہوا ہے۔ الحادو بے دینی کو قرب و جوار میں نہیں روک سکے اس کی واضح مثال شام کے حوزات وضریحوں کے باہر دکانوں میں مشاہدہ کر سکتے ہیں، عراق میں بھی دیکھ سکتے ہیں کہ الحادیوں کا نرغہ رہا ہے۔

حوزہ کی انتظامیہ اس ہزار سال میں ایک ایسی سہل وسریع الافہام نصاب نہیں بنا سکی، مخدوش وکہنہ نصاب معاشرے کے لئے بے فائدہ ثابت ہوا ہے، حوزہ سے خاص نا قابل ابلاغ عوام کیلئے، کلام جنی جیسا ہے لہٰذا اگر دنیا میں ناکام ترین درسگاہ کی مثال دینی ہو تو حوزہ قم ونجف کی مثال دے سکتے ہیں۔ اگر مرد ہیں جرأت وشجاعت رکھتا ہیں دعویٰ علم رکھتے ہیں تو جواب عملی وریاضی دیں ورنہ جنجالوں جیسے جلوس ودھرنا نہ دیں یا فتاویٰ کلیسا جاری نہ کریں۔ تختہ دار پر چڑھنے کے لئے آمادہ ہوں بقول آغائے محسن نجفی بڑھاپے میں شہادت مزے دار ہوتی ہے۔

۲۔درسگاہائے اخوان صفاء میں جو علوم سکھائے جاتے ہیں وہ دین اور دنیا دونوں

کے لیے بے ثمر و ناکارہ، چینی اور حبشی زبان جیسے اجنبی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں یہاں سے فارغ علماء دین سے باغی، مردوں اور زندوں کے درمیان روابط و تعلقات قائم کرنے میں مہارت حاصل کرتے ہیں۔ یہ حضرات دین سے بغاوت کر کے زندگی گزار کر مرنے والوں کے لیے سوچتے رہتے ہیں، ان کے متروک صوم و صلاۃ و دیگر خیرات بھیجنے کیلئے ہنڈی کا کردار ادا کرتے ہیں۔

ا۔ مولویوں کی ایک درآمد مرُدوں کے نام سے ہوتی ہے وہ ان کے متروک نماز و روزہ و حج کی قضاء کے نام سے حاصل کردہ رقوم سے گزارہ کرتے ہیں، یہ عمل ازروئے شریعت جائز نہیں کیونکہ عبادت میں تقرب الی اللہ ضروری ہے، عبادت خالص رضائے الٰہی کیلئے انجام دینی چاہیئے، لیکن جو شخص نیابت میں پڑھتا وہ تو پیسے کی خاطر پڑھتا ہے لہٰذا جتنے بھی اس قسم کے اجارے ہیں باطل ہیں اس میں دو معذوریت پائی جاتی ہیں۔

ا۔ قرآن میں چھوڑے ہوئی عبادات کی قضاء کا حکم نہیں آیا ہے۔

ب۔ عبادت میں قصد قربت پہلی شرط ہے، اجارے میں قصد قربت ناممکن ہے لہٰذا مردے سے تنکہ گھاس برابر گناہ نہیں اٹھاتے ہیں، اس پر لگایا گیا پیسہ ضائع ہے، ساتھ ہی یہ عمل صاحبان مال و دولت کو ترک واجبات کی دعوت و ترغیب دیتا ہے، جبکہ ترک واجبات پر اس کو عذاب بھگتنا ہوگا۔ یہاں سے صادر ہدایات میں ایک مردوں کی برسی کا دن ہے بعض مردوں کے برسی ملک کے خزانے پر بوجھ ہے محمد علی جناح، علامہ اقبال، بھٹو اور بے نظیر وغیرہ کی برسی پر چھٹیاں روشن خیالوں کی خیانت ہے یہ دین اللہ کا ہے وہ کسی کی سفارش، دھرنا اور احتجاج کی تحریک کے خوف میں نہیں آتا ہے۔

۲۔میلادنبی کریمؐ کی جعلی سنت قائم کرکے ملک کے سربراہان گذشتہ کی میلادوبرسی منانے کی قرآن اور سنت محمدؐ میں کوئی سندنہیں ملتی ہے یہ بھی فاطمین کی اختراع ہے اس سے مرنے والوں کو کچھ نہیں ملے گا،ملکی خزانے میں خیانت اور عوام پر بوجھ جبکہ وزراء کیلئے کمیشن ہے۔نبی کریمؐ کو الوہیت پر چڑھا کراللہ کو نیچےگراتے ہیں اس میں حصہ لینے کیلئے جھوٹے قصہ کہانیاں بنائی ہیں،اس سے یہ اسلام وکفر کے امتیاز کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں تو ہین رسالت کوآسان بناتے ہیں،میلاد کی بریانی دیتے ہیں۔

یہاں آنے والے دین ودیانت میں علاقے کے کھڑپنچوں کے مقلد ہیں۔چنانچہ آغاجعفر،آغاعلی اورسعید کانظریہ بھی یہی تھا کہ یہاں رائج فاسدرسومات کھڑپنچوں کے پاس ہونی چاہئیں اوران میں کسی قسم کی مداخلت درست نہیں ہے۔

ہم آپ حضرات سے کسی قسم کارشک نہیں کریں گے،کسی قسم کی امیدیں وابستہ نہیں کریں گے کیونکہ آپ حضرات تو اس وقت ان پڑھوں کی انگلی جیسے ہیں۔اگرکوئی یہ سمجھتا ہے کہ آپ لوگ ملک کو فاسدعقائدونظریات سے پاک کریں گےتو اس کی یہ خام خیالی کبھی ثمر آورنہیں ہوگی کیونکہ آپ حضرات پاسبان وثناءخوان عقائد فاسدہ ونظریات باطلہ طاہر القادری کے شیداوگرویدوں میں سے ہیں۔آپ نے جس طرح میرے نظریات کے خلاف لکھ کرعلم وتحقیق کاحق اداکیا ہےاسی طرح طاہرالقادری کےنظریہ حلولیت اورنظریہ مارکسزم کے خلاف بھی پایان نامہ لکھنا چاہیے۔تبلیغ وارشاد،درس قرآن اورسنت رسولؐ کےمقررہ حدود میں رہ کرخط انبیاءکونمونہ بنانے کاتصوراذہان سےمحو ہو چکا ہے،ہرایک کا پاکستان میں عیاشی،پروٹوکول والے علماءکونمونہ بناتے سنا ہے،کوئی کہتا ہے جان علی شاہ کی سیرت پر چلنا

چاہیئے تو کوئی جعفری کوئی محسن نقوی اور کوئی ساجد نقوی کے مقام پر رشک کرتا ہے۔

آپ حضرات اب وہی بات کرتے ہیں جو مغرب سے آنے والے کرتے ہیں وہ زمانہ گزر گیا ہے۔ اگر اسراف وتبذیر قرآن میں منع شدہ ہے تو مجتہدین کا کام ہی یہی ہے کہ وقت وحالات کے مطابق فتاویٰ صادر کریں، کہتے ہیں علماء کی زندگی ان کی شان کے مطابق ہونی چاہیے، ان کی عزت ملت کے لئے باعث افتخار اور باعث ترقی وتمدن ہے تو جناب وزیر اعظم گیلانی اور شریف خاندان وغیرہ کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی اور مسرف کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ لوگ خود کفاف حد سے باہر نکل کر عیاش ہونے کی وجہ سے بغیر تو ریہ کہتے ہیں ہم رسولؐ اللہ کی پیروی نہیں کر سکتے ہیں چنانچہ بلتستان میں ایک عرصہ سے میدان سیاست میں سرگرم آغا رضوی نے منصورہ میں منعقدہ اجتماع میں فرمایا ہم سنت رسولؐ پر نہیں چل سکتے ہیں۔ آپ کے علماء فرماتے ہیں ہم قرآن اور سنت رسولؐ دونوں اہل بیت سے لیتے ہیں۔ باقی حاجیات، تزئینیات وتجلیات فتاویٰ فقہاء سے لیتے ہیں لہٰذا یہاں بھی کبھی کوئی مشکلہ پیش نہیں آیا ہے۔ آپ لوگوں کو وارثان رسولؐ اللہ نہیں کہہ سکتے ہیں کیونکہ آپ لوگ علم رسولؐ اللہ کے حامل نہیں بلکہ علوم معتزلہ ونحوی کے حامل ہیں، آپ لوگ قدیم دور کے اخوان صفا اور جدید دور کے قادیانیوں کے وارثین ہیں۔ آپ کے پاس جو علم، عبادت و بندگی ہے اللہ اور علمِ ایمانیات واحکام ہیں وہ قرآنی نہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے باوجود آپ لوگ صراحت سے کہتے آرہے ہیں کہ ہم سیرت رسول اللہ ﷺ پر نہیں چل سکتے ہیں، آپ لوگوں کی عیاشی بڑھ گئی ہے۔ بلتستان سے واردہ شکایات میں سے ایک یہ ہے کہ علماء کی

نظریں زمین پر نہیں پڑتی ہیں ان کا معیار زندگی عیاشوں کی زندگی کی مانند ہو گیا ہے۔ آپ حضرات کی عیاشی یہاں تک پہنچی ہے کہ اب آپ اسی کو ہی ترویج دین بلکہ کل دین اور کامیاب ترین سمجھتے ہیں۔اس خواب گاہ سے کب اٹھیں گے اور کب دیکھیں گے کہ صبح ہوئی ہے یا نہیں؟ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا ہے یہ گھوارہ کب چھوڑیں گے اور کب چمچہ چھوڑ کر ہاتھ سے کھائیں گے۔ پہلے اپنی تعلیم مکمل کرنے کی بات کرتے تھے،اب بچوں کی تعلیم کی بات کرنے لگے ہیں آج سے بیس سال پہلے کراچی میں ایک خوجہ تاجر نے ایک مدرسہ بنام دار الحکمہ کھولا تھا اس مدرسہ کے طالب علموں کے سر سے لیکر پاؤں کے جوتوں تک ایک ہی جنس و رنگ کا لباس ہوتا تھا ایک دن کراچی یونیورسٹی کے شعبہ اقتصادیات کے چیئرمین مرحوم ڈاکٹر سرور صاحب اس مدرسہ کو دیکھنے کے لئے آئے اور پھر ان سے سوال ہوا آپ اپنے تاثرات بیان کریں تو انہوں نے فرمایا یہ طلبہ کراچی سے باہر نہیں نکل سکتے ہیں کیونکہ انھیں جس نہج اور طریقہ بود و باش پر لگایا گیا ہے اس وجہ سے وہ کراچی سے باہر کی زندگی گوارا نہیں کرسکیں گے۔ان مدارس سے فارغ ہونے والے ملک میں الحادی یلغار،سیکولروں کے طنز و نخرے ان کیلئے گوارا ہے،اسلام اقبال و جناح کے مداح ہیں اور مل جل کے زندگی گزارنے کیلئے گاندھی کا منشور پسند ہے دین میں باطنیوں کے کچرے اٹھانا ان کیلئے ناگوار ہے۔کسی دن کسی بھی شخص سے اسلام و مسلمین کے مسائل پر تشویش کرتے ہوئے نہیں سنا،نظام مرجعیت شیعہ دنیا بھر کے مذاہب کے نظاموں کے مراجع کے مقابل میں بے حس و لاپرواہ نظر آتا ہے۔

اب تو انھوں نے آغا خانیوں کے لئے سکول بنا کر دینا شروع کئے ہیں اشاعہ فحشاء کے مدرسے کھولنا شروع کئے ہیں۔ان کے ہاں مہدی سے مراد آغا خان ہے،ان کے ساتھ

مل کران کے مخالفین کو ڈرایا جا تا ہے ۔قرآن میں اللہ نے حکم دیا ہے دین میں غلو نہ کرو، ہمارے بھیجے گئے انبیاء کے بارے میں غلو نہ کرو تو لوگوں نے انبیاء کو اللہ کا بیٹا یا خود اللہ بنایا ہے مدعی حلول خود اللہ بنے ہیں، اسی بنیا د پر اپنے پیرو کاروں سے تکالیف شرعیہ کو ساقط کیا ہے ۔اباحتہ عامہ کا اعلان کیا ہے ۔اس طرح دین میں بہت غلو ہوا ہے، دین میں غلو سے مراد دینی سرحد سے نکل جانا ہے جب مسلمان دینی سرحد سے نکلیں گے تو کفر کی سرحد میں داخل ہوں گے تو وہاں اللہ اور آخرت نا پید ہو جاتے ہیں ۔

عبدالرحیم:

یہ عبدالرحیم کون ہے؟ کس کا نام ہے؟ غیر مانوس غیر مالوف نام لگتا ہے؟ بطور قطعی کہہ سکتا ہوں کسی شیعہ یا بریلوی کا نہیں لگتا ہے، کیونکہ شیعوں اور بریلویوں میں زیادہ تر نام شرکی ہوتے ہیں ۔ جیسے غلام رسول، عبد الرسول، غلام علی، عبد علی، عبد الحسین، فدا علی، فدا حسین، غلام مہدی، غلام رضا، غلام عباس، غلام حسن، غلام حسین وغیرہ یہ سارے نام قرآن اور سنت رسول کی رو سے شرکی نام ہیں ۔پورے قرآن میں تکرار و اصرار سے آیا ہے اللہ کے علاوہ کسی اور کا بندہ نہ بنیں، بندہ اس کا بنیں جو تمہارے نفع ونقصان کا مالک ہو ۔انبیاء کرام حتیٰ حضرت محمدؐ اور ان کے اہل بیت اور یاران باوفا خود اپنے نفع ونقصان کے مالک نہیں تھے ۔اللہ نے ہر انسان کو آزاد خلق کیا ہے ۔ایک حدیث خلیفہ دوم حضرت عمر اور حضرت علی سے منسوب آج بھی علماء ودانشوران اصرار وتکرار سے سناتے ہیں کہ اللہ نے انسانوں کو آزاد خلق کیا ہے، خود کو کسی کا غلام نہ بنائیں، انسان صرف اللہ کا بندہ ہے، کسی اور کا نہیں ہے ۔اس کے باوجود یہ لوگ شعوری یا غیر شعوری یا جذبہ اعتقادی میں خود کو نبیؐ و آئمہ کا بندہ پیش کرتے ہیں ۔ بلکہ

کبھی بندے سے بھی گری ہوئی نجس مخلوقات سے منسوب کرنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔
نجف میں ایک واعظ خراسانی کے نام سے تھے، آپ خانہ مراجع میں وعظ کے لئے آتے تھے منبر پر جا کر مرجع و حاضرین سے خطاب کرکے کہتے تھے میں سگِ امام زمان ہوں۔مولا امیرالمومنین نے فرمایا ہے ''**لا تکن عبد غیرک و قد جعلک الله احرارا** ''خواہ کوئی کتنا ہی فقیر و حقیر و جاہل ہی کیوں نہ ہو اس کو کسی کا غلام بننے اور بنانے سے منع کیا گیا ہے ، نبی کریمؐ نے کسی آزاد انسان کو غلام نہیں بنایا تھا وہ تو غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے تھے۔کسی انسان کو کسی کی بندگی میں جانے اور غلام بننے کی اجازت نہیں کیونکہ وہ اللہ کا بندہ ہے وہ کسی اور کا بندہ بن ہی نہیں سکتا ہے۔

یہاں تک کہ انسان اپنا کوئی اعضاء کسی کو فروخت نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ کسی چیز کو فروخت کرکے قیمت حاصل کرنے کے لئے ملکیت شرط ہے انسان کے اعضاء انسان کی ملکیت میں نہیں ہیں۔لہٰذا کوئی انسان مسلمان سوائے اللہ کے کسی اور کا عبد نہیں بن سکتا ہے بندگی میں ذلت کی آخری ڈگری صرف اللہ کے لئے مخصوص ہے، اس میں کسی اور کو شریک نہیں کر سکتے ہیں۔مومن کو ہر قسم کی اجازت ہے ذلیل ہونے کی اجازت نہیں اللہ کے نزدیک مومن عزیز ہے (سورۃ منافقون ۸) جبکہ برصغیر کے مسلمانوں میں حد سے زیادہ انکساری تواضع و فروتنی کی ثقافت چلتی ہے شیعہ اور بریلویوں نے سب کو غلام و عبد حضرت محمدؐ و آئمہ بنا کے رکھا ہے جو کہ قرآن و محمدؐ دونوں کے نزدیک ناجائز ہے۔جب وہ غیر اللہ کے سامنے خاضع و انکساری و استحقارہ پیش کرتا ہے عبد غیر اللہ بننے کا اعلیٰ مظاہرہ کرتا ہے۔عام طور پر یا نظر سطحی میں لوگ خود کو رسولؐ کا عبد پیش کرتے ہیں اس سے نبی کریمؐ کی عظمت و بزرگی میں اضافہ

نہیں ہوتا ہے۔

وہ نبی کریمؐ اور آئمہ کی شان کو اٹھا کر اللہ کی الوہیت کو اڑانا چاہتے ہیں۔

برصغیر کے مسلمان اعتقاد اور عمل دونوں میں مشرکین سے ملتے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہاں کے لوگ فرقہ باطنیہ کے ہاتھوں مسلمان ہوئے ہیں چنانچہ آغا خان کے بارے میں آیا ہے وہ لوگوں کو اسماعیلیت کی طرف دعوت نہیں دے سکتے تھے کیونکہ فرقہ اسماعیلیہ کے بعض آئمہ مصر اور ایران میں دعوائی الوہیت اور ارتکاب محرمات کی وجہ سے اہل اسلام کے نزدیک منفور ہو چکے تھے ان کی دین و شریعت سے عداوت و دشمنی و خیانت کاری کی وجہ سے ان کے چہرے ممسوخ و مکروہ تھے لہٰذا وہ اپنی طرف دعوت دیتے ہوئے ڈرتے تھے کہ لوگ ان سے دور نہ ہو جائیں، وہ اندر سے کفر اور باہر سے اسلام کا دعویٰ کرتے تھے۔ چنانچہ یہاں کے شیعوں نے افضل اعمال میں سابقین اسلام، سابقین ہجرت و جہاد والوں کو سب وشتم کرنا آغا خانیوں سے لیا ہے ان کے مرکز علم لکھنؤ میں تبراء تحریک میں پورے برصغیر نے شرکت کی ہے۔عزاداری امام حسین میں پائی جانے والی تمام خرافات شاہان لکھنو کی اختراع ہیں، یہاں سے دیگر جگہوں کو صادر ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہ پورے برصغیر پاک و ہند کو جادۂ اسلام سے منحرف کرنے والے یہی اسماعیلی ہیں یہی وجہ ہے کہ یہاں ہند و پاکستان میں بڑے بڑے علماء کے نام عبد سے شروع ہوتے ہیں۔

اللہ نے ساری کائنات انسان کے لئے خلق کی ہے،حضرت محمدؐ ہادی و رہبر ہیں، حضرت محمدؐ اس لئے مبعوث نہیں ہوئے کہ وہ لوگوں کو اپنی ذات پر فدا کرائیں، جیسے براہمہ و اسماعیلی کہتے ہیں۔

عبد سے عبودیت ہے یہ ایک دفعہ خود کو اپنے جیسے کسی انسان کی ملکیت میں دیتے ہیں وہ اس بندے کو ذلیل وخوار کرتے ہیں اس کی تمام ملکیت پر وہ مالک قبضہ کرتے ہیں وہ مال و دولت سمیت اس کے مالک بن جاتے ہیں۔ دوسرا عبودیت اللہ ہے اللہ کی عبودیت میں جانے کے بعد انسان تمام خیرات دنیا وآخرت کا مستحق قرار پاتے ہیں عبودیت اوّل خسارے زیاں، ذلت وخواری اور عار وننگ کا موجب بنتی ہے، لیکن عبودیت اللہ میں جانے سے انسان حامل عزت وافتخار بنتا ہے ''سخر لکم مافی السموات '' اب تم کسی اور کا بندہ نہیں بن سکتے ہو۔ اللہ نے اس آیت کریمہ کے ذیل میں کہا ہے کوئی انسان خود جیسے کسی اور انسان کو غلام نہ بنائیں چاہے نبی ہی کیوں نہ ہوں، حتیٰ نبی کریمؐ اپنے غلام کو عبدی امتی کہنے سے منع فرماتے تھے، یہ نہ کہیں ''ھذا عبدی، ھذاامتی '' انسان آزاد کی کوئی قیمت نہیں ہوتی ہے تا کہ اس کو دی جائے۔ جب غیر اللہ کا بندہ بنتے ہیں تو وہ غیر اس بندے کو ذلیل و خوار کرتا ہے اور جو اللہ کا بندہ ہے اللہ اس کو عزت دیتا ہے۔ قرآن میں آیا ہے ﴿سُبْحانَ الَّذی أَسْری بِعَبْدِهِ ﴾﴿وَ اذْكُرْ عَبْدَنا أَيُّوب ﴾ جیسا کہ سورہ الاسراء میں آیا ہے۔

عبدالرحمٰن اور عبدالرحیم میں فرق ہے بندہ اللہ کی خالقیت والوہیت کو تسلیم کرے یا نہ کرے وہ اللہ کا بندہ ہے۔ اسی طرح اللہ کی ربوبیت کا اقرار کریں یا انکار کریں اللہ اپنی رحمانیت کی بنیاد پر تمام ضروریات ولوازم حیاتی اس کو فراہم کرتا ہے چاہے وہ مسلمان ومومن ہو یا فاسق و فاجر و کافر ہو بلا تفریق و امتیاز اس کو ضروریات حیات دیتا ہے۔ چنانچہ علماء و محققین نے کہا ہے اسم رحمٰن اللہ جیسا ہے کسی کلمہ سے مشتق نہیں چنانچہ عربوں نے کہا ''وما

الرحمن ''رحمٰن کیا ہوتا ہے؟ کسی منکر و ملحد کے پاس نعمت دنیا دیکھ کر یہ نہیں کہنا چاہیے کہ کافر و ملحد ہوتے ہوئے اللہ نے اس کو اپنی نعمتوں سے کیوں نوازا ہے یہ اس کی رحمانیت کا تقاضا ہے۔

رحمان و رحیم دونوں اسماء حسنٰی ہیں دونوں کا مادہ رحمت ہے، رحمت انسان میں رقت قلب ہے، اللہ سے انعطاف تفضّل احسان ہے۔ عربی زبان کے امتیازات خاصہ میں سے ہے کہ اس کا ایک مادہ ہے اس مادے سے صادر معنی کو دلالت لفظی کہتے ہیں ہر مادے سے مختلف صیغے نکلتے ہیں ہر ایک صیغے کے الگ معنی ہوتے ہیں جو معنی کو اوپر نیچے کرتے ہیں اس حوالے سے رحمٰن کا الگ صیغہ ہے یہ صیغہ مبالغہ کے لئے آتا ہے یعنی اس کی رحمت بے نہایت و بے کراں و عام ہے۔ یہ صیغہ ہمیشہ تجدد حدوث کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ رحمان کے بارے میں علماء نے ایک نکتہ کی وضاحت کی ہے یہ اسم بروزن فعلان غضبان ہے یہ صیغہ تجدد کے لئے آتا ہے زوال پذیر ہے اگر کسی کو رحمانیت کے تحت نوازا ہے تو وہ زائل بھی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے بارے میں آیا چنانچہ دنیا و آخرت دونوں میں کافرین و منافقین مستحقین قہر و غضب الٰہی قرار پاتے ہیں۔ رحیم بروزن فعیل صفت مشبہ مادہ رحمہ سے بمعنی اسم فاعل ہے یہ رحمت بطور رد اوم مادی معنوی دونوں میں ہوتی ہے۔

اقوام و ملل کی دنیا و آخرت دونوں کی سعادت کی ضمانت ایمان با آخرت ہے اللہ نے اپنی رحمانیت کا سایہ کافر و ملحد و جابر و ظالم، مومن و عادل سب کے لئے ہے ''وَ مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا ''لیکن مومنین کو رحیمیت کا سایہ دنیا و آخرت دونوں میں عنایت کرتا ہے جس انسان کو اللہ نے اس حیات نسبی میں غیر متوقع حالات میں زندہ رکھا وہ

کیوں نہ آخرت کے لئے اس سے امیدیں باندھے جہاں سعادت ہی سعادت ہوگی یہ اس کی رحمت ہے لہٰذا میں وصیت کرتا ہوں کہ مجھے مرنے کے بعد جہاں جگہ ملے دفنائیں دفن کرکے آجائیں لیکن جو مراسم لوگوں نے بنا رکھے ہیں وہ کسی بھی کام کے نہیں ہیں ایسے مراسم کرنے کی کوئی ہدایت نہیں، یہ صرف رسومات ہیں جن لوگوں نے اپنے گفتار اور کردار سے قرآن کو مہجور کیا ہو ان کی تلاوت اللہ قبول نہیں کرے گا۔

کہتے ہیں اللہ کی رحمت عام ہے اس کا احاطہ مومنین، کافرین، معاندین وظالمین سب کے لئے ہے اولادو رزق اور طول وقصر عمر میں چنداں مسلمان وغیر مسلمان میں فرق نہیں رکھا جاتا ہے، اس میں کوئی فرد گروہ مخصوص نہیں ہے۔ رحمانیت خلقت کا تقاضا ہے اللہ کی ہر مخلوق کو اس کی رحمت پہنچتی ہے کیونکہ وہی اس کو یہاں لایا ہے لہٰذا رحمٰن اعم وابلغ ہے، لیکن کبھی اللہ اس رحمانیت کو بندے سے چھین لیتا ہے جیسا کہ سابق زمانے میں بہت سی قوموں کو اللہ نے اپنے قہر وغضب کا نشانہ بنایا اور آخر میں انھیں صفحۂ ہستی سے ختم کیا جیسے قوم نوح وہود ولوط وصالح وشعیب ہیں، نیز آخرت میں انہیں جہنم میں ڈالیں گے۔ لیکن رحیم ایک صفت مشبہ ہے جو خاص مومنین کے لئے مخصوص ہے، رحیمیت مومنین کیلئے دنیا و آخرت دونوں میں ہوگی مومنین ہی اس سے مستفیض ہوتے ہیں جیسا کہ سورہ احزاب آیت ۴۳ میں آیا ہے نبی کریمؐ مومنین کے لئے رحمت ہیں۔ اللہ مومنین کے لئے رحمت ہونے کے دو مصداق بیان کرتے ہیں مومنین کو شرور واعداء دین وآفات سے اپنے حفظ وامان میں رکھتے ہیں، اعداء کے بعض شرور باعث رحمت بھی ہوتے ہیں۔

ا۔ بہت سے شرور ایسے ہیں جنہیں بعض مومنین اپنے لئے خیر سمجھتے ہیں سعادت

سمجھتے ہیں اللہ سے دعا کرتے ہیں جیسا کہ بعض اولاد کیلئے یا مال و دولت کے لئے ترستے ہیں اس کے بارے میں اللہ فرماتا ہے بہت سی چیزیں جو تم اپنے لئے خیر سمجھتے ہو وہ تمہارے لئے شر ہیں، بندے کے چاہتے ہوئے اللہ اس کو نہیں دیتا ہے یا تھوڑی دیر کے لئے دے کے چھینتا ہے میں نے بھی بہت سوں سے امیدیں وابستہ کیں تھیں، اپنی اولادوں کو عالم دین بناؤں، خدمت گذار اسلام بناؤں دونوں قبول نہیں ہوئیں۔ بعض عالم دین نہیں عالم نحو وصرف، عالم اصول فقہ و فقہ جو قرآن اور محمدؐ سے دور رکھنے کیلئے بنے تھے کے وہ عالم بنے، اور خدمت گذار اسلام کی جگہ خادم ذات بنے، بعض کرپشن و رشوت ستانی والے خدمت گذاران سیکولران بنے۔ ہم اپنے پورے خاندان کو اسلام شناس دیکھنے کی امید و آرزو کئے ہوئے تھے، اپنے علاقے کے معاشرے کو اسلامی و ایمانی والٰہی بنانے کی نیت کئے ہوئے تھے ،اس لئے میں علی آباد میں ایک عالم دین، خود مختار، آزاد، خود دار کو کھڑ پنچوں کے چنگل سے دور رکھ کر صراحت گوئی والے عالم دین کی صورت میں ضامن علی جیسے خاموش طبع نوجوان کو دیکھنا چاہتا تھا لہٰذا عالم دین بنانے کے لئے اس کو ایران لے کے گئے اور انہیں یقین و اطمینان دلایا کہ آپ لوگوں سے بغیر کسی طمع و لالچ، خوف و ہراس کے دین کو اٹھائیں، آپ کے اخراجات ہم پورے کریں گے لیکن آغاخانیوں کی بولی زیادہ لگ گئی اور اس کا تمام خرافات جوں کے توں رکھنے پر ان سے معاہدہ ہوا، حتیٰ وہ کاہنوں کی طرح استخارہ اور مشرکین کی طرح تعویذ تک، اور مجلس عزاء میں اکاذیب تک محدود ہو گئے ہیں، کھل کر میری مخالفت پر اتر آئے ہیں۔ اسی طرح میرے بیٹے محمد باقر اور بھتیجے پروردہ کے لئے دارالثقافہ جیسا پاکستان بھر میں مؤقر و محترم ادارہ بمعہ جائیداد سے کچھ حصہ خصوصی ان کے نام وصیت کیا تھا، اور

جائیداد کا بیس فیصد ادارے کیلئے مختص کیا، لیکن وہ بھی باغی ہو گئے اور دونوں اسماعیلیوں کے اسماعیل بنے۔ قادیانیوں اور آغا خانیوں نے میرے خاندان پر ڈاکہ ڈال کر میرے عزیز فرزندوں کو اغواء کیا۔

محمد باقر شگری کو چھوٹی عمر میں ان کے والدین نے میرے پاس چھوڑا ہم نے اس کو پالا تھا، دارالثقافہ کی آمدنیات میں شریک کیا لیکن نمک حرامی اور ناقدری کی۔ میں سوچ رہا تھا اس کو کیسے دور کروں لیکن وہ خود دور ہو گئے یہ اللہ کا فضل ہے۔

اللہ سبحانہ نے اپنی رحمت سے بہت سے خطرات اجتماعی وسیاسی وثقافتی سے رہائی بخشی ان سے بچایا۔

جب ہم کراچی آئے تو اندر سے اسماعیلی اوپر سے اثناعشری متعارف کرنے والے حلقے میں داخل ہوئے یہ لوگ معصومانہ ومخلصانہ چہرہ دکھاتے تھے لیکن ان کے عقائد، اخلاق، احکام اور بود وباش وسلوک سب اسماعیلی تھا، ہم سمجھتے تھے ان کو بتانے والے ہی نہیں ملے ہیں، لیکن وہ سمجھتے تھے علی شرف الدین کے عقائد صحیح نہیں ہیں، یہاں سے انھوں نے رفتہ رفتہ پیچھے ہٹنا شروع کیا، گرچہ ہم خود ان سے وابستہ نہیں تھے' چنانچہ ایک دن مغرب کے بعد مرحوم ڈاکٹر سرور، علی ظہیر اور حسن امام تشریف لائے اور ہم سے کہا آغا صاحب آپ کے بارے میں ہماری کیا ذمہ داری بنتی ہے میں نے سمجھا آپ حضرات ماہانہ کچھ دینا چاہتے ہیں ہم نے کہا قمیض پھٹ جائے شلوار باقی رہے اس وقت تک آپ لوگوں کو کوئی زحمت نہیں دوں گا اگر ایسا روزگار آیا تو میں خود بتاؤں گا۔

تعارف عبدالرحیم:۔

یہ عبدالرحیم کون ہے چلیں اپنے علاقے کے بڑے بڑے علماء سے پوچھتے ہیں شاید یہ حضرات جانتے ہوں یہ کون ہے جناب مولانا شیخ سلیم صاحب سرپرست دانشگاہ شیخیہ، جناب مولانا دانش بانی انجمن سینہ کوبان جناب مولانا محمد علی گنگوپہ، میرے رقیب وعقید جناب مولانا باقر مجلسی میرے مؤدب جناب کفایت کفائی نے فرمایا تعجب کی بات ہے عبدالرحیم کو نہیں جانتے مشتی علی شرف الدین سر آغائے محمد سعید اعزاز یافتہ اسماعیلیان۔

لہٰذا آپ کو بتادوں یہ عبدالرحیم علی شرف الدین ہے اس نے خود کو کب اس رحیم کی بندگی میں دیاوہ کونسی تاریخ ہے یہ معاملہ کیسے طے پایا ہے، ہم جیسے نالائق شوق خدمت اسلام رکھنے والوں کے لئے اس میں اسباق وعبرتیں ملیں گی۔انسان کی زندگی میں دوقسم کے مسائل پیش آتے ہیں ایک میں انسان کا خود اپنا کردار ہوتا ہے دوسرے وہ ہیں جس میں انسان کا کسی قسم کا کردار نہیں ہوتا ہے۔یہ چیز بطور عیاں نظر آتی ہے چونکہ فعل فاعل مانگتا ہے بعض اوقات ایسا ہوا ہے کہ انسان نے از خود کچھ نہیں کیا ہوتا ہے لیکن کوئی فعل اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

علی شرف الدین نے ایام محصوری میں اغیار کے ساتھ اعزاء واقرباء رشتہ داروں حتیٰ اولادوں کی طرف سے نفرت وکراہت دیکھنے اور معاشرے میں مطعون ونا قابل برداشت عنصر سمجھے جانے کی وجہ سے مایوس وبے بس ہوکر ذات باری تعالیٰ کی رحمت رحیمیت کے سواء سب سے مایوس ہونے کے بعد خود کو اس کی پناہ میں لینے کی درخواست کی۔کہ مجھے اپنی خصوصی پناہ میں لے چنانچہ اس ذات نے بھی میری صدق دل سے ہوئی التجا کو قبول فرمایا مجھے بہت مہلک حالات سے نجات دلائی، اس بڑھتی ہوئی عنایت کو دیکھنے کے بعد میں نے

اپنا نام عبدالرحیم رکھا ہے۔

شرف الدین پر آثار رحیمیت کے مظاہر:۔

اپنی رحیمیت، اللہ کبھی بغیر التماس دعا، کبھی خواہش کے خلاف یا احساس کئے بغیر عنایت کرتا ہے اس حوالے سے جب میں سوچتا ہوں تو اس نے مجھے بہت سی رحیمیت سے نوازا ہے یہاں اس کے چند نمونے ذکر کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔

ا۔ میں اس علاقے اور گھرانے میں پیدا ہوا جہاں کی ثقافت اہل البیت سے توسل کی شرکیات تھی اور ہم بھی کرتے تھے لیکن علم دین سے شغف وخواہش چھوٹی عمر سے رکھتا تھا کھیل کود سے گریز کرتا تھا نجف پہنچا تو جہاں حوزہ علمیہ میں علوم آل محمد کے نام سے علوم معتزلہ پڑھاتے تھے لیکن یہ بعد میں پتہ چلا لیکن ہم نے بھی وہی پڑھے لیکن اللہ نے مجھے اچانک گزاف گوئی وغلو گوئی سے غیر شعوری طور پر اٹھا کر لب قرآن کریم کھڑا کیا، یہ میرے ارادے میں نہیں تھا یہ اس کا مظہر رحیمیت تھا۔

۲۔ محبت اہل البیت سے سرشار تھا لیکن اساس قرآن اور محمدؐ کو سمجھتا تھا جس کی وجہ سے میں بتدریج غلاۃ مُردہ سے بدظن اور دور رہوتا گیا اور اسلام سے نزدیک ہوتا گیا۔

۳۔ علاقہ چھوڑ کا جہاں نام اہل البیت کا لیتے تھے لیکن غرابیہ تھے اہل بیت کے نام سے دکھاوا کرتے تھے لیکن اندر سے اہل البیت قادخانی و اہل البیت بھٹو تھے اللہ نے مجھے ان دغابازوں کے درمیان سے اچانک مثل لوط نجات بخشی **"الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُها"** سے نجات دلائی۔

۴۔ چندین بار موت کے دہانے سے بچا کے زندہ رکھا۔

۵۔مختلف بیماریوں کا مریض ہوتے ہوئے کسی مصیبت مایوس ومفلوج کن حالت میں مبتلا نہیں کیا۔

۶۔مشرکین نبیؐ سے کہتے تھے آپ کو ہمارے بتوں کی بد دعا لگی ہے ہمیں بھی اگر بینائی وسماعت اور عقل میں فطور آتا تو یہ کہتے دیکھا علم و ذوا لجناح کی بد عا لگی ہے۔

۵۔حوزہ علمیہ قم میں دروس اعتزالی کو درس اسلامی سمجھ کے گیا تھا ان کے امتیازات طبقاتی میں ہمیں خارجی کہتے تھے۔

۶۔کراچی میں پہنچنے کے بعد حلقات اسماعیلی میرے گرد جمع ہو گئے بعض درس کے نام سے میرے افکار ونظریات کا انٹرویو لیتے تھے بعض میرے اور پرکڑی نظر رکھتے تھے اس نقل وحرکت پر ان کو دور کرنے کی زحمت میں مبتلا ء تھا لیکن اللہ نے ان کو ہم سے رفع دفع کیا۔

۷۔اولاد کا نہ ہونا ہر قسم کی عیش ونوش کو تلخ کرتا ہے اور ان کو آسیب ومصیبت میں دیکھنا آنکھوں سے بینائی چھینتا ہے ان کی موت سکتۂ قلبی بنتی ہے ان سے لگاؤ پیار و محبت انسان کو جنت سے دور جہنم سے نزدیک کرتا ہے قادخانی کے گماشتوں نے انھیں نصیحت کی مشورہ دیا کہ جتنا ہو سکے باپ کو ذلیل وخوار کریں اس طرح سے وہ ہم سے نفرت وکراہت برتنے لگے تو الحمد للہ میں یکسو ہو کے دین کی طرف وقف ہوا اور میری آخرت برباد کرنے کا سبب اللہ نے ہم سے رفع دفع کیا۔

۸۔علماء اعلام جو زبان،قدرت وتسلط پر تاثیر ہوتے ہوئے بھی صرف مجھے گھر میں محصور کر سکے اور کچھ نہیں کر سکے۔

۹۔امام حسین نے میدان کربلا میں فرمایا ’’**الناس عبید الدنیا والدین لعق**

علی السنتھم فاذا فحسو بالبلاء قلت دیانون''۔ بہت سے افراد اصلاح کے خواہاں ہوتے ہیں انقلاب کے داعی ہوتے ہیں جب مزاحمت ہوتی ہے تو نظریات سے پسپائی اختیار کرتے ہیں، الحمدللہ ہر قسم کی مزاحمت وتہمت والزام کی سیاہ آندھیوں نے میری بصروبصیرت کوختم کرنے کی بجائے مزید صیقل بخشا،عزم وارادے کواستحکام عنایت کیا۔علماء کا طنز کہ دروس حوزہ میں فیل شرف الدین کوصرف ونحونہیں آتی ہے، دل شکنی ہونے کی بجائے ہمت افزائی کاباعث بنا، شک وتردد کی بجائے اطمینان قلبی کاسبب بنا، یہ تو چند مظاہر رحیمیت تھے لیکن اتنی رحیمیتوں سے نوازا ہے کہ عقل ناقص کے فہم وادراک میں نہیں آئی ہیں تا کہ ان سب پرحمد کروں، مدح کروں، شکر کروں، حمدوشکراپنی استطاعت کی حدود میں کرتا ہوں جو کہ قطعاً ان عنایات اور مظاہر رحمیت کے برابرنہیں ہوسکتا۔

میں یہاں یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میرے کراچی کے ابتدائی دور میں کراچی کے کالج و یونیورسٹی اور ڈاکٹری چھوڑ کر علوم اسلامی کے شغف میں حوزہ علمیہ قم مشرف ہونے والوں نے جب میری کتاب اصول عزاداری یا مثالی عزاداری اور امام وامت کو دیکھا تو وہ سیخ پا ہو گئے آغا سلمان نقوی، آغائے باقر زیدی، اصغر شہیدی، عقیل موسیٰ اور آفتاب حیدر نے متفقہ فتویٰ صادر کیا تھا کہ آپ ایسی کتابیں رہبر معظم یا مراجع عظام یا نمائندہ ولی فقیہ محترم آغائے بہاء الدین کی اجازت کے بغیر نہیں لکھ سکتے ہیں۔ بعد میں انہوں نے ہمیں اپنے خانہ میں محصور کرنے کا حکم جاری کیا تھا، وہ میرے بلتی ہونے کی بنیاد پر نہیں تھا اگر کوئی ایسی تفسیر کرتے ہیں تو یہ بالکل غلط ہوگی، کیونکہ ان سے کہیں زیادہ علماء بلتستان اور دانشوران بلتستان بلکہ یہاں گھروں میں چوکیداری کرنے والوں نے سختی سے ہمارے ساتھ تعلقات ختم

کئے ہوئے ہیں۔ بلکہ مفید علم کو چھوڑ کر اسلام کے نام سے شعوبین کے اختراع کردہ علم کو اسلام کے نام سے پڑھ کے آئے تھے تو انہیں تمیز نہیں تھی کہ علم عقائد یہاں سے ملتے ہیں۔

اللهم انت تعلم انهم حقروني و صغروني ذللوني كا يدوني و حاصروني ضايقوني اللهم انت ثقتي ومعتمدي ومعبودي مولائي و ملجئي اني عبدك ولا ملجا للعبد الا الي مولاه فخذني بكنف رحيميتك كما اخذتني في كنف رحمانيتك اللهم ان لم تكن علي غضبانافلا ابالي بهولاء الذين نبغو في علوم الاعتزالين خذلهم الله الذين بدلوا الاسلام و فرقوا المسلمين ونبذو كتابك وراء ظهورهم واعرض عن سنت نبيك بلا حجه من كتابك وهم لا يعرفون من الاسلام شيئا و يفتخرون بانهم يعرفون النحوشعوبين المعاندين للاسلام والعرب فامرهم اليك يوم يقوم الحساب و انت احكم الحاكمين و القاضي في ذلك اليوم هو الله.

جس طرح اللہ نے مجھے اپنی رحمانیت کے ساتھ رحیمیت سے نوازا، مجھے قادخانیوں کے دین نمائی کرنے والے اغوا گروں سے رہائی بخشی وہ اپنی رحیمیت سے اس دن تیر قہر غضب پر موکل ملائک عتاب و ملامت سے اپنی پناہ میں رکھے گا تو میں کیونکر آخرت کی نجات کے لئے ان بے رحم قرآن سے چڑ رکھنے والوں کی فاتحہ سے امید باندھوں، "**اللهم انت ثقتي و معتمدي ملجائي و ماوائي عالم**" میں کسی انسان سے امیدیں باندھ کے رکھوں۔

اس ذات رحیم نے بھی جتنی یہ حقیر نیاز رکھتا تھا لیاقت تحمل رکھتا تھا نوازا ہے یہاں

تک کہ ایک عظیم نعمت خود اس کتاب کی تالیف ہے جس میں جہاں فاضل گرامی ناقد نظاس کے نقد کا جواب لکھنے کی توفیق نصیب ہوئی ساتھ ہی دیگر ناقدین کے نقد کا جواب بھی دینے کا موقعہ ملا لیکن مجھے اس کا بھی شکر کرنا ہے چنانچہ حالت استغراق ومحو شکر میں اس ملاحظہ نامہ کو ربیع الثانی و۱۴۳ھ کو اختتام تک پہنچایا۔

الحمد للہ رب العالمین والحمد للہ رب العالم والحمد للہ رب العالمین

فہرس

انتساب	۵	علم کا مذاق	۱۰۶
تمہید	۶	اسلام میں شوریٰ نہیں	۱۱۳
مصادر مدرسہ امام خمینی:۔	۱۵	منصوصیت:	۱۱۴
نظام درسیٔ حوزہ:	۲۰	عصمت آئمہ	۱۱۷
ردکی بجائے ملاحظات لکھنے کی وجوہات	۲۴	نابالغ امام	۱۲۵
میرے عقائد ونظریات کی رد میں پایان نامہ لکھنے کے اسباب ومحرکات	۳۲	نقد بر نظریات علی شرف الدین دربارہ امام مہدی	۱۳۶
پایان نامہ بروزن انصاف نامہ	۳۸	جناب منصف عادل	۱۴۲
جناب نقاذ طاس	۵۴	شرف الدین نے امام مہدی سے انکار کر کے تضاد گوئی کی ہے	۱۴۹
نحویین کی قرآن سے دشمنی عیاں ہے	۶۰	کس کا انتظار کر رہے ہیں	۱۵۵
علم اصول فقہ	۶۹	تضاد گوئی شرف الدین	۱۵۸
مدارس وحوزات کی نصاب کتب اور نظام سب بدنیتی پر مبنی ہے	۸۰	کجا حجاج کجا مختار	۱۶۰
شرف الدین خلافت وامامت کو مترادف سمجھتے	۸۱	نائبین امام	۱۶۴
شیعہ سنی مقابلہ میں علی شرف الدین جان بحق	۸۹	امامت مجتہدین	۱۶۵
امامت نزد متکلمین شیعہ	۹۳	اسلام علما	۱۷۹
جناب نقاد کلامی	۹۵	نائبین امام اور ان کے وکلاء کی بدعنوانیاں	۱۸۲
مصادر علم امام	۱۰۵	امام وامت میں دیئے گئے مصادر پر نقد	۱۸۴

کتابوں پرنقدخوش آئند ہے	۱۸۹	شرف الدین اورخمس	۲۲۳
تفسیر عاشورہ:۔			
کتاب تفسیر قیام سیاسی امام حسین	۱۹۱	شرف الدین بزرگ	۲۲۴
قرآن سے پوچھو:	۱۹۱	شرف الدین کیوں مطعون قرارپائے	۲۲۵
امام وامت دائرۃ المعارف	۱۹۲	درسگاہوں میں نصاب اخوان صفا	۲۲۷
جناب ناقدمہربان	۱۹۴	علم دین ودنیا	۲۲۸
جناب شاکی برمصادرکتاب امام وامت	۱۹۴	عبدالرحیم	۲۴۰
شرف الدین کہاں سے، کب سے، اور کیسے منحرف ہوگئے	۱۹۷	تعارف عبدالرحیم	۲۴۷
شرف الدین مفتشی اسرارملت	۲۰۳	شرف الدین پرآثار رحیمیت کے مظاہر	۲۴۹
حج پرمکررجانا	۲۰۷		

☆☆☆☆☆☆

قرآنیات:

قرآن سے پوچھو

قرآن اور مستشرقین

انبیا قرآن آدم، نوح، ابراھیم

انبیا قرآن موسیٰ و عیسیٰ

انبیا قرآن ھود، صالح، ذوالکفل، زکریا،

یعقوب و یوسف

سیرت حضرت محمدؐ

قرآن میں شعر و شعرا

قرآن میں مذکر و مونث

انحو قرآن سے دفاع کرو

قرآن میں نحو اور تحوین

اعجازات قرآن

خالق و نیات

تفسیر موضوعی یوم آخرت

تفسیر احکام قرآنیہ

ترجمہ تفسیر موضوعی آیت اللہ صدر

کتب تشیع اور قرآن۔

قرآن میں امام و امت

سوالنامہ معارف قرآنیہ

اہل ذکر کے جواب

تفاسیر باطنی یا قرآن توڑ مساعی

قرآن میں نظام ہائی

قرآن کتابوں کی جنگ

باطنیہ و بنا تہا:

شیعہ اہل بیت

علم اور دین

عقائد و رسومات

خطر احیون

پیغام سووا اخبار سووا پیام ٹیم ہنزہ

علماء و دانشوران بلتستان۔

تاریخیات:

مدخل الدراسات تاریخ اسلامی

دور رشد و رشادت

سلاطین عضوض مسلمین حصہ اول

سلاطین عضوض مسلمین حصہ دوم

سلاطین عضوض مسلمین حصہ سوم

تاریخ الحاد و علمانیت

برصغیر میں طلوع اسلام سے انحطاط مسلمین و

جائزین برطانیہ تحریک حکومت مسلمین

مدخل الدراسات روائح و روایات

قیام پاکستان

مردان فرق و مذاہب

حسینیات:۔

تفسیر عاشورا

تفسیر سیاسی قیام امام حسین

عنوان عاشورا

اسرار قیام امام حسین

معجم تالیفات و مولفین امام حسین

قیام امام حسین کا جغرافیائی جائزہ

اصول عزاداری

مثالی عزاداری

عزاداری کیسے اور کیوں

عزاداری وسیلہ ضرب اسلام

مجلس مذاکرہ امام حسین

انتخاب مصائب

قیام امام حسین غیر مسلموں کی نظر میں

فقہیات:

قرآن و سنت میں حج و عمرہ

معجم حج و عمرہ

احکام قرآنیہ

اجتہاد تقلید تجدید کا آغاز و انجام

مذاہب فقہی مسلمین

موضوعات متنوعہ

اجتماعات و سیاسات:۔

ولایت فقیہ

افق گفتگو

مدارس و حوزات پر نگارشات

فیصلہ عدالت

شکووں کے جواب

ہماری ثقافت ہماری سیاست

جواب شکوہ

بک گئے جواب اہانت و جسارت آمیز ڈاکٹر

حسن خان

تقریب بین المذاہب اطیاف واسلام

محال فی محال

تھوڑ کا والوں کا مذہب

دار الثقافہ سے عروۃ الوثقیٰ

سیکولرزم وحشت الحاد ازم نواسی یہود ازم

ملاحظات خاطفہ بر پایان نامہ صاحبہ

اخوان صفا معاصر

شاہراہ مسکونی

ندوۃ اکرام المراۃ

تفسیر دعائیہ

مجلات:

مجلہ ثقافت اسلامیہ مقالات قرآنیہ

مجلہ اعتقاد چار شمارے

مجلہ صریح حق

دراسات فی الفرق والمذاہب

حقوق طلبی

فصل جواب

جواب سے لاجواب

جوابات صادقہ

آمریت کے خلاف ائمہ کی جدوجہد

مسجد

مکتوبات:

مکتوب برادران آشنایان ناآشنا

مکتوب اساتذہ جائی اسکول کچورا

مکتوب استاد حاج غلام مہدی سکور اشکر

مکتوب بکتابخانہ مطہری جھکر

مکتوب جناب مولانا ثقلین کاظمی امیر کاروان عمار یاسر

مکتوب بحجاج پاکستانی متعلق با عمال در حرمین شریفین

مکتوب کشادہ بخدمت جناب سرکونسلگری جمہوری اسلامی ایران در کراچی جناب آغائے زمانی

مکتوب جواب دعوت نامہ مجمع جہانی اہل بیت تہران

مکتوبات بخاندان دوفرو پادر بارہ طلب ارث مادری

اہل فکر و دانش علم و ادب کے اغلاط شناس اور ملک و ملت کی داخلی و خارجی سرحدوں کے محافظ و پاسدار، قانونی سقم نکالنے والے وکلا، سطور و صفحات کے تجزیہ نگار، معاشرے میں امر بالمعروف و نہی از منکر کرنے کا اعزاز رکھنے والے بتائیں کہ ان کتابوں میں اسلام قرآن حضرت محمدؐ اور وطن اسلامی کے امن و امان سے متعلق کہاں خطرات و مشکلات نظر آتے ہیں جس کی وجہ سے ان کتابوں پر پابندی لگائی ہے نقد و نشاندہی کریں۔

اسماعیلی، قرامطی، نصیری اور غالی علماء کا حکم ہے ان کتابوں کو نہ پڑھیں۔